

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ



بعد از خدا



فکرِ سخن
سید شاہ آل رسول حسنین میاں برگاتی
نظمی مارہروی علیہ الرحمہ



Edited with the demo version of
Infex Pro PDF Editor

To remove this notice, visit:
www.iceni.com/unlock.htm

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ

اور ہم نے تمہارے لیے تمہارا ذکر بلند فرمایا۔ (القرآن)

محمد ﷺ حبیبِ خدائے جہاں ہیں محمد ﷺ وجودِ خدا کا نشان ہیں
بشاراتِ عیسیٰ، دعائے براہم تمنائے موسیٰ سلیمان کی جاں ہیں

بعد از خدا۔۔

(نعتیہ دیوان)

فکرِ سخن

سید شاہ آلِ رسولِ حسینِ میاں برکاتی

نظمی مارہروی

سجادہ نشین و متولی، درگاہِ برکاتِ تہ نوریہ امیریہ، مارہرہ مطہرہ

پیش کردہ: بزمِ برکاتِ آلِ مصطفیٰ (رجسٹرڈ) ممبئی

جملہ حقوق محفوظ بحق نظمی

نام کتاب :	بعد از خدا ۰۰۰ (نعتیہ دیوان)
فکرِ سخن :	سید آلِ رسولِ حسینِ میاں برکاتی نظمی مارہروی
کتابت :	نظمی بذاتِ خود بذریعہ کمپیوٹر
پروف ریڈنگ :	نظمی بذاتِ خود
صفحہ سازی :	صاحب زادہ سید صفی حیدر برکاتی
ناشر :	بزمِ برکاتِ آلِ مصطفیٰ (رجسٹرڈ) ممبئی
اشاعت بار اول :	سن ۲۰۰۸ عیسوی
سن اشاعت :	۱ اپریل ۲۰۱۳ عیسوی
تعداد :	گیارہ سو
قیمت :	Rs.260/- (دو سو ساٹھ روپے)

فہرست

صفحہ نمبر	نمبر شمار	عناوین
۱۰	☆	تنویر مصطفیٰ
۱۸	☆	نظامِ نظمِ نظم
۲۶	☆	قلم کا دھنی
۳۵	☆	برکاتی ناظم۔۔۔ حضرت نظمی
۴۰	☆	چل مرے خاے
		سید آل رسول حسنین میاں نظمی

۶۴	۱	افتتاحیہ	۲۹	۱۵	یاد آیا
۶۵	۲	چل قلم	۵۰	۱۶	نعتیں میں سناتا رہتا
۶۶	۳	حمد باری تعالیٰ	۵۱	۱۷	آرزوئیں کیسی ہیں!
۶۸	۴	نظام اللہ کا	۵۲	۱۸	مدائحِ مصطفیٰ ﷺ
۶۹	۵	دستِ دُعا	۵۴	۱۹	جلانے کے لیے آ
۷۰	۶	مدینہ کا سفر یاد آیا	۵۵	۲۰	رفعتِ مصطفیٰ ﷺ
۷۱	۷	حرمِ طیبہ کا دستور	۵۶	۲۱	عرفانِ مصطفیٰ ﷺ
۷۲	۸	ذکرِ احمد ﷺ	۵۷	۲۲	گلستانِ مصطفیٰ ﷺ
۷۳	۹	جانِ رحمت کا علم	۵۸	۲۳	دُعا
۷۴	۱۰	مژدہ جنت کا	۵۹	۲۴	زیارتِ مکہ
۷۵	۱۱	کوزے میں سمندر	۶۰	۲۵	رہک جنت
۷۶	۱۲	نورِ احمد ﷺ	۶۱	۲۶	کمالِ حدیث
۷۷	۱۳	نعتِ سرور ﷺ	۶۲	۲۷	نورِ کبریا ﷺ
۷۸	۱۴	نعتِ حبیب ﷺ	۶۳	۲۸	ایماں کی روح

انتساب

نظمی اپنی اس کاوش کو اپنے رب مجازی، والدِ ماجد حضور سید العلماء نقیبِ مسلکِ برکاتیت، ناشرِ فکرِ اعلیٰ حضرت، نائبِ حضور اچھے میاں رحمۃ اللہ علیہ، وارثِ ہفت تن، تاجِ دارِ مارہرہ، مرشدِ عالم، مناظرِ اعظم، عالمِ باعمل، درویشِ کامل مولینا مولوی حافظ قاری مفتی حکیم الحاج سید شاہ اولاد حیدر آلِ مصطفیٰ سید میاں علیہ الرحمۃ والرضوان اور اپنی والدہ مشفقہ رحمۃ اللہ علیہا کے نام منسوب کرتا ہے اور اس دیوان کے مشتملات کا تمام تر ثواب بھی انھی کی نذر کرتا ہے۔

۲۹	بارہویں تاریخ	۷۹	۵۱	سرخوشی ہر طرف	۱۰۲
۳۰	نشان نورِ خدا	۸۰	۵۲	تذکرہ اُفق اُفق	۱۰۳
۳۱	شانِ نعتِ مصطفیٰ ﷺ	۸۱	۵۳	نورِ محمد ﷺ کی چمک	۱۰۴
۳۲	صلیٰ علیٰ محمد ﷺ	۸۲	۵۴	حرفِ مدعا	۱۰۵
۳۳	جامِ محمد ﷺ	۸۳	۵۵	قربِ خدا کا زینہ	۱۰۶
۳۴	قرآن کا ماخذ	۸۴	۵۶	صبحِ شبِ ولادت	۱۰۷
۳۵	نعتِ شہِ بطحا ﷺ	۸۵	۵۷	رُخِ انور کے طفیل	۱۰۸
۳۶	حبیبِ ربِّ کبریا ﷺ	۸۶	۵۸	سجی نعت کی محفل	۱۰۹
۳۷	قربت کا لمحہ	۸۷	۵۹	حریمِ بزمِ رسالت	۱۱۱
۳۸	کب تک؟	۸۸	۶۰	شاہِ اُمم شاہِ اُمم ﷺ	۱۱۲
۳۸	جانِ ایمان	۸۹	۶۱	سلام	۱۱۴
۳۹	کتابِ اُصول	۹۰	۶۲	نعتِ بطرزِ ہندی	۱۱۵
۴۰	قرآن کی اساس	۹۱	۶۳	آرزوئے مزار	۱۱۶
۴۱	رحمت کی بارش	۹۲	۶۴	نعتِ حبیبِ کبریا ﷺ	۱۱۷
۴۲	مدحتِ فزوں کی تلاش	۹۳	۶۵	سرخیاں حبِّ نبی کی	۱۱۸
۴۳	عشقِ صادق	۹۴	۶۶	سامانِ مغفرت	۱۱۹
۴۴	جوہرِ اخلاص	۹۵	۶۷	معدنِ انوار	۱۲۰
۴۵	جمالِ عارض	۹۶	۶۸	نشانِ ربِّ جلیل	۱۲۱
۴۶	دامنِ مصطفیٰ فقط	۹۷	۶۹	آنکھوں میں	۱۲۲
۴۷	محفوظ	۹۸	۷۰	طیبہ کے راستے میں	۱۲۳
۴۸	نوری شعاع	۹۹	۷۱	نعتِ آقائے دو جہاں ﷺ	۱۲۴
۴۹	شفاعت کا چراغ	۱۰۰	۷۲	گلِ زیبائے باغِ خلیل	۱۲۶
۵۰	دل کا قبلہ	۱۰۱	۷۳	حبِّ احمد کا اعجاز	۱۲۷

۷۴	کمالِ حسن	۱۲۸	۹۷	رسولِ عربی ﷺ	۱۵۵
۷۵	قاسمِ نعمت کبریا	۱۳۱	۹۸	روایتیں بے مثال اُن کی	۱۵۶
۷۶	پورِ بی نعت	۱۳۳	۹۹	ہمارے نبی ﷺ	۱۵۸
۷۷	نعتِ سید المرسلین ﷺ	۱۳۴	۱۰۰	بخشش ہماری	۱۵۹
۷۸	مدینہ دل میں	۱۳۵	۱۰۱	نعمت نور کی	۱۶۰
۷۹	تلاش	۱۳۶	۱۰۲	عنایتِ رسول کی	۱۶۱
۸۰	نسبتِ سرکارِ طیبہ ﷺ	۱۳۷	۱۰۳	خوشبوئے نبی ﷺ	۱۶۲
۸۱	اُن کی مدحت کی باتیں	۱۳۸	۱۰۴	اُلفت اُن کی	۱۶۳
۸۲	نعتِ عجیب	۱۴۰	۱۰۵	کس کی مدحت، اُن کی اُن کی	۱۶۵
۸۳	نعتِ فخرِ دو عالم ﷺ	۱۴۱	۱۰۶	سرخوشی نئی	۱۶۶
۸۴	سو جان جیسے بیٹھے ہیں	۱۴۲	۱۰۷	جستجوئے نبی ﷺ	۱۶۷
۸۵	نعتِ نبی لکھ رہا ہوں	۱۴۳	۱۰۸	زندگی زندگی	۱۶۸
۸۶	مژدہ غلامی کا عطا ہو	۱۴۴	۱۰۹	ذکرِ صبح گا ہی	۱۶۹
۸۷	اُن کے بدن کی خوشبو	۱۴۵	۱۱۰	تاثیرِ نگاہِ مصطفیٰ ﷺ	۱۷۰
۸۸	ہمارے دردِ درماں	۱۴۶	۱۱۱	جیسے مرے آقا ہیں	۱۷۱
۸۹	یا رسول اللہ ﷺ	۱۴۷	۱۱۲	امتیازِ کلیم و حبیب	۱۷۳
۹۰	التجا	۱۴۸	۱۱۳	میری پہلی نعت	۱۷۴
۹۱	خود کو بھلا کے دیکھ	۱۴۹	۱۱۴	رحمتِ سراپا	۱۷۵
۹۲	طیبہ کا مستانہ	۱۵۰	۱۱۵	الفاظِ نہیں ملتے	۱۷۷
۹۳	نعرۂ مستانہ	۱۵۱	۱۱۶	کعبہ کا کعبہ	۱۷۸
۹۴	آئے وہ	۱۵۲	۱۱۷	آرزوئے دل	۱۷۹
۹۵	چمکی چمکی	۱۵۳	۱۱۸	بارہویں آئی	۱۸۰
۹۶	اب سمجھو بھی	۱۵۴	۱۱۹	شفیعِ لقب	۱۸۱

۱۲۰	طیبہ کا گلستاں	۱۸۲	۱۴۳	کیا کیا کہوں تجھے	۲۱۳
۱۲۱	توشہ حبّ احمد ﷺ	۱۸۳	۱۴۴	روح حیات	۲۱۵
۱۲۲	رضائے نوری	۱۸۴	۱۴۵	نعت شہِ بطحا ﷺ	۲۱۶
۱۲۳	مسیحا اعجاز	۱۸۵	۱۴۶	نقشِ نورِ خدا	۲۱۷
۱۲۴	کہاں چلے گئے	۱۸۶	۱۴۷	نشہٴ ارادت	۲۱۸
۱۲۵	برکت والا آیا ہے	۱۸۷	۱۴۸	عشقِ مصطفیٰ ﷺ	۲۱۹
۱۲۶	دل کا فسانہ لگتا ہے	۱۸۹	۱۴۹	مدینہ کا سفر	۲۲۰
۱۲۷	کلبِ رضا کی برکت	۱۹۰	۱۵۰	اُلفتِ سرور ﷺ	۲۲۱
۱۲۸	نعت ہفت رنگ	۱۹۲	۱۵۱	چل چل مرے دل	۲۲۲
۱۲۹	اور کیا چاہیے	۱۹۳	۱۵۲	محفلِ نعت	۲۲۳
۱۳۰	تو پھر اور کیا ہے	۱۹۴	۱۵۳	نعت درویشانہ	۲۲۴
۱۳۱	اندا ز محبوبیت	۱۹۶	۱۵۴	لَا تَنْسَى ذِکْرَ اللَّهِ	۲۲۶
۱۳۲	عقیدت کے گلاب	۱۹۷	۱۵۵	نعرہٴ تکبیر اللہ اکبر	۲۳۰
۱۳۳	وہ عالم تو نہیں ہے	۱۹۸	۱۵۶	سب حق ہے	۲۳۱
۱۳۴	ثنائے رسول ﷺ	۱۹۹	۱۵۷	یا اللہ یا رحمن یا رحیم	۲۳۲
۱۳۵	طیبہ کی آرزو	۲۰۰	۱۵۸	بعد از خدا بزرگ توئی	۲۳۵
۱۳۶	ہر ادانت نئی	۲۰۱	۱۵۹	مصطفیٰ مصطفیٰ ﷺ	۲۳۶
۱۳۷	کانپ اٹھتا ہے	۲۰۶	۱۶۰	اُن کی یاد کی برکت	۲۳۸
۱۳۸	نعت جانِ رحمت ﷺ	۲۰۷	۱۶۱	وہ حبیبِ خدا	۲۳۹
۱۳۹	قرآنی کردار	۲۰۹	۱۶۲	طیبہ رشکِ جناب	۲۴۱
۱۴۰	پوچھو پوچھو قرآن سے	۲۱۰	۱۶۳	ذکرِ محبوب	۲۴۳
۱۴۱	مصطفیٰ کی بات چلے	۲۱۱	۱۶۴	تاریخِ اسلام	۲۵۴
۱۴۲	آاے صباے طیبہ	۲۱۲	۱۶۵	خدا کا بندہ ہمارا آقا	۲۷۳

۱۶۶	برکتِ اسمِ محمد	۲۷۹	۱۸۹	تاریخِ خانوادہ برکاتیہ	۳۱۱
۱۶۷	چند قطعات و رباعیات	۲۸۳	۱۹۰	برکاتی ترانہ	۳۲۱
۱۶۸	سلام	۲۸۸	۱۹۱	میم مدینہ	۳۲۳
۱۶۹	حصہٴ منقبت	۲۹۰	۱۹۲	بزمِ نور	۳۲۴
۱۷۰	وزیر شاہ رسالت ﷺ	۲۹۱	۱۹۳	قاسمی جلسہ	۳۲۵
۱۷۱	نعرہٴ حیدری	۲۹۲	۱۹۴	میرا مارہرہ	۳۲۶
۱۷۲	یادِ شہیدِ کربلا رضی اللہ عنہ	۲۹۳	۱۹۵	ایک لمبی داستاں تھے	۳۲۸
۱۷۳	نذرِ حسین رضی اللہ عنہ	۲۹۴	۱۹۶	کتبہ لوحِ مزار حضور سید العلماء ﷺ	۳۳۰
۱۷۴	مدحِ اہل بیت	۲۹۵	۱۹۷	منقبت در شانِ حضور سید العلماء ﷺ	۳۳۱
۱۷۵	قادری ترانہ	۲۹۶	۱۹۸	سید میاں کا روضہ	۳۳۲
۱۷۶	یا غوثِ اعظم المدد	۲۹۷	۱۹۹	سید میاں کی دین	۳۳۳
۱۷۷	مدینہ کی انگوٹھی	۲۹۹	۲۰۰	ناز و فرستیاں	۳۳۵
۱۷۸	تذکرہٴ غوثیہ	۳۰۰	۲۰۱	مناقب مفتی اعظم ہند ﷺ	۳۳۶
۱۷۹	منقبت در شانِ خواجہ	۳۰۱	۲۰۲	نذرِ فقیہ اعظم ہند	۳۳۷
۱۸۰	اجمیر چلو، اجمیر چلو	۳۰۲	۲۰۳	چلی پیاکے دیس	۳۳۸
۱۸۱	تاجدارِ ولایت خواجہ	۳۰۳	۲۰۴	نور کی تفسیر	۳۳۹
۱۸۲	خواجہٴ دین و ملت پہ لاکھوں سلام	۳۰۴	۲۰۵	حسن میاں کی بات کرو	۳۴۰
۱۸۳	آبروئے نسلِ حیدر	۳۰۵	۲۰۶	خدائے پاک کی رحمت	۳۴۲
۱۸۴	برکت کی برکات	۳۰۶	۲۰۷	وہ ایک فرد (در شانِ حضور احسن العلماء)	۳۴۳
۱۸۵	نوری آستانہ	۳۰۷	۲۰۸	ذکرِ سید (در شانِ حضور احسن العلماء)	۳۴۴
۱۸۶	نور نوری کا	۳۰۸	۲۰۹	شانِ مارہرہ	۳۴۶
۱۸۷	نور ہی نور	۳۰۹	۲۱۰	ہم برکاتی زندہ باد	۳۴۷
۱۸۸	مدائحِ حضور نور	۳۱۰	۲۱۱	خانقاہ مارہرہ مطہرہ کی جلسہ گاہ کے افتتاح کے موقع پر	۳۴۸

۲۱۲	پنچتن کاروضہ	۳۴۹	۲۳۵	صبح دل آرا دیکھو	۳۸۲۵
۲۱۳	پانچ پیروں کی شان	۳۵۱	۲۳۶	اے ملیح عربی	۳۸۳
۲۱۴	اللہ ہو، اللہ ہو	۳۵۲	۲۳۷	غازہ گردِ مدینہ	۳۸۴
۲۱۵	قلم نامہ	۳۶۴	۲۳۸	شہِ عرش آستان	۳۸۵
۲۱۶	سانحہ منی	۳۵۷	۲۳۹	شرح و الشمس وضحی	۳۸۶
۲۱۷	آزمائش	۳۵۸	۲۴۰	شانِ جمالی و جلالی	۳۸۹
۲۱۸	اُمّی کی یاد میں	۳۶۰	۲۴۱	لاکھوں سلام	۳۹۰
۲۱۹	رشدی کے رد میں	۳۶۱	۲۴۲	نظمی کا سہرا بقلم خود	۳۹۴
۲۲۰	مرثیہ بر شہادت مولوی بشیر احمد برکاتی	۳۶۲	۲۴۳	نور چشم سید سبطین حیدر برکاتی کا سہرا	۳۹۵
۲۲۱	دسویں محرم	۳۶۳	۲۴۴	نور العین سید صفی حیدر برکاتی کا سہرا	۳۹۶
۲۲۲	رمضان کا قصیدہ	۳۶۵	۲۴۵	نور چشم سید ذوالفقار حیدر برکاتی کا سہرا	۳۹۷
۲۲۳	منقبت در شان حضرت سید میر الدین جیلانی	۳۶۸	۲۴۶	عرفان العلوم (ایک دینی ادارہ)	۳۹۸
۲۲۴	تضامین بر کلامِ رضا	۳۶۹	۲۴۷	مینا رِ رضا	۳۹۹
۲۲۵	واہ کیا جو دو کرم ہے	۳۷۰	۲۴۸	نظم بر افتتاح مینا رِ رضا	۴۰۰
۲۲۶	سرور کہوں کہ۔۔۔۔	۳۷۲	۲۴۹	ہندی کلام: کوئی کوئی پر نام	۴۰۱
۲۲۷	نبی راز دارِ مع اللہ لی ہے	۳۷۳	۲۵۰	پہچان	۴۰۸
۲۲۸	عظمت رسول اللہ کی	۳۷۴	۲۵۱	سُمرن کی بدھی نہ جانوں	۴۱۰
۲۲۹	انداز وحدت کا	۳۷۵	۲۵۲	ہندی نعت	۴۱۴
۲۳۰	مرثدہ باداے عاصیو	۳۷۷	۲۵۳	عظمت اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم	۴۱۹
۲۳۱	نعت نبی کی بخشش	۳۷۸	۲۵۴	رازِ عشق	۴۲۵
۲۳۲	وقارِ عارض	۳۷۹	۲۵۵	چوپائیاں	۴۲۹
۲۳۳	پیارے کے پیارے گیسو	۳۸۰	۲۵۶	چھند	۴۳۹
۲۳۴	جمالِ گل	۳۸۱	۲۵۷	اختتامیہ	۴۴۲

تنویرِ مصطفیٰ

(حضور احسن العلماء سید شاہ مصطفیٰ حیدر حسن میاں علیہ الرحمة والرضوان، سجادہ نشین، درگاہ برکاتیہ، مارہرہ مطہرہ کی اُس تقریر کا اقتباس جو انھوں نے نظم کے نعتیہ دیوان تنویرِ مصطفیٰ کے اجرا کے موقع پر ممبئی میں منعقدہ پندرہویں عرس سید العلماء میں کی تھی۔)

الحمد لولہ ثم الصلاة والسلام علی نبیہ وعلی آلہ واصحابہ لمتتدبین
بآدابہ اما بعد اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم
فذلک لآیات لکل صبارٍ شکور۔ صدق اللہ المولینا
العظیم وبلغنا رسولہ المولی النبی الکریم۔

صدر عالی وقار، حضرات علمائے کبار، مشائخ ذوی الاحترام، شعرائے ذی جاہ،
سامعین اہل سنت۔ یہ میرے برادر محترم حضور سید العلماء سند الحکماء زینت مسند برکات و
نور اولاد حیدر آلِ مصطفیٰ سید میاں برکاتی علیہ الرحمة والرضوان کے پندرہویں سالانہ عرس
شریف کا حسنی حسینی منبر ہے۔ میرے اعلیٰ حضرت نے بڑی اچھی بات کہی ہے۔ سرکار
قادریت کی منقبت میں فرماتے ہیں، عرض کرتے ہیں:

وہ تیری چمپئی رنگت حسینی حسن کے چاند صبح دل ہے یا غوث
جلادے دیں، جلادے کفر والحاد کہ تو محی ہے تو قاتل ہے یا غوث
رضا کا خاتمہ بالخیر ہوگا

اور انھی کی روح مبارک سے اجازت لے کر ذرا سایوں عرض کروں کہ

ہمارا خاتمہ بالخیر ہوگا اگر تیرا کرم شامل ہے یا غوث

برخوردار، نور الابصار، کامگار قرۃ العین سید آل رسول حسنین برکاتی سلمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کچھ
ہندی کی چوپائیاں پڑھیں اور ان کے پڑھنے پر مجھے بھی یہ یاد آیا کہ ہم نے کبھی فاضل بریلوی علیہ

الرحمة والرضوان کی ایک چوپائی پڑھی تھی، وہ یاد آگئی لڑکیوں کے پڑھنے سے۔ یہ بھی اعلیٰ حضرت کا ایک انداز ہے۔ فرماتے ہیں:

آ جاؤ بلما کے بن کی چریاں میں لے لیہوں تمہری بلیاں
میں اپنے کر جوا کا چوگا بناؤں اور نین کی رکھ دیوں دو گریاں
واہوں ماں تم کا جو گھا میں ستاؤے تو کیسن کی کر دیہوں تم پر میں چھتیاں
(ہات میں دبے ایک پیکٹ کی طرف اشارہ کر کے) چم چم ہوتا ہوا یہ جب میں نے کھولا،
جب اس کی بندش کھولی تو اس کے اندر ایک ایسا حسین گلدستہ میری نگاہوں کے سامنے آیا جس میں نور
ہی نور تھا، نور ہی نہیں تھا بلکہ نور کے ساتھ تنویر بھی تھی۔ نور، مصطفیٰ کا نور۔ اور تنویر، مصطفیٰ کی تنویر صلی اللہ
علیہ وسلم۔ پھر مجھے میرے اعلیٰ حضرت یاد آئے۔ کہتے ہیں:

اہلِ صراطِ روح امیں کو خبر کریں جاتی ہے امتِ نبویٰ فرش پر کریں
برخوردار کا مگر قرۃ العین سید آلِ رسول حسنین سلمہ اللہ تعالیٰ کا یہ میرے ہات میں مجموعہ نعت
ہے، اس کا نام ہے تنویر مصطفیٰ۔ کیسی تنویر فرمائی انھوں نے، اللہ اکبر، کہ جب مومن گزرے گا پل سے
تب نیچے سے روحانیت پکار اٹھے گی دوزخ کی: اے مومن جلدی سے گزرجا کہ تیرا نور میری آنچ کو
ٹھنڈا کیے دیتا ہے۔ اس لیے کہ مومن ایسے تو گزرے گا نہیں۔ وہ تو وجد کرتا ہوا، جھومتا ہوا گزرے گا۔
نیچے ہزاروں ہزار سال سے آگ دہک رہی ہے۔ اس پر کوئی جھومتا ہوا جاتا ہے؟ مگر یاد رکھو، گیتا ہمیشہ
کھونٹے کے بل کودتی ہے۔ تب گزرنے والا دیکھ رہا ہے۔ جبریل کے پر بچھے ہیں اور جبریل کا آقا
دبِ سلیم دبِ سلیم کہہ رہا ہے۔ تب تو رضا پکار اٹھا: رضا پل سے اب وجد کرتے گزریے۔ اگر بجلی کی
طرح گزرجاتا مومن، اگر چھلاوے کی طرح گزرجاتا مومن تو وہ بات نہ ہوتی۔ اب تو جھوم جھوم کر چل
رہا ہے، جھوم جھوم کر پل کو طے کر رہا ہے، مست ہو ہو کے چل رہا ہے تو پار کرنے میں دیر لگ رہی ہے،
پل کے پار ہونے میں دیر ہو رہی ہے۔ تب نیچے سے دوزخ کی روحانیت پکار اٹھی: اے مومن!
تیری تنویر، یہ مصطفیٰ کی تنویر ہے۔ اللہ اکبر، مصطفیٰ نے تجھے چمکایا ہے، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ ایمان کا
نور مصطفیٰ کی بارگاہ سے ملا ہے۔ تو آہستہ آہستہ چل رہا ہے، تو مستانہ وار چل رہا ہے۔ اے جلدی سے

گزر جا ورنہ تیرا نور میری آگ کو بجھا دے گا۔ میں اگر مجھ جاؤں گی تو پھر دشمنانِ مصطفیٰ کو جلائے گا
کون؟ اللہ اکبر! قرآن کا فیصلہ ہے: وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْجِبَارَةُ۔ یہ وہ آگ ہے جس کا
ایندھن لکڑی نہیں ہے، جس کا ایندھن کوئلہ نہیں ہے، جس کا ایندھن گھاسلیٹ آج کی اصطلاح میں مٹی کا
تیل نہیں ہے، اس کا ایندھن فرماتا ہے: الْجِبَارَةُ۔ یہ پتھر ایندھن ہیں۔ وَقُودُهَا النَّاسُ یہ نام
کے کہلائے جانے والے انسان اس کا ایندھن ہیں۔ اَوَعَدَّتْ لِلْكَافِرِينَ یہ کافروں کے لیے تیار کیا
گیا ہے، یہ منکرین کے لیے تیار کیا گیا ہے، باغیوں کے لیے تیار کیا گیا ہے۔ یاد رکھو گناہ گار کی مغفرت
ہے، گناہ گار کی چھوٹ ہے۔ اللہ اسے توفیق دے اور وہ توبہ کر کے اپنے رسول کے حضور حاضر ہو تو رسول
اسے گلے لگائیں گے، اپنے قدموں میں جگہ دیں گے۔ لیکن باغی کو کوئی قانون معاف نہیں کرتا۔ جی تو
کہنے والا پکار اٹھا: نہ تو باغی ہوں نہ منکر نہ نکو کاروں میں، نام لیوا ہوں ترا تیرے گنہگاروں میں۔
سبحان اللہ! فرمایا اَلْسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَىٰ عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِیْنَ۔ سلام ہم سب پر ہو اور سلام
اللہ کے نیک بندوں پر ہو۔ عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِیْنَ کہہ کر پرہیزگاروں کی صفیں الگ قائم کر دیں اور
علینا فرما کر گنہگاروں کو اپنے دامن میں سمیٹ لیا۔ اللہ اکبر!

نعت کا سلسلہ سب سے پہلے، بلکہ سب سے پہلے اور سب سے آخر، یہ سب کہیں بھی نہیں تھا،
نہ پہلے کا کوئی حساب لگانے والا تھا نہ اوّل و آخر کا کوئی حساب لگانے والا تھا۔ تو بھائی یہ بتاؤ کہ نعت
کہاں تھی اس وقت؟ ارے نعت تھی۔ یہ ہمارا قرآن کیا ہے؟ یہ مجموعہ نعت ہی تو ہے۔ یہ سارا کا سارا
قصیدہ ہے، خطبہ ہے۔ جو پڑھا ہے پڑھنے والے نے اپنے محبوب کی شان میں، صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم۔ بولو اللہ قدیم ہے کہ نہیں؟ اللہ قدیم ہے اور اللہ کا کلام؟ وہ بھی قدیم ہے۔ اور اللہ کا علم؟ وہ بھی قدیم
ہے۔ تو آج یہ قرآن جو ہمارے ہاتھوں میں ہے، جب ہم نہیں تھے، جب یہ کائنات نہیں تھی، جب یہ
آسمان وزمین نہیں تھے، اللہ تو جب بھی تھا نا؟ ارے اللہ کے لیے جب تب کہنا ہی ٹھیک نہیں ہے۔ اللہ
تعینات سے پاک ہے، جل جلالہ عم نوالہ۔ یہ اب تب، جب تب ہمارے لیے ہے، اللہ کے
لیے نہیں ہے لیکن سمجھنے سمجھانے کے لیے کہنا پڑتا ہے کہ جب بھی اللہ تھا اور اللہ اب بھی ہے، اللہ قدیم
ہے اور اس کا کلام قدیم ہے، قرآن قدیم ہے اور اس قرآن قدیم میں نعت مصطفیٰ جب بھی لکھی تھی اور

اب بھی لکھی ہے۔ بولو ہے نافرآن میں والضحیٰ واللیل اذا سبجی؟ تو معلوم یہ ہوا کہ حسنین میاں نے جو نعتیں لکھی ہیں جو کچھ تنویر مصطفیٰ میں لکھا ہے یہ کس کی پیروی کی ہے؟ یہ کس کی سنت ہے؟ یہ رب کی سنت ہے، جل جلالہ و عہ نوالہ۔ رب ہی نے تو فرمایا: والضحیٰ واللیل اذا سبجی ما ودعک ربک وما قلیٰ یہ تو کہتے ہیں کہ محمد کو محمد کے رب نے چھوڑ دیا (ﷺ)۔ محبوب کہیں چھوڑے جاتے ہیں؟ محبوبوں کو معاذ اللہ کہیں دُرُورایا جاتا ہے؟ تم تو پیارے ہمارے پیارے ہو۔ ولی الآخرة خیر لک من الاولیٰ سنو تمہاری ہر آنے والی گھڑی تمہارے حق میں بہتر ہے اور فرماتا ہے: ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ ہم تمہیں عن قریب اتنا دیں گے کہ تم ہم سے راضی ہو جاؤ۔ ہم نماز پڑھتے ہیں اس لیے کہ ہم سے ہمارا رب راضی ہو جائے، روزہ رکھتے ہیں اس لیے کہ ہم سے ہمارا رب راضی ہو جائے، زکوٰۃ دیتے ہیں اس لیے کہ ہم سے ہمارا رب راضی ہو جائے۔ یتیم خانے، مسافر خانے بنواتے ہیں کہ ہم سے ہمارا رب راضی ہو جائے۔ یہاں رب اپنے محبوب کی رضا چاہتا ہے۔ ولہم یطلبون رضا یا وانا اطلب رضاک یا محمد۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ یا محمد کہنے کا حق بھی صرف اسی کو حاصل ہے۔ ہمیں تمہیں اجازت نہیں ہے یا محمد کہنے کی۔ تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ نعت سب سے پہلے ان کے رب نے فرمائی جل جلالہ و عہ نوالہ۔ تو نعت فرما نے والا پہلا اللہ جل جلالہ و عہ نوالہ۔ تو نعت کہنا اللہ کی سنت اور نعت سننے والے پہلے رسول، تو نعت کا سننا رسول کی سنت۔ الحمد للہ ہمارے نعت کہنے والے بھی ہیں اور نعت سننے والے بھی ہیں، کوئی رب کی سنت پر عمل کر رہا ہے کوئی رسول کی سنت پر۔

یہ تو میرے بھائی صاحب کی کھلی ہوئی کرامت ہے۔ آج پورے دن میں ایک عجیب و غریب اضحلال سے گزرا اور میں نے تو بھیا (حسین نظمی) سے کہہ دیا تھا کہ بھیا ہمیں معاف کر دو اور ان (سید میاں) کی روح سے بھی معافی چاہیں گے۔ اس لیے کہ ہم بالکل چل نہیں سکتے، پاؤں بالکل نہیں اٹھ رہا تھا۔ یہ لوگ سب چلے آئے اور میں حجرہ کھڑک میں اکیلا تھا تنہا تھا۔ تو میاں، دل میں ہو یا دتری گوشہ تنہائی ہو، استادِ زمن کہتے ہیں، پھر تو خلوت میں عجب انجمن آرائی ہو۔ میرے اعلیٰ حضرت ایک موقع پر فرماتے ہیں: یادِ حضور کی قسم۔ ایک نے مجھ سے پوچھا کہ ذکر حضور بھی کہہ سکتے تھے۔ میں

نے کہا کہ ذکر جلوت میں ہوتا ہے اور یا دخلوت میں ہوتی ہے۔ تم سب مجھے حجرہ کھڑک میں چھوڑ کر یہاں آئے اب میں رہ گیا اور ان (سید العلماء) کی روح مبارک جو اپنے حجرے میں چل پھر رہی تھی۔ میں اٹھا تو یقین کرو کہ چٹ سے میرے گھٹنے میں آواز آئی اور میری دکھتی رگ سیدھی ہو گئی اور میں حاضر ہو گیا۔ آج کی یہ بین کرامت ہے، اس پندرہویں عرس کی یہ بین کرامت ہے کہ میں تمہارے سامنے حاضر ہو گیا۔ میں نے اپنے اس بچے (حسین نظمی) سے، اللہ اس کی عمر میں برکت عطا فرمائے، اس کے علم میں برکت عطا فرمائے، اس کی حق گوئی میں برکت عطا فرمائے، اس کی شعر خوانی میں برکت عطا فرمائے، اس کی نعت گوئی میں برکت عطا فرمائے، اس سے میں نے دل پر پتھر رکھ کے کہا تھا کہ بیٹا آج ہم نہیں جا پائیں گے لیکن ان (سید العلماء) کی روح کہہ رہی تھی کہ جائے گا کیسے نہیں۔ ہم بڑے ہیں تجھ سے بارہ سال۔ دیکھنا ہے کیسے نہیں جاتا۔ تیری کیا ہمت ہے کہ تو نہ جائے۔ ہمارے مجمع میں تو نہ آئے، ہماری مجلس میں تو نہ آئے، ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔ حسنی منبر کے اوپر جہاں آلِ مصطفیٰ کا ذکر ہو رہا ہو۔ منبر ہو حسنی، منبر ہو حسینی، منبر ہو غوثِ اعظم کا، غوثِ اعظم حسنی اور حسینی دونوں ہیں۔ حسنی حسینی منبر ہو اور حسن وہاں موجود نہ ہو، حاضر نہ ہو ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔ تو حسن کو گویا دھکیل کے آلِ مصطفیٰ نے بھیج دیا۔ میرے اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

توشہ میں غم اشک کا سماں بس ہے افغان دل زار ہدی خواں بس ہے
رہبر کی رہ نعت میں گر حاجت ہو نقش قدم حضرت حسان بس ہے
ایک جگہ قطع میں فرمایا:

کرم نعت کے نزدیک تو کچھ دور نہیں کہ رضائے عجمی ہو سگ حسانِ عرب
یہ ہیں شاعر دربارِ رسالت۔ اور بھی ہیں ان کے علاوہ، لیکن یہ سب کے گل سرسبد ہیں
حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اللہ کا رسول منبر بچھو رہا ہے حسان بن ثابت کے لیے اور
فرما رہا ہے کہ اے حسان اس منبر پر بیٹھ کر ہماری نعت کہو۔ معلوم یہ ہوا کہ ہمارے شعرائے کرام جو منبر
پر بیٹھ کر نعت رسول پڑھتے ہیں وہ سنتِ حسان پر عمل کرتے ہیں۔ تو میاں نعت کے صدقے میں رب
کی سنت بھی نصیب، رسول کی سنت بھی نصیب اور حسان بن ثابت کی سنت بھی نصیب۔

یہ مجموعہ نعت ہے تنویر مصطفیٰ۔ ابھی ابھی ایک بات یاد آئی۔ میرے بھائی صاحب کا یہ فیض ہے میرے اوپر۔ ابھی میں شام کو اسی بیماری کی حالت میں لیٹا ہوا تھا۔ عرقی کا وہ شعر ذہن میں گھوم رہا تھا۔ وہ کہتا ہے

تاج جمع انکار و وجوبت نہ نوشتند مورد متعین نہ شد اطلاق عام را
مجھ جیسا طالب علم عربی کے اس شعر کو سلجھا نہیں پایا۔ معاً جیسے کسی نے میرے دماغ میں ٹھوکا مارا کہ پڑھتا کیوں نہیں:

ممکن میں یہ قدرت کہاں واجب میں عبدیت کہاں حیراں ہوں یہ بھی ہے خطا، یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں عربی کا شعر مجھ سے نہیں سلجھا، لیکن فاضل بریلوی نے سلجھا دیا۔ عربی کہتا ہے:

ہشاد کہ نتواں بیک آہنگ و سرودن نعت شہ کونین و مدح کے وجہ مرا
عربی مشابہاں ایں رہ نعت است نہ صحر است آہستہ کہ رہ بردم تیغ است قدم را
یہ نعت ہے، یہ نعت مصطفیٰ ہے۔ جی بھی تو کہا:

جو کہے شعر و پاس شرع دونوں کا حسن کیونکر آئے لا اُسے پیش جلوہ زمزم رضا کہ یوں الحمد للہ! کلک آل رسول جو کلک رضا سے فیض حاصل کر کے تنویر مصطفیٰ لکھے۔ ایک وہ آل رسول تھے جن سے فیض حاصل کیا تھا فاضل بریلوی نے رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ سمجھ رہے ہو آپ، نام کی کتنی مناسبت ہوتی ہے۔ مجھے پھر حضرت حسان بن ثابت کی بات یاد آئی۔ دیکھو بھائی، عام طور سے کتنے ہی ہم میں کے ہیں، چھوٹے سے چھوٹے ہوں، بڑے سے بڑے ہوں، کسی دور کے ہوں، کسی زمانے کے ہوں، سب میں یہی طریقہ جاری ہے۔ کوئی نعت سن کر لکھتا ہے، کوئی پڑھ کر لکھتا ہے۔ حسنین میاں کی ماشاء اللہ طبیعت میں شعریت ہے۔ باپ سے ورثہ ملا ہے۔ اَلْوَلَدُ سِرٌّ لَا يَبِيْهُ۔ ان کا یہ شعر ساری دنیا میں، نہ صرف ہندو پاک میں گونج رہا ہے بلکہ گھٹا گھٹی جو افریقہ کا خط استوی کا آخری کونا ہے وہاں بھی گونج رہا ہے کہ

کسی کی جے وجے ہم کیوں پکاریں کیا غرض ہم کو ہمیں کافی ہے سید اپنا نعرہ یا رسول اللہ حسنین میاں نے جو کچھ لکھا تو اسی طریقہ مروجہ کے مطابق لکھا۔ امام عشق و محبت فاضل بریلوی

نے لکھا تو ایسے ہی لکھا۔ لیکن حسان بن ثابت عجیب و غریب بات فرما رہے ہیں۔ فرماتے ہیں:

وَاجْمَلْ مِنْكَ لَمْ تَرَقْتُ عَيْنِيْ

ایک صاحب نے پڑھا: وَاجْمَلْ مِنْكَ تو میرے کان کھڑے ہوئے میں نے کہا: حضور ذرا

سوچ کر پڑھیے، مصرع آخر تک پڑھنا ہے۔ لَمْ تَرَكَا مفعول بہ کہاں جائے گا؟

وَاجْمَلْ مِنْكَ لَمْ تَرَقْتُ عَيْنِيْ وَاحْسِنْ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ
ارے اے میرے پیارے، اے میرے سرکار، تم سے زیادہ خوب صورت اور کسی آنکھ نے کوئی دیکھا ہی نہیں ہے اور تم سے زیادہ حسین کسی عورت نے جنا ہی نہیں ہے۔ عورت کا تو کام ہی جننا ہے۔ عورت تو جنتی چلی آئی ہے اور جنتی چلی جائے گی جب تک کہ رب کا حکم ہوگا۔ لیکن ایسا کسی عورت نے نہیں جنا جیسے تم اپنی والدہ محترمہ مادر مشفقہ کے بطن پاک سے اس دنیا میں جلوہ افروز ہوئے۔ الحمد للہ! زبان پر کثرت رہتا ہے۔ صاحب البرکات کی جوتیاں اٹھانے کا فیض ہے۔ میرے خال محترم نے لکھا اپنے تذکرہ خاندان برکات میں:

”گو کہ مجھے رسمی طور پر مولینا احمد رضا خاں فاضل بریلوی سے تلمذ حاصل نہیں ہے لیکن میں ان کو اپنے بہت سے اساتذہ کے مقابلے میں اپنے حق میں بہتر و برتر مانتا ہوں۔“ اور اس کی وجہ لکھی: ”اس لیے کہ میں ان کا طریقہ تحریر و تقریر میں اپنے بزرگوں کے طریقے کے مطابق پاتا ہوں۔“ دوسرے شعر میں حضرت حسان فرماتے ہیں:

خَلَقْتُ مُبَرَّئِيْ مِّنْ كُلِّ عَيْبٍ كَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ
ہر عیب سے، ہر برائی سے تم پاک و صاف بنا کر پیدا کیے گئے ہو، ایسا معلوم ہوتا ہے گویا کہ تم جیسا چاہتے تھے ویسا ہی پیدا کیے گئے ہو۔ اس کا تو بظاہر یہ مطلب بھی نکلتا ہے کہ اللہ پابند ہے کسی کی رائے کا کہ ہمیں ایسا پیدا کر۔ تو معنی کیا حسان بن ثابت کے اس کہنے کے کہ جیسا تم چاہتے تھے ویسا تمہارے رب نے پیدا کیا۔ علما فرماتے ہیں کہ مصطفیٰ وہی چاہتے ہیں جو ان کا رب چاہتا ہے۔ حسان بن ثابت نے کہا: وَاجْمَلْ مِنْكَ لَمْ تَرَقْتُ عَيْنِيْ۔

ہمارے نعت خواں سن کر لکھتے ہیں، پڑھ کر لکھتے ہیں اور حسان بن ثابت دیکھ کر لکھ رہے

ہیں۔ حسان بن ثابت کے سامنے وہ تمثال پاک موجود ہے، دیکھ رہے ہیں اور پڑھ رہے ہیں:
 وَأَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَرَ قُتُّ عَيْنِيْ۔ اور بھی صاحب ایک کہنے والے ہیں۔ ایسی بات نہیں کہ صرف
 انسانوں میں ہی ہیں ایک اور بھی ہیں اور وہ کہلاتے ہیں مہبط وحی، رازدار رسالت۔ اب میں نام لوں تم
 پڑھنا علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ وہ ہیں جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ ذوا قوۃ ذی قوۃ عِنْدَ ذِي
 الْعَرْشِ مَكِيْنٍ مُطَاعٍ ثُمَّ اٰمِيْن۔ قرآن کی گواہی ہے۔ جبریل علیہ السلام اپنے آقا کے حضور
 عرض کر رہے ہیں:

قَلْبْتُ الْمَشَارِقَ وَالْمَغَارِبَ۔ یہ نہیں فرما رہے ہیں: نَظَرْتُ إِلَى الْمَشَارِقِ
 وَالْمَغَارِبِ یعنی میں نے پورب کو دیکھا اور پچھم کو دیکھا۔ یہ نہیں فرما رہے ہیں کہ میں نے مشرق کو بھی
 دیکھا اور مغرب پر بھی نظر ڈالی۔ بلکہ فرما رہے ہیں کہ میں نے پوربوں کو بھی الٹا پلٹا اور پچھموں کو بھی الٹا
 پلٹا، مشرقوں کو بھی کھنگالا اور مغربوں کو بھی کھنگالا۔ نیچے کا اوپر ہو گیا اور اوپر کا نیچے ہو گیا۔ فَلَمْ اَنْظُرْ
 مِثْلِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْكَ وَسَلَّمَ۔ پوربوں کو کھنگال ڈالا پچھموں کو کھنگال
 ڈالا مگر تم جیسا حسین کسی کو نہ پایا یا رسول اللہ۔ میرے اعلیٰ حضرت کو مل گیا ایک مسالا۔ فرماتے ہیں:

یہی بولے سدرہ والے چمن جہاں کے تھالے سبھی میں نے چھان ڈالے تیرے پائے کا نہ پایا
 تجھے یک نے یک بنایا

اللہ رب العلمین سے جل جلالہ وعم نوالہ اور اس کی عطا سے، اس کی بخشش سے، اس کے دیے
 ہوئے سے اللہ کا رسول رحمۃ للعلمین ہے۔ رب العلمین ہونے میں اللہ کا کوئی شریک نہیں ہے اور رحمۃ
 للعلمین ہونے میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ اللہ ہونے میں وحدہ لا شریک
 ہے اور یہ محمد ہونے میں وحدہ لا شریک ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ رحمت ہونا اور چیز ہے اور رحمت عالم ہونا اور
 چیز ہے۔ (اس کے آگے کا بیان نہیں مل پایا)

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

نظامِ نظمِ نظمی

سید محمد اشرف قادری برکاتی

شہزادہ حضور احسن العلماء علیہ الرحمۃ

سرور کائنات فخر موجودات فصیح العالمین سید المرسلین سیدنا محمد رسول اللہ کی شان کا بیان سنت
 رحمن ہے، اس بات کا انکار معاذ اللہ انکار قرآن ہے۔ اس دعوے کی دلیل میں خود قرآن عظیم میں ہی
 ہماری سچی اور کافی رہنمائی کا وافر سامان ہے۔ فرمان ہے: وَمَا ارْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ ط
 اور یا یہاں المزمّل اور یا یہاں المدثر اور لا اقسّم بھذا البلد۔

ان آیات متبرکہ کی روشنی میں ہم نے اجمالاً ایک بات اور بھی ملاحظہ کی کہ جب محبوب دو عالم
 صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر آتا ہے تو اسلوب قرآنی کے تیور مختلف ہو جاتے ہیں۔ یہ تیور الفاظ ہی سے ظاہر
 ہوتے ہیں اور الفاظ کے بارے میں آج سے ساڑھے چودہ سو سال پہلے مکے کے کافر یہ کہہ چکے تھے
 کہ یہ کلام عام کلام نہیں ہے۔ یہ انسانوں کا کلام نہیں ہے۔ یاد رہے کہ مکہ والوں کا بیان سورہ کوثر کے
 بارے میں تھا جو نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں نازل ہوئی ہے۔ اور آخرا یہاں کیوں نہ ہو۔ ممدوح ہے
 ہی ایسا محبوب و یکتا۔ بقول حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

وَأَحْسَنُ مِنْكَ لَمْ تَرَ قُتُّ عَيْنِيْ وَأَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءَ

خُلِقْتَ مُبَرَّءً ۖ مِنْ كُلِّ عَيْبٍ كَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

یعنی آپ سے بہتر میری آنکھ نے کوئی دیکھا ہی نہیں اور آپ سے حسین تر کسی عورت نے جنا
 ہی نہیں۔ آپ ہر عیب سے یوں پاک پیدا ہوئے جیسے آپ اپنی خواہش اور مرضی کے مطابق ڈھل کر
 پیدا ہوئے ہوں۔

بات عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ ”جسے یک نے یک بنایا“ اس کی نعت کے بیان میں عام

الفاظ، روزمرہ اور گھریلو زبان ساتھ نہیں دے سکتی۔ ہر صنف ادب کے اپنے فنی تقاضے ہوتے ہیں اور نعت کے فنی تقاضوں میں ایک تقاضہ اور بھی شامل ہو جاتا ہے، عشق رسول۔ جب تک اس امتحان کو پاس نہ کر لیا جائے، الفاظ کا مینار تو کھڑا کیا جاسکتا ہے، نعت کا حق ادا نہیں کیا جاسکتا۔ یہی وجہ ہے کہ اردو کے عظیم شعرا زبان کی صناعی، مضمون کی رفعت اور خیال کی بلندی کی وجہ سے عظیم شعرا کی صف میں تو جا بیٹھے لیکن سپاہ نعت گویاں میں کھڑے ہونے کا شرف حاصل نہیں کر سکے۔

نظمی کے اشعار دل کو کیوں کھینچتے ہیں؟ ان اشعار کی زبان، ان میں بیان شدہ مضمون تیر کی طرح دل پر آ کر کیوں لگتا ہے؟ ان امور کا تجزیہ کیا جائے تو صفحات کے صفحات لکھتے لکھتے ختم ہو جائیں اور پھر بھی تجزیہ مکمل نہیں ہو سکے گا۔ نظم کی مذہبی شاعری کا تجزیہ اتنا آسان نہیں ہے۔ ان کی شعری شخصیت تہہ در تہہ ہے اور ہر تہہ کا جدا گانہ وصف ہے۔ نظم کی شعر گوئی کو سمجھنے کے لیے کچھ نکات پر توجہ دینا لازمی ہے۔

سب سے پہلا اور یقیناً سب سے اہم نکتہ ان کا عشق رسول ہے جس کی چاشنی کے بغیر نعت کا شعر قبول عام حاصل کر ہی نہیں سکتا۔ مصطفیٰ پیارے صلی اللہ علیہ وسلم کے تئیں محبت کے جذبے کے بغیر اعلیٰ نعتیہ شاعری کا تصور ہی نہیں کیا جاسکتا۔

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
نظمی خود بھی اس نکتے کے عارف ہیں :

نعت میں نظم کو کچھ یوں ہی نہیں شہرت ملی
حبزہ حبّ نبی شعروں کے اندر رکھ دیا
محبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال ہے کہ شاعر کے دل کو گداز کر کے شعری جذبے کو پوری قوت کے ساتھ بروئے کار لاتی ہے:

اے بادِ صبا ان کے روضے کی ہوالے آ
ہم ہجر کے ماروں کو طیبہ سے دوالے آ
رسول پاک کا روضہ تلاش کرتے ہیں
غلام کعبے کا کعبہ تلاش کرتے ہیں
عشق گر جرم ہے پھانسی کی سزا دو مجھ کو
درِ محبوب پہ لیکن یہ سزا دی حبائے

یہ چاروں اشعار جو مختلف نعتوں سے مثال کے لیے پیش کیے گئے ہیں، الگ الگ رنگوں کے ہیں لیکن محبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی مشترکہ خصوصیت ہے۔ دوسرا نکتہ جو ملحوظ خاطر رکھنا ضروری

ہے کہ نظم نے اپنے بیشتر اشعار کی بنیاد آیات قرآنی اور حدیث محبوب ربانی پر رکھی ہے، یہی وجہ ہے کہ ان کے اشعار میں بھرتی کے مضمون نظر نہیں آتے۔ نظم سورہ فاتحہ اور سورہ بقرہ کی تفسیر (بزبان انگریزی) کی تالیف مکمل کر چکے ہیں، جو شائع ہو کر منظر عام پر آ چکی ہے بلکہ عوام اور علمائے کرام دونوں سے خراج تحسین بھی وصول کر چکی ہے۔ ان کی نظر قرآنی اسلوب، ترجمے اور قرآنی مضامین پر ایک عالم کی نظر کی طرح پڑتی ہے اور وہ شعر کہتے وقت اپنے مطلب کا موتی قرآن کے بحر بے کراں سے نکال لاتے ہیں۔ یہی معاملہ احادیث کریمہ سے فیض اٹھانے کا بھی ہے۔

نو اشعار کی ایک نعت میں چار اشعار مندرجہ بالا دعوے کے ثبوت میں دیکھیے:

انا اعطینک الکوثر کس کا ذکر ہے ان کا ان کا
کس کی شوکت کس کی عظمت کس کی کثرت ان کی ان کی
انا ارسلناک شاہد کس کی صفت کا ذکر ہوا ہے
قرآن کے ایک ایک ورق میں کس کی مدحت ان کی ان کی
ان ہوا الا وحی یوحی کس کے نطق کا یہ چرچا ہے
کس کی خطابت کس کی فصاحت کس کی بلاغت ان کی ان کی
تاج انھی کا راج انھی کا معرکہ معراج انھی کا
ثم دنی فتدلی سے ہے کس کی نسبت ان کی ان کی
نظمی اس خوش اسلوبی سے احادیث کے مضامین اور تاریخ اسلام کے واقعات کے اجمالی جائزے اپنے شعروں میں بے تکان بیان کرتے چلے جاتے ہیں۔ تنگی وقت مانع ہے ورنہ بہت سی مثالیں پیش کرتا۔

تیسرا اہم نکتہ ہے نعت کے شعر میں احتیاط کا دامن تھامے رکھنا۔ صنف نعت پل صراط کی طرح ہے ذرا قدم لڑکھڑائے اور منزل دور ہوئی بلکہ راستہ بھی کھوٹا ہوا۔ ایک طرف تو یہ ضبط کہ نعت میں بیان کیا ہوا مضمون شان الوہیت تک نہ پہنچ جائے اور دوسری طرف یہ احتیاط کہ شان رسالت مآب میں کہا ہوا شعر کہیں عام بشریت کی سطح پر نہ پہنچ جائے۔ بہت کم نعت گو شعرا ہیں جو اس نازک مقام سے سرخ رو گذر پائے ہیں۔ نظم بھی ان چند شعرا میں ایک ہیں۔

سلطان العاشقین حضور صاحب البرکات حضرت شاہ برکت اللہ علیہ الرحمۃ والرضوان عشقی اور اسد العارفین سیدنا شاہ حمزہ عینی مارہروی کے تخلص کے قافیہ کا سلسلہ بڑھانے والے نظم اپنے ان اجداد کرام کے اس وصف سے بھی واقف ہیں کہ خانقاہ برکاتیہ کا سجادہ نشین علم معرفت اور شریعت و طریقت دونوں میں سے کسی کو بھی فراموش نہیں کرتا۔ وہ طریقت کا نعرہ مستانہ بھی شریعت کی حدود کے

اندر رہ کر لگتا ہے اور یہیں سے جنم لیتی ہے وہ احتیاط اور یہیں سے بنتا ہے وہ ضبط جو خانقاہ برکاتِ تیب کا خاصہ ہے۔ نظم کی نعت گوئی میں اکثر ایسے مشکل مقام آئے ہیں کہ دل دھڑک اُٹھتا ہے کہ خدا جانے دوسرے مصرع میں کیا ہو۔ نظم کے ایسے اشعار میں ان کا دوسرا مصرع انھیں ان نازک مقامات سے بآسانی سرخ رو گزارتا ہے۔

عرش سے آگے منزل کرنا عام بشر کا کام نہیں
نور ازل میں گم ہونے کو پہنچی تھی وہ نوری شعاع
لامکاں میں طالب و مطلوب کا کیا امتیاز
قابِ قوسین اصل میں ہے شانِ رفعتِ نور کی
احساس تجھے دید خدا کا نہ ہو تو کہہ
سرکار کے خیال کو دل میں جما کے دیکھ
ان کے در اقدس پہ جھکا سر تو خطا کیا
مدہوش جو ہو جائے تو کیا سر کا پتا ہو
ذکرِ مصطفیٰ میں ہے ذکرِ کبریا پنہاں
احمد واحد میں ایک میم کی مسافت ہے
بندگی بے خودی میں بدلی ہے
دل کا قبلہ ہوا ہے سوئے نبی

مکاں سے وہ لامکاں میں پہنچے ظہور سے بطن میں ہوئے گم

وہ سر وحدت کے عینی شاہد، سیاحتیں بے مثال ان کی
نظم کی شاعری کا تجزیہ کرتے وقت ان کی زبانِ دانی کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ زبانِ دانی سے میری مراد یہ نہیں ہے کہ شاعر لغت کا حافظہ کرے۔ زبانِ دانی شے دیگر است۔ شعر کی عمارت الفاظ کے اینٹ گارے سے تیار کی جاتی ہے۔ الفاظ بظاہر یک رُخ ہوتے ہیں لیکن جب ان کا خلا قاندا استعمال ادب میں ہوتا ہے تو وہ یک رُخ الفاظ ہشت پہل ہیرے بن جاتے ہیں، جن کے لشکارے میں پورا شعر چمک اُٹھتا ہے۔ ضرورت صرف اس بات کی ہوتی ہے کہ شاعر شعر کے موضوع اور خیال کی نزاکت کی مناسبت سے الفاظ کا استعمال کس طرح کر رہا ہے۔ نگینے کی طرح جڑ رہا ہے یا بڑھتی کی طرح کیلیں ٹھونک رہا ہے۔ نظم اپنے شعر میں جو لفظ لاتے ہیں وہ اس کی روح سے واقف ہوتے ہیں۔ جہاں آسمان کہنا ہوتا ہے وہاں فلک نہیں کہتے، جہاں زمین باندھنا ہوتا ہے وہاں دھرتی نہیں باندھتے۔

نظمی بچپن سے ہی کثیر المطالعہ رہے ہیں۔ سیکڑوں کتابیں پڑھنے کے بعد ان کا ذہن الفاظ کا پارکھ ہو چکا ہے۔ لفظ سے کیا صوت پھوٹ رہی ہے، کسی خاص لفظ کے ادبی و تاریخی انسلالات کیا ہیں،

کوئی مخصوص لفظ کسی دوسرے لفظ کے ساتھ کیا لطف دے گا، لفظوں سے برآمد ہونے والی مختلف آوازیں شعر کو آہنگ کے کس ارتقا تک لے جائیں گی، ان تمام امور کو سمجھنے کے لیے نظم کو محنت یا جستجو نہیں کرنا پڑتی۔ ان کا مطالعہ، حافظہ اور لفظوں سے طلوع ہونے والی آواز کا گیان نظم کو کسی خودکار طریقے سے بتا دیتے ہیں کہ ایک مخصوص لفظ کس طرح برتا جائے۔

آبشار ایک عام لفظ ہے لیکن نظم کی نعت میں آ کر کتنا حسین اور ارفع ہو گیا ہے:

راحت فزا ہے سایہ دامانِ مصطفیٰ
رحمت کا آبشار ہیں چشمانِ مصطفیٰ
بغیر کسی تمہید کے چند اشعار ملاحظہ ہوں:

گناہگاروں کے حق میں رحمت پر ہیزگاروں کے حق میں راحت
وہ ذات اقدس کہ جس کی شفقت ہر اک پہ یکساں برس رہی ہے
رفیع وہ ہیں کہ رفعتوں پر انھی کے قدموں کا ہے اجارہ
شفیع وہ ہیں شفاعتوں پر انھی کی مہر کرم لگی ہے
شعور کے رخ سے اٹھ رہے ہیں یقین کے ہاتوں گمان کے پردے

وہ ربّ واحد یہ عبد واحد یہی ہے وحدت یہی دوئی ہے
نظمی کیے ہی جائے گا میلادِ مصطفیٰ بیاں
اس کو کبھی نہ چھیڑنا سنی بڑا دبنگ ہے
نظمی کو نثار کی طرف لے چلیں جب ملائکہ
آقا کہیں کہ چھوڑ دو یہ تو مرا ملنگ ہے
بدلی ہوئی شکل والے الفاظ پر غور کیجیے اور نظم کو داد دیجیے کہ یہ عام الفاظ نظم کے قلم کے ہاتوں میں کس طرح موم بن گئے ہیں۔ نظم کی زبانِ دانی کے سلسلے میں یہ بھی ملحوظ رہے کہ ان کا شعری شجرہ حضور سید العلماء سید میاں مارہروی اور حضرت احسن مارہروی سے ہوتا ہوا براہِ راست داغ دہلوی تک پہنچتا ہے جنھوں نے بڑے زعم کے ساتھ یہ شعر کہا تھا:

اردو ہے جس کا نام ہمیں جانتے ہیں داغ
سارے جہاں میں دھوم ہماری زبان کی ہے
زبان کے سلسلے میں یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ نظم کے دادا جان حضرت سید آلِ عمب اردو زبان کے منفرد دانش پرداز اور صاحبِ اسلوب ادیب تھے۔

نظمی کے اشعار کی ایک نمایاں خصوصیت جزئیات نگاری ہے۔ چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں

اشیاء، کیفیات، واردات اور حالات کی اتنی خوب صورت اور مناسب جزئیات نگاری کرتے ہیں کہ شعر کا حق ادا ہو جاتا ہے۔ بنیادی طور پر جزئیات نگاری نثر کی خوبی ہوتی ہے لیکن نظم نے اپنی نعتوں میں اور وہ بھی غزلیہ نعتوں میں جس فنکارانہ انداز سے جزئیات نگاری کی ہے، وہ انھیں کا خاصہ ہے۔ جزئیات نگاری کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ قاری یا سامع شعر کے اطراف و جوانب سے واقف ہو جاتا ہے اور شعر سے لطف حاصل کرنے میں اسے غیر ضروری پیچیدگی کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔

لباس پیوند، منہ میں روزہ، شکم پہ پتھر، چٹائی بستر یہ سادگی بے نظیر ان کی، قناعتیں بے مثال ان کی وہ ربّ ارنی وہ لن ترانی، کلیم چاہیں خدا نہ چاہے حبیب کو خود بلا یا جائے، قرائتیں بے مثال ان کی جمال زہرا ہے ایک جانب، کمال حیدر ہے ایک جانب

حسن ادھر ہیں حسین ادھر ہیں یہ کنبد رب کے حبیب کا ہے تاج دار مدینہ چلے بدر کو تین سو تیرہ نوری سپاہی لیے

اُترے جبریل ملکوتی لشکر لیے، کھل اٹھی فتح کی چاندنی ہر طرف وہ سبز گنبد وہ ان کا روضہ وہ ان کی مسجد کا گوشہ گوشہ

قدم قدم پر لگے ہے ایسا فلک سے جنت اتر پڑی ہے نظم کی ایک اور خوبی سے صرف نگاہ کرنا بے انصافی ہوگی وہ یہ کہ نظم نے کہیں کہیں بڑی ٹیڑھی ترچھی بحروں میں اور کبھی کبھی بہت ادق ردیفوں میں اپنا کمال شعر آزمایا ہے لیکن خدا لگتی کہنے میں کوئی جھجک نہیں کہ ایسے تمام موقعوں پر کمال فن نے نظم کے ہات چومے ہیں۔ میں صرف چند مطالعے پیش کر رہا ہوں، آپ کو اندازہ ہو جائے گا۔

حق اللہ کی بولی بول، الا اللہ سے گھیر اکھول اللہ سے گھیرا جا

بندے تو مت کر من مانی یہ تو دنیا ہے فانی فانی دنیا کو کلمہ پڑھائے جا

جب بھی کوئی پوچھتا ہے اہل سنت کی سند پیش کر دیتے ہم تو اعلیٰ حضرت کی سند

مہ و خورشید ہیں قربان جمال عارض مرحبا صلّ علی شان کمال عارض

منتظر دونوں عالم تھے جن کے لیے آئے وہ اور پھیلی خوشی ہر طرف

ان کے آتے ہی ظلمت کے بادل چھٹے چھائی تو حید کی روشنی ہر طرف

کعبے کے در کے سامنے مانگی ہے یہ دعا فقط ہاتوں میں حشر تک رہے دامن مصطفیٰ فقط
فخر دو عالم نور مجسم رحمت سے بھر پور رب نے انھیں بخشے ہیں خزانے نعمت سے بھر پور
نظم کی شاعری کی ایک بہت نمایاں خصوصیت ہے اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت سیدی احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ والرضوان سے فیض اُٹھانا۔ ایسے کسی بھی موقع پر نظم نے اپنے فیض کے منبع کو چھپایا نہیں ہے۔ چھپائے وہ جو کسی اور کا مال تاک رہا ہو۔ بفضلہ تعالیٰ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ خاندان برکات کے چشم و چراغ تھے اور خاندان برکات کا بچہ بچہ ان کو اپنی بیوتی سمجھتا ہے۔ البتہ یہاں ایک بات کی وضاحت ضروری ہے کہ نظم نے ایسے تمام موقعوں پر جہاں اعلیٰ حضرت کے کسی مصرعے کو استعمال کیا ہو یا ان کی کوئی زمین لی ہو یا ان کا کوئی مضمون اپنے شعر کے لیے پسند کیا ہو، ہر جگہ اس بات کا اہتمام رکھا ہے کہ شعر نظم میں آ کر اس عظیم المرتبت شاعر کے مضمون، مصرعے یا زمین میں ایک نئی اور دل خوش کن بات پیدا ہو جائے۔ میں ایسے تمام موقعوں کو توارد نہیں بلکہ امام الکلام کے تئیں نظم کا خراج عقیدت تصور کرتا ہوں۔

نظم کی نعت گوئی کی ایک امتیازی صفت ہندی کے مدھر بولوں کا استعمال ہے۔ یہ وہ ہندی نہیں جس میں آکاش وانی کی خبریں نشر ہوتی ہیں بلکہ یہ وہ بولی ہے جو دو بڑے تمدنوں کے سنگم سے وجود میں آتی ہے۔ نظم نے اپنے اجداد کا یہ گریس کیا کہ تبلیغ عشق رسول کا جو ذریعہ انھوں نے اختیار کیا ہے یعنی نعت گوئی، وہ کبھی کبھی ایسی زبان میں بھی ہو جسے عوام آسانی کے ساتھ سمجھ سکیں اور جسے سمجھنے کے لیے عربی فارسی کے مشکل الفاظ سدّ راہ نہ ہوں۔ چوکھارنگ، ملنگ، دبنگ، پیم، سونے نین، چرن اور ان جیسے کتنے ہی الفاظ نظم کی اس صنعت کے آئینہ دار ہیں۔ نظم کی ایک مشہور نعت کے تمام قافیے ٹھیک ہندی کے ہیں جیسے دن دن دنادن، سنان، ٹناٹن، کھناکھن وغیرہ وغیرہ۔

اس مجموعے میں ایک قابل لحاظ حصہ منقبتوں پر مشتمل ہے۔ مولائے کائنات سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ، شہید کربلا امام حسین رضی اللہ عنہ، غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، خواجہ خواجگان سلطان الہند حضرت معین الدین چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سلطان العاشقین حضرت صاحب البرکات سید شاہ برکت اللہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سید ابوالحسین احمد نوری میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ، اپنے جدِ بزرگوار حضرت سید بشیر حیدر آلِ عباس علیہ الرحمۃ، حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ، اپنے والد ماجد سرکار سید العلماء

تسلم کا دھنی نظمیں

پروفیسر ڈاکٹر انور شیرازی، لندن

مولینا سید آل رسول نظمیں سے میری ملاقات پریسٹن میں ہوئی تھی جب وہ سنی دعوت اسلامی کے اجتماع میں شرکت کرنے آئے تھے۔ پہلی نظر میں وہ مولینا ہی لگے، کہیں سے کہیں تک شاعر نہیں۔ پھر میں نے ان کی تقریر سنی۔ شستہ انگریزی میں خوب صورت الفاظ سے سچی ہوئی ان کی مختصر سی تقریر۔ آخر میں انھوں نے اپنی ایک نعت سنائی۔ میں نے اسی وقت فیصلہ کر لیا کہ ان سے مل کر ہی اپنے گھر لوٹوں گا۔ اجتماع کے بعد منتظمین انھیں بھیڑ بھاڑ سے بچانے کے لیے جلسہ گاہ سے جلد ہٹالے گئے، اس طرح میں ان سے بالمشافہ گفتگو کا شرف حاصل نہ کر سکا۔ میں نے کچھ لوگوں سے بات کی تو معلوم ہوا کہ نظمیں صاحب کا لندن کا بھی پروگرام ہے۔

نظمیں صاحب سے میری تفصیلی ملاقات لندن کے سنی اجتماع کے بعد ہوئی۔ ان سے غائبانہ تعارف ان کی تحریر کردہ سورہ بقرہ کی انگریزی تفسیر نظم الہی کے توسط سے ہو چکا تھا۔ ان کی تحریر میں مجھے کافی پختگی کا احساس ہوا۔ ان کے باتیں کرنے کا انداز ظاہر کرتا ہے کہ وہ کافی ذہین اور وسیع المطالعہ انسان ہیں۔ شخصیت میں ٹھہراؤ غالباً اس لیے ہے کہ وہ انڈیا گورنمنٹ کے محکمہ اطلاعات و نشریات میں اعلیٰ عہدے پر فائز ہیں۔ آپ یقین جانیں کہ جب نظمیں صاحب نے یہ بتایا کہ اردو انھوں نے ابن صفی سے سیکھی ہے، تو مجھ پر حیرت کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ ارے، یہ تو میرے استاد بھائی نکلے!

نظمیں صاحب کے دیوان کا مسودہ جس وقت ملا، میں نے اپنی خوش قسمتی سمجھا کہ مجھے اس قابل جانا گیا کہ میں کلام نظمیں پر کچھ لکھ سکوں۔ میں نے مسودہ سطر سطر پڑھا۔ یوں محسوس ہوا کہ میں کلام رضا پڑھ رہا ہوں۔ اتنی مشابہت، اتنی مماثلت، اتنی مطابقت یقیناً نظمیں کو اعلیٰ حضرت کی بارگاہ سے بہت کچھ ملا ہے۔ نظمیں صاحب کا تعلق ایک بہت عظیم علمی گھرانے سے ہے اور ان کے اندر اپنے اسلاف کی ساری فضیلتیں پائی جاتی ہیں۔ مجھ تک یہ اطلاع بھی پہنچی ہے کہ جس خانوادہ سے اعلیٰ حضرت کو بیعت کا شرف حاصل تھا، نظمیں اسی خانوادے کے فرد ہیں۔ ایسی صورت میں نظمیں اور رضا کی مشابہت کوئی تعجب کی بات

علیہ الرحمۃ والرضوان، اپنے عم محترم حضور احسن العلماء رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں منقبتیں جہاں ایک طرف شعری کمال کا نمونہ ہیں وہیں نظمیں اور مدوح سے ان کی محبت و عقیدت کا بھرپور ثبوت ہیں۔ حنا نواہ سلسلہ برکاتیہ کے متوسلین ان منقبتوں سے خوب خوب فیض اٹھائیں۔

جانشین حضور سید العلماء حضرت علامہ الحاج سید آل رسول حسنین میاں نظمیں مارہروی، سجادہ نشین، خانقاہ برکاتیہ، مارہرہ مطہرہ نے مدائح مصطفیٰ سے لے کر نوازش مصطفیٰ تک کا سفر بڑے وقت، احتیاط اور تواضع کے ساتھ طے کیا ہے۔ دنیائے سنیت میں نظمیں کا نام بحیثیت نعت گو محتاج تعارف نہیں ہے۔ دل کش نعتوں اور منقبتوں کے اس مجموعے پر یہ چند صفحے لکھ کر میں نظمیں کی شعری کائنات کے تعارف کا حق ادا نہیں کر رہا بلکہ اس ثواب میں شریک ہو رہا ہوں جو عشق نبی میں سرشار ان اشعار کو پڑھ کر گنہگار کی قسمت میں ارزاں کر دیا جاتا ہے۔

نظام نظم نظمیں پر کچھ قطعے ہو گئے ہیں۔ میں اپنے بھائی صاحب قبلہ کی خدمت میں خراج عقیدت کے طور پر پیش کر کے آپ سے رخصت ہوتا ہوں۔

شعر نظمیں کرامت عشقی نظم نظمیں عنایت عینی

آؤ دست دعا بلند کریں زندہ باد اے بلاغت نظمیں

نعت نبی میں رخس قلم ہے رواں دواں ہر شخص جھومتا ہے کہ ہو پیر یا جواں

احمد رضا کا فیض تھا نظمیں کے شعر میں برکت ملی تو اور بھی چلنے لگی دوکان

بلندی مضامین کا تو ہر مصرع ہی حامل ہے زباں دانی کی رو سے ان کا ہر شعر کامل ہے

نظام نظم نظمیں کا تمحیص ہم راز بتلا دیں نبی کا عشق ان کی نعت کے شعروں میں شامل ہے

آل عبا سے پائی تھی وہ سب دوا بھی دی سید میاں نے ساتھ میں اپنی ادا بھی دی

سید میاں کے بعد بھی نظمیں غنی رہے حضرت حسن نے داد بھی دی اور دعا بھی دی



(یہ مقدمہ نظمیں کے شعری مجموعے ”نوازش مصطفیٰ“ کے لیے ۶ ستمبر ۱۹۹۷ء کو لکھا گیا۔)

نہیں ہے۔

نعت دراصل غزل کے خاندان کی ہی ایک رکن ہے۔ غزل اگر محبوب سے باتیں کرنے کا نام ہے تو نعت محبوب خدا کی باتیں کرنے کا نام ہے۔ فرق یہ ہے کہ غزل میں مضمون کی بھرپور آزادی رہتی ہے جبکہ نعت میں قدم قدم پر احتیاط سے کام لینا پڑتا ہے۔ حضور خاتم المرسلین ﷺ کے تعلق سے کچھ کہنے سے پہلے سو بار سوچنا پڑتا ہے۔ یہی وہ نزاکت ہے جس کی وجہ سے اردو ادب میں بہت کم لوگ نعت کے میدان میں اتر سکے۔ نعت کہنے کے لیے جو لوازمات درکار ہیں ان میں سب سے بنیادی چیز ہے عشقِ رسول۔ اگر نعت کہنے والے کے دل میں مدوح کی سچی محبت نہیں ہے تو اس کے اشعار محض بھرتی کی شاعری تک محدود رہیں گے۔ نظمیں صاحبِ آلِ رسول ہیں، نانا جان ﷺ کی محبت ان کی رگوں میں خون کی جگہ دوڑ رہی ہے۔ خانقاہی ماحول نے سونے پر سہاگہ کا کام کیا ہے۔ اسی لیے ان کے اشعار عشقِ رسول سے سرشار نظر آتے ہیں:

دل میں عشقِ مصطفیٰ کا نوری جو ہر رکھ دیا کیا کیا چھوٹے سے کوزے میں سمندر رکھ دیا
ایک اور جگہ وہ اپنے عشق کا اظہار یوں کرتے ہیں:
خود سے پوچھا جو کبھی اپنا پتہ بھولے سے جانے کیوں کوچہ طیبہ کی طرف دھیان گیا
اور:

فراق کوئے نبی میں بڑھا جنوں حد سے یہ کیا ہوا کہ ہم اپنا پتہ ہی بھول گئے
اس قسم کے مدہوشی والے اشعار نظم کے کلام میں جا بجا موجود ہیں مگر نظمیں کبھی بہکے نہیں۔ احتیاط کا دامن ہمیشہ ان کے ہاتھ میں رہا۔ یہاں سے یہ پتہ چلا کہ نظم کو شریعت اور طریقت دونوں کے رکھ رکھاؤ کی تمیز خاندانی ورثے میں ملی ہے۔ اور اسی تمیز نے انھیں کلامِ رضا کے بہت قریب کر دیا ہے۔ نظم نے نعتیں بڑی سلیس زبان میں کہی ہیں۔ انھوں نے نام نہاد جدیدیوں کی طرح مبہم اور غیر معروف اصطلاحوں کا سہارا نہیں لیا۔ وہ اپنے قاری پر اپنی علمی قابلیت یا دوسرے الفاظ میں اپنے گولڈمیڈلسٹ ہونے کا رعب بھی نہیں ڈالتے۔ بڑے سیدھے سادے انداز میں سیرتِ نبی کے مختلف زاویوں کو شعری روپ میں ڈھالا ہے انھوں نے۔ ایسا کرنا آسان کام نہیں ہے۔ دو مصرعوں کی حد میں رہ کر ایک پوری تاریخ بیان کرنا ناممکن کام تھا۔ نظمیں صاحب کے یہ اشعار ملاحظہ ہوں۔ ان

میں سے ایک ایک شعر کے پس منظر میں گھنٹوں تقریر کی جاسکتی ہے۔

جب اُحد میں مرے آقا زخمی ہوئے کھلبلی مچ گئی سارے اصحاب میں
چاند طیبہ کا بدلی میں کیا چھپ گیا چھا گئی تھی فضا ماتمی ہر طرف
یہ شعر بھی دیکھیے:

حضور بھولے نہ وقت رخصت امانتوں کی دیانتوں کو
علی سے پوچھو کہ تھیں وہ کیسی امانتیں بے مثال ان کی
اور یہ شعر:

حضرت جابر کے گھر کی دعوت کی تھی کیا شان
ریزہ ریزہ مالکِ گل کی برکت سے بھرپور
یہ شعر بھی کتنا بولتا ہوا ہے:

وہ غار کہ جس نے اک تاریخ بنائی ہے اس غار کو کیا کہیے، اس یار کو کیا کہیے
نظمی کے شعروں میں تاریخ اسلام کے اہم واقعات نظر سے گزرتے ہیں۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ نظم اسلامی تاریخ پر گہری نظر رکھتے ہیں۔ ویسے تو انھوں نے آزاد نظم کے پیرائے میں تاریخ اسلام کے عنوان سے ایک پوری کی پوری نظم تخلیق کی ہے جس میں ان کی عروضی چابک دستی سطر سطر جھلکتی ہے۔ ایک اور آزاد نظم میں حضور انور ﷺ کی بعثتِ اقدس سے قبل عرب کی حالت کا نقشہ کھینچتے ہوئے نظمیں الفاظ کی جادوگری کا بڑا ہی مؤثر انداز پیش کرتے ہیں:

عرب،

جہاں تھے زبان والے
زبان دانی پہ جن کو اپنی بڑا تھا غرہ
زمانے بھر کی برائیوں کو
جو نیکیوں میں شمار کرتے
شراب پیتے
قمار بازی پہ ناز کرتے

عرب کی شمشیر بات بے بات
اس پہ گرتی اُسے گراتی

عرب!

جو بیٹی کو پیدا ہوتے ہی
زندہ درگور کر رہے تھے

عرب!

جو کعبے میں بت سجا کر

مطاف میں ڈھول اور تاشوں کی گت پہ
اپنی جہالتوں کو، روایتوں کو، ضلالتوں کو

نہ جانے کب سے نچا رہے تھے

تجارت ان کی عروج پر تھی

مگر وہ خود

گم رہی کے سکوں کی کھن کھنا کھن پہ

مست و مدہوش

بت پرستی کی منڈیوں میں

ضمیر و ایمان اور عقیدے کو

مفت نیلام کر رہے تھے۔

یہ وقت وہ تھا کہ ساری دنیا میں

رب واحد کے ماننے والے

چند افراد رہ گئے تھے

شریعتیں گم رہی میں گم تھیں

طریقتیں کج روی میں ضم تھیں

حقیقتیں بدعقیدگی کے الاؤ پر چرمارہی تھیں

نصیحتوں کے گلے میں

طوق ملامت و لعن

جانے کب سے پڑا ہوا تھا۔

مندرجہ بالا اقتباس میں ذرا نظم کے الفاظ کی نشست ملاحظہ کیجیے۔ ایک ایک لفظ گویا صیقل کیا
ہوا، پھر بھی کہیں ثقل نہیں، ابہام نہیں۔

نظمی نے اپنی نعتوں کے لیے زمینیں منتخب کرنے میں بھی کافی مہارت دکھائی ہے۔ روایتی
زمینوں کے علاوہ انھوں نے کچھ ایسی سنگلاخ زمینیں بھی چنی ہیں، جہاں دوسرے شاعر قدم رکھتے
ہوئے دوبار سوچیں۔ چند ایک مثالیں دے رہا ہوں:

کعبے کے در کے سامنے مانگی ہے یہ دعا فقط ہاتوں میں حشر تک رہے دامن مصطفیٰ فقط

فخر دو عالم نور مجسم رحمت سے بھرپور رب نے انھیں بخشے ہیں خزانے نعمت سے بھرپور

اے صبا لے کے تو آ ان کے بدن کی خوشبو میں بھی سونگھوں ذرا جنت کے چمن کی خوشبو

بحر و بر، برگ و شجر، پانی و پتھر خاموش سامنے آقا کے عالم ہیں سراسر خاموش

یہ اور ایسی ہی کئی اور دشوار زمینوں میں قلم کا ہل چلا کر نظم نے اچھے اشعار کی فصل اگائی ہے۔
نظمی کی دشوار پسندی اس حقیقت سے پہچانی جاسکتی ہے کہ ان کی کچھ نعتوں کے ردیف اتنے ادق ہیں کہ
دوسروں کے لیے ان میں ایک شعر سے زیادہ نکالنا ممکن نہ ہو۔ مثلاً حدیث، بہت، گریز، اساس،
اخلاص، بارش، محفوظ، شعاع، وغیرہ۔

نظمی کے کلام کی ایک اور بنیادی خصوصیت ہے ان کی احتیاط۔ وہ پوری طرح اس فلسفے میں
یقین رکھتے ہیں کہ ۔

با خدا دیوانہ باشد، با محمد ہوشیار

نظمی کا کلام شروع سے آخر تک پڑھ جائیے، کہیں بھی ایسی جگہ نہیں ملے گی جہاں اعتراض یا تنقید کی انگلی
رکھی جاسکے۔ نظمی کے قلم کا کمال یہ ہے کہ وہ حد بھر احتیاط کے دائرے میں رہ کر جو کہنا چاہتے ہیں، کہہ
گزر رہے ہیں:

ذکر مصطفیٰ میں ہے ذکرِ کبریا پنہاں احمد و احد میں اک میم کی مسافت ہے

ملاحظہ ہو کتنا نازک مضمون نظمیں کتنی آسانی سے بیان کر گئے۔ ایک اور شعر دیکھیے:

شعور کے رخ سے اُٹھ رہے ہیں یقیں کے ہاتوں گماں کے پردے
وہ ربّ واحد یہ عبدِ واحد، یہی ہے وحدت یہی دوئی ہے

اور یہ شعر:

اُن کے در اقدس پہ جھکا سر تو خطا کیا مدہوش جو ہو جائے تو کیا سر کا پتہ ہو
اس شعر کی نزاکت بھی ملاحظہ ہو:

ہزار سجدے کریں ان کی ذات کو، کم ہے ہمیں تو باندھ دیا ان کی ہی شریعت نے
ان اشعار میں نظمیں کی بے باکی بھی ہے ساتھ ہی وہ احتیاط بھی جو ان کے خاندان کی روایت رہی
ہے۔ غالباً یہی احتیاط کلامِ رضا اور کلامِ نظمیں میں مماثلت کا سبب بنی ہے۔ رضا کا اثر نظمیں پر کافی گہرا پڑا
ہوا ہے۔ اس کا اعتراف وہ وقتاً فوقتاً کرتے رہتے ہیں:

پرتو کلک رضا لاریب نظمیں کا قلم فیض نے ان کے مجھے حساں بنا کر رکھ دیا
نعت گوئی نظمیں نے سیکھی حساں الہند سے نعت کہتے تھے بریلی میں جو طیبہ دیکھ کر
ہے فیض رضا نظمیں تیرے قلم پر کیے جا یوں ہی نعت و مدحت کی **نارش**
فیض ہے کلک رضا کا یہ ہے مرشد کا کرم نظمیں کی نعتیں سنیں رہ کے سخن و خاموش
نظمیں کے اس مجموعے میں دو نعتیں عجوبہ روزگار ہیں۔ کم از کم میں نے اب تک کی اپنی علمی
ادبی زندگی میں اتنی لمبی بحروں میں نعتیں نہ پڑھیں نہ سنیں۔ یہی آرزو ہے یہی جستجو ہے۔۔۔ فقرے
سے شروع ہونے والی نعت یقیناً دنیا کی طویل ترین بحر کی نعت ہے، جس کا ایک مصرع ایک سانس میں
پڑھنا مضبوط دم والے انسان کے لیے بھی بہت دشوار ہے۔ دوسری نعت پہلی نعت سے بھی لمبی بحر میں
ہے۔ یہ نعت اس فقرے سے شروع ہوتی ہے۔ کیا ہوا آج کہ خوشبوسی ہوا میں ہے۔۔۔۔۔ نعت کے
میدان میں نظمیں کا یہ تجربہ یقیناً اچھوتا ہے۔ وقت نہیں ہے ورنہ ان دونوں نعتوں کی تقطیع تفصیل سے پیش کرتا۔
نظمیں نے اس مجموعے میں اپنا ہندی کلام بھی شامل کیا ہے۔ میں نے بچپن میں ہندی پڑھی
تھی۔ برسوں سے کوئی رابطہ نہ رہنے کی وجہ سے بہت گاڑھی ہندی سمجھنا میرے لیے مشکل ہے۔ نظمیں
نے کہیں کہیں بہت مشکل زبان استعمال کی ہے۔ اگر ساتھ ہی ساتھ اردو میں ترجمہ نہ دیا ہوتا تو ان کی

ہندی سمجھنا دقت طلب مسئلہ بن جاتا۔ ہندی جاننے اور سمجھنے والے حضرات یقیناً نظمیں کے ہندی کلام
سے محفوظ ہوں گے۔ سنتے ہیں کہ ان کی سنسکرت نعت ہندوستان کے بیشتر خطوں میں کافی مقبول ہوئی
ہے اور کئی لوگ اس نعت سے متاثر ہو کر مشرف بہ اسلام بھی ہوئے ہیں۔ نظمیں کے لیے یہ بات باعث
سعادت ہونی چاہیے کہ ان کا کلام ان کی ذات سے باہر نکل کر دوسروں کے لیے باعث ہدایت بنا۔

زیر نظر شعری مجموعے میں نظمیں نے کلام الامام امام الکلام یعنی رضا قدس سرہ کی نعتوں پر
تضامین لکھی ہیں۔ اردو نعتیہ شاعری میں بہت کم لوگوں نے کلامِ رضا میں پیوند کاری کی جسارت کی
ہے۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ محفل میں ٹاٹ کا پیوند نہیں لگایا جاتا۔ نظمیں نے سترہ نعتوں پر تضامین لکھی ہیں اور
ہر نعت میں محفل کے ساتھ محفل کا ہی جوڑ لگایا ہے۔ دو ایک مثالیں پیش ہیں:

انگلیوں سے چشمے جاری ہوں وہ ان کا دست پاک بادشاہی جس پہ ہو قرباں وہ ان قدموں کی خاک
معجزاتِ مصطفیٰ کی سارے عالم میں ہے دھاک سورج اُلٹے پاؤں پلٹے چاند اشارے سے ہو چاک
اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی

یہ بندش بھی ملاحظہ ہو:

ملک و جن و بشر ارض و سما، ان کی اُمت میں ہے ساری اقلیم
نعمتیں حق سے ملی ہیں ان کو رب نے بخشی ہے انھیں شانِ کریم
رافع و دافع و نافع شافع، شاہد جلوہ رحمن و رحیم
اپنے مولیٰ کی ہے بس شانِ عظیم جانور بھی کریں جن کی تعظیم

سنگ کرتے ہیں ادب سے تسلیم، پیر سجدے میں گرا کرتے ہیں
نظمیں نے اپنی قوتِ تخلیق کے انظہار کے لیے نعت کا میدان چنا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اگر وہ
خالص غزل لکھتے تو شاید اتنے کامیاب نہ ہوتے۔ نعت کے میدان میں قرآن اور حدیث کے ماخذ نے
نظمیں کے قلم کو بڑا سہارا دیا ہے اور یہی ان کی کامیابی کا راز بھی ہے۔ نظمیں کے مضمون کو جب اللہ اور اللہ
کے رسول ﷺ کے کلام کی سند حاصل ہو جاتی ہے تو ان کے قاری یا سامع کو سب کچھ جانا پہچانا سا لگتا
ہے۔ اس مجموعے میں نظمیں کے قلم کی جولانیاں ایک قلم نامہ کے روپ میں دیکھی جاسکتی ہیں۔ یوں تو قلم کو
کئی شاعروں نے موضوعِ سخن بنایا ہے لیکن نظمیں کا قلم جب اٹھا ہے تو ایک منفرد انداز لیے ہوئے۔ اس

نظم میں آمد ہی آمد ہے۔

اس مجموعے کا ایک بڑا حصہ منتقبتوں پر مشتمل ہے۔ یہاں بھی نظم کی شعری صلاحیت شباب پر ہے۔ مولاعلیٰ مشکل کشا کرم اللہ وجہہ الکریم اور قطب الاقطاب محبوب سبحانی سرکار غوث صدیقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں انھوں نے بڑی مرصع منتقبتیں قلم بند کی ہیں۔ شہزادہ گلگوں قبا شہید کربلا سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی منقبت بھی دل کو چھو لینے والی ہے۔ ہو سکتا ہے ہر سال محرم کی مجلسوں میں یہ خاصے کی چیز بن جائے۔ ان کا یہ شعر تو نادر روزگار ہے:

وہ بات جس کو یزیدی اسیر کرنے کے وہ بات سبب نبی کا ہے با وضو اب تک

نظمی نے اپنے دیوان میں ایک ایسی صنف سخن کو جگہ دی ہے جسے عام طور سے ادبی دنیا سنجیدگی سے نہیں لیتی۔ شادی بیاہ کے موقع پر سہرے نظم کیے جاتے ہیں جن کا بنیادی مقصد ہوتا ہے کہ نکاح کے بعد محفل میں پڑھے جائیں اور دولہا دولہن دونوں کے گھر والوں سے پیسے وصول کیے جائیں۔ اس کوشش میں شاعری کم اور تک بندی زیادہ نظر آتی ہے۔ انڈیا میں ہمارے ایک کرم فرما شاعر تھے انھوں نے تقریباً دو درجن اشعار پر مشتمل ایک مستقل سہرا موزوں کر کے محفوظ رکھ لیا تھا جب کوئی ان سے سہرا لکھنے کی فرمائش کرتا تو وہ اسی فریم میں دولہا دولہن کے گھر والوں کے نام فٹ کر کے ایک نیا سہرا تیار کر دیتے تھے۔ نظم کے لکھے ہوئے سہرے مختلف ہیں۔ ان میں فنِ نعت کی گہرائی دیکھنے کو ملتی ہے۔ نظم نے سہروں کے علاوہ رخصتیاں بھی لکھی ہیں۔ ان میں بھی ان کا انداز سڑک چھاپ ٹمک بند شاعروں سے مختلف ہے۔ سہرے ہوں یا رخصتیاں، ان کا تعلق ذاتی معاملات سے ہے، لیکن جب نظم جیسا چاہے دست نعت گو شاعر اس میدان میں طبع آزمائی کرتا ہے تو یہ شاعری ذاتی معاملات سے باہر نکل کر اجتماعی محسوسات تک پہنچ جاتی ہے۔

نظمی کا میدان بنیادی طور پر روحانیت ہونا چاہیے کیونکہ وہ جس خاندانِ عالی سے تعلق رکھتے ہیں اس کا یہی تقاضا ہے۔ مگر میں جس نظم سے ملاوہ روحانیت کے علاوہ فلمی ادب، جاسوسی ادب، زرد صحافت وغیرہ جیسے نازک موضوعات پر بھی کافی گہری نظر رکھتا ہے۔ تقریباً چونتیس کتابوں کے مصنف نے مجھ سے عالمی مذاہب کے تقابلی موازنے پر کافی تفصیل سے گفتگو کی، کبھی مجھے ایسا لگا کہ میں پنڈت آلِ رسول سے مخاطب ہوں اور کبھی یوں محسوس ہوا کہ میرے سامنے فادر آلِ رسول بیٹھے ہوئے ہیں۔

نظمی اپنے ہر رنگ میں منفرد لگے۔

آخر میں نظمی صاحب کا شکر یہ ادا کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ انھوں نے مجھے کچھ لکھنے کے قابل سمجھا۔ یہ چند سطور میں نے اس لیے قلم بند کی ہیں کہ ایک عاشقِ رسول کی تو صیف کا ثواب حاصل کر سکوں۔ ویسے نظمی میاں تو آلِ رسول بھی ہیں۔ ان کے ساتھ لگا رہوں گا تو میری بھی نجات ہو جائے گی ان شاء اللہ تعالیٰ۔

☆☆☆☆

۱۳ جنوری ۲۰۰۰ء

(افسوس میرے کرم فرما پر د فیہر صاحب موصوف ستمبر ۲۰۰۷ء کو دل کا دورہ پڑنے کے سبب دارفانی سے کوچ کر گئے۔)

برکاتی ناظم۔۔۔ حضرتِ نظمی

از: علامہ ساحل شہسرامی (علیگ)

خاندانِ برکات میں نظم گوئی کی روایت خاصی قدیم ہے۔ میر عبد الواحد شاہدی بگرامی، مخدوم صاحب البرکات عتیقی و بیہی مارہروی، سید شاہ حمزہ عینی مارہروی، سید شاہ آل احمد اچھے میاں، سید شاہ ابوالحسین احمد نوری نور مارہروی، تاج العلماء سید اولاد رسول محمد میاں فقیر مارہروی، سید العلماء سید شاہ آل مصطفیٰ سید مارہروی، احسن العلماء سید شاہ مصطفیٰ حیدر حسن مارہروی قدس سرہ اسرار ہم شعر و سخن کے روشن نمائندے ہیں۔ حضرت سید آل رسول حسنین میاں نظمی مارہروی، حضرت سید محمد اشرف مارہروی اور حضرت سید سبطین حیدر لطفی مارہروی نے اس سلسلہ نور کو آگے بڑھایا اور عرشِ سخن سے حسانِ برکات کی شاندار نمائندگی فرمائی ہے۔

تقریباً تیس سال ہوتے ہیں جب سے حضرتِ نظمی کا قلم و ردفعنا لک ذکرک کی برکتیں سمیٹ رہا ہے۔ اعلیٰ حضرت احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہ اور استاذِ زمن حضرت حسن بریلوی کے بعد حضرت نظمی پہلے شاعر ہیں جنہوں نے اردو زبان میں فنِ نعت کی اتنی مبسوط اور ایسی مقبول خدمت کی سعادت حاصل کی ہے۔ کلامِ رضا کے بعد شعرِ نظمی جہانِ نعت میں سکّہ رائج الوقت کی مانند چلا کرتا ہے۔ یہ سعادت، وسعت اور مقبولیت یوں ہی نہیں بلکہ حضرت نظمی کا جذبِ عشق، عرفانِ فن، وسعتِ مطالعہ، نعت گوئی سے والہانہ ربط، ان سعادتوں کی بنیادیں فراہم کرتا ہے۔ یہی سبب ہے کہ شعرِ نظمی کی تانِ قلب و روح پر دستک دیتی ہوئی محسوس ہوتی ہے:

ذرا چھیڑ تو نغمہٗ قادریت کہ ہر تار بولے گا تن تن تن تن

تری روح ہر گزر رہے گی نہ رقصاں جو گردش میں رہتی ہے گن گن گنا گن

حضرت نظمی کی نعتیہ شاعری، خود ان کے قول کے مطابق، حسانِ الہند امام احمد رضا برکاتی قدس سرہ کی فیض یافتہ ہے۔ جب آپ امام اہل سنت احمد رضا کے مزار پر انوار پر حاضر ہوئے، اسی وقت سے آپ کی شعری فکر نے خیابانِ نعت کو اپنے لیے منتخب کیا۔ پھر کسی اور سمت توجہ نہ ہوئی ورنہ اس

سے پہلے غزلوں اور نظموں سے بھی رشتہ استوار تھا۔ نظمی کا یہ شعر تو موجودہ دور کے نازک حالات کے پیش نظر ایک آفاقی پیغام کی حیثیت رکھتا ہے:

ہم کو تو فرصت نہیں ملتی محبت کے لیے

لوگ پا جاتے ہیں کیسے وقت نفرت کے لیے

مگر جب زبانِ قلم کو نعت کی چاشنی ملی تو بہارِ رنگ کو خیر باد کہہ کے صرف اور صرف مدحِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے وقف ہو گئے۔ اور اردو شاعری کی نعتیہ روایت کے سب سے بڑے امین حضرت رضا محدث بریلوی کو اپنا مصدر فیض بنایا۔ آپ کے مجموعہ کلام سے ”فکرِ نظمی مظہرِ فکرِ رضا“ کے آئینہ دار ڈھیر سارے اشعار اخذ کیے جاسکتے ہیں۔ آپ کا معروف شعر ہے:

یہ فیض کلکِ رضا ہے جو شعر کہتا ہوں

وگر نہ نعت کہاں کہاں قلم میرا

حضرت نظمی کا دیوان یکجا صورت میں شائع ہو رہا ہے۔ اصحابِ فن اس کی خوبیاں تفصیل کے ساتھ رقم کریں گے۔ میں شعرِ نظمی کے چند نمائندہ خصائص کے اشاریے سے اس تاثراتی تحریر کو مکمل کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔

☆ عشقِ رسول: جذبِ عشق کے بغیر جاندار شعر نہیں کہا جاسکتا اور بولتی ہوئی نعتیہ شاعری تو والہانہ عشقِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر دو گام نہیں چل سکتی۔ بارگاہِ رسالت سے حضرت نظمی کو بفضلِہ تعالیٰ متعدد نسبتیں حاصل ہیں۔ نجیب الطرفین سیادت کے بعد دوسری ممتاز نسبت مدحِ مصطفائی کی ہے اور حق یہ ہے کہ آپ کی شاعری نے جذبوں کی اس والہانہ وابستگی کا حق ادا کر دیا۔ یہ شعری کیف اظہار سے زیادہ احساس سے تعلق رکھتا ہے۔

دل میں عشقِ مصطفیٰ کا نوری جوہر رکھ دیا

کیا کیا چھوٹے سے کوزے میں سمندر رکھ دیا!

اور عشقِ مصطفیٰ کی یہ لطافت ملاحظہ ہو:

نظمی کفن میں یونہی نہیں مسکرائے ہے

دیدارِ مصطفیٰ کی اسے پوری آس ہے

☆ فنی مہارت: حضرت نظم کی شاعری میں جھول بالکل نظر نہیں آتا۔ رواں دواں اسلوب شعر کی ہر جگہ حکمرانی دکھائی دیتی ہے۔ حالانکہ آپ بڑی ٹیڑھی ترچھی زمینوں کا انتخاب فرماتے ہیں، پیچیدہ اور نادر قافیے بھی استعمال کرتے ہیں لیکن پھر بھی شستگی کی فضا برقرار رہتی ہے اور پڑھنے سننے والے اکتاہٹ نہیں محسوس کرتے۔ یہ فن نعت کی برکت بھی ہے اور حضرت نظم کی شعری کرامت بھی۔ عروضی سطح پر بھی آپ کی فنی مہارت کے روشن ثبوت ہیں۔ اس مجموعے میں حضرت نظم کی دو طویل بحر کی نعتیں غالباً دنیا کے سخن میں اپنی نظیر آپ ہیں۔ مضبوط سے مضبوط سانس والے نعت خواں کے لیے ایک مصرعہ ایک سانس میں پڑھنا محال نہیں تو دشوار ضرور ہے۔ حضرت نظم کی سنسکرت نعت اور برج بھاشا کے دوہے اور چھند آپ کے فنی تنوع کو درشتاتے ہیں اور کیوں نہ ہو کہ آپ قدیم و جدید، مشرق و مغرب کی ادبیات پر وسیع نظر رکھتے ہیں۔

☆ شعری معنویت: نظم نظم کی شعری فضا معنویت کی بھرپور روئیں رکھتی ہے۔ ہر شعر پیغامیہ اور معلوماتی ہوتا ہے۔ بھرتی کے اشعار دور دور تک نظر نہیں آتے۔ قرآن حکیم، احادیث مبارکہ، سیرت طیبہ، تاریخ اسلام اور بزرگوں کے مقدس حالات کی ترجمان ہے آپ کی شاعری۔ اس کا سبب یہی ہے کہ آپ فن کو فن کی حیثیت سے برتتے ہیں اور جب تک فکر، فن کے معیار کا ساتھ نہیں دیتی، آپ شعر نہیں کہتے۔ فکر و فن کا یہ حسین امتزاج کہیں کہیں پڑھنے اور سننے والے کو یہ احساس دلاتا ہے کہ نظم کا یہ شعر یقیناً الہامی ہے۔ نظم کی نعتوں میں ایسے اشعار جا بجا ملیں گے:

شعور کے رخ سے اٹھ رہے ہیں یقیں کے ہاتھوں گماں کے پردے
وہ ربّ واحد یہ عبد واحد، یہی ہے وحدت یہی دوئی ہے
حضرت نظم کی اس شعر کی مضمون آفرینی ملاحظہ ہو:

حبیب دو ہوں تو محبوبیت کا کیا مطلب
بنایا دوسرا احمد نہ دست قدرت نے

☆ مطالعہ کی وسعت: فن میں تنوع اور گہرائی اسی وقت پیدا ہوتی ہے جب صاحب فن کا فکری کینوس وسیع ہو اور معلوماتی ذخیرہ وسیع تر۔ جب تک صحیفہ کائنات پر وسیع نظر نہ ہوگی، اس وقت تک فکر و فن میں ایک نئی شان نہیں پیدا ہو سکتی۔ حضرت نظم کی فکری اچھوتے پن اور فنی تنوع کا راز بھی

یہی ہے کہ آپ کا مطالعہ کائنات وسیع ہے۔ آپ اس قرآن کا مطالعہ تو کرتے ہی ہیں جو وحی الہی کی صورت میں نبی اکرم ﷺ پر نازل ہوا۔ ساتھ ہی آپ اس قرآن کا مطالعہ بھی بہت غور سے کرتے ہیں جس کی آیتیں مختلف مظاہر قدرت کے روپ میں ہمارے چاروں طرف بکھری ہوئی ہیں۔ حضرت نظم کا کہنا ہے کہ جو انسان روزانہ اُگتے ڈوبتے سورج کو غور سے دیکھنے اور خالق کائنات کی قدرت کا اعتراف کرنے کی عادت ڈال لے اس کا ایمان کبھی متزلزل نہیں ہو سکتا۔

حضرت نظم اسلامیات، ادبیات، لسانیات میں مہارت رکھتے ہیں۔ ہندی، انگریزی ادبیات پر گہری نظر ہے اور مابعد جدیدیات کے شعری دھاروں سے بھی واقفیت ہے اس لیے جہاں وہ رضا، میر، محسن، اقبال، غالب، ٹیگور کے شعری سرمائے کا مطالعہ رکھتے ہیں وہیں ورڈس ورثہ، کیٹس، شیلے، بائرن جیسے مغربی ادیبوں کے فکری رجحانات سے شناسائی بھی۔ اس مطالعہ جاتی وسعت اور معلوماتی آفاقیت کے اثرات آپ کی نظم اور نثر دونوں میں نمایاں ہیں۔

☆ حق گوئی: حضرت نظم کے اوصاف جمیلہ میں حق گوئی مجھے بہت بھاتی ہے۔ آپ کے خاندان کی روایت بھی یہی رہی ہے۔ حق کہنے میں کسی منفعت، رعب اور شوکت کو آپ خاطر میں نہیں لاتے۔ یہ دستور حق پسندی آپ کے معمولات حیات میں بھی ہے اور نثر و نظم کی نگارشات میں بھی۔ اسی لیے آپ غرض کے بندوں، فتنہ پردازوں اور بد مذہبوں کے خلاف تیکھی لیکن بہت ڈھب کی تنقید کرتے ہیں۔

نجدیا پچھتائے گا تو ان شاء اللہ حشر میں
میرے دائیں ہاتھ میں اعمال نامہ دیکھ کر

اور یہ نثر بھی ملاحظہ ہو:

شیخ نجدی بزم برکاتی میں آئے گا ضرور
یا رسول اللہ سنے گا بلبلاتا جائے گا

حضرت نظم کی طنز نگاری بھی ادب نوازوں کے لیے خاصی دلچسپی رکھتی ہے۔ یہ شعر دیکھیے:
ہم تو پڑھتے ہیں کھڑے ہو کر سلام بیٹھے جلتے رہیں تھانے والے
☆ صوتیاتی ترنم: حضرت نظم ایسے الفاظ کا استعمال کرتے ہیں جن میں موسیقیت ہوتی

چل مرے خاے.....

”نظمی جیسے ہزاروں شاعر پڑے ہیں“ اپنے متعلق یہ الفاظ سن کر مجھے ذرا بھی برا نہ لگا۔ کیونکہ جن صاحب نے یہ الفاظ ادا کیے ہیں ان کی علمی قابلیت اور سخن فہمی سے میں اچھی طرح واقف ہوں۔ خوشامدی ٹٹوؤں کے زرخے میں رہنے والے کا فکری تناظر ایسے ہی گھٹیا معیار کا ہوگا۔ میں نے جب اپنے متعلق ان حماقت مآب کا یہ ریمارک سنا تو بے ساختہ میری زبان سے نکلا: ”شکر ہے کہ نظم کی گنتی ہزاروں میں تو ہے۔ مگر آپ جناب کس گنتی میں ہیں ذرا یہ بتانے کی زحمت گوارہ فرمائیں۔ نظم کے لیے یہی کافی ہے کہ اس کے کچھ چاہنے والے جو مدینہ طیبہ میں رہ کر ملازمت یا کاروبار کرتے ہیں، وہ روزانہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں حاضری کے دوران نظم کی کم سے کم ایک نعت آ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ضرور پیش کر دیتے ہیں۔ بے شک نظم جیسے ہزاروں شاعر پڑے ہیں مگر کتنے ایسے خوش نصیب ہیں جن کو یہ شرف حاصل ہے کہ ان کا کلام بارگاہ رسالت میں پیش کیا جاتا ہے۔“ بقول نظمی مجھ سے سولا کھ پھرا کرتے ہیں بازاروں میں تم سا کوئی بھی نہیں ملتا خریداروں میں نظم سے پہلے اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرما چکے ہیں۔

ایک میں کیا مرے عصیاں کی حقیقت کتنی مجھ سے سولا کھ کو کافی ہے اشارہ تیرا کوئی کیا پوچھے تیری بات رضا تجھ سے کتنے ہزار پھرتے ہیں نظم نے اپنی شاعری کو کبھی کسی جاہل دنیا دار کی پذیرائی کی نذر نہیں کیا اور نہ ان لوگوں کی طرح ٹمک بندی کو اپنا شعار بنایا جو کسی نہ کسی طرح چند مصرعے جوڑ کر آٹھ پیپر اور مہنگے سرورق کے ساتھ ایک عدد دیوان شائع کر کے خود کو حستان الہند کہلوانے کے فراق میں رہتے ہیں۔ میں نے کبھی کوشش کر کے کوئی نعت موزوں نہیں کی جسے عرف عام میں آور دکھا جاتا ہے۔ اکثر ایسا ہوا کہ رات کے ڈھائی بجے آنکھ کھلی، اس احساس کے ساتھ کہ زبان پر کوئی مصرع مچل رہا ہے۔ فوراً کاغذ قلم سنبھال لیا اور پھر ایک کے بعد ایک شعر وارد ہونے لگے۔ میرے ساتھ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ ایک مصرع ہو گیا تو دوسرے کے لیے ٹھلا جا رہا ہے، اضطراب کی حالت طاری ہے، پہلا مصرع بار بار گنگنا رہے ہیں تاکہ دوسرا مصرع ذہن کے درپچوں سے جھانکنے لگے۔ میں نے جب بھی نعت کہی پورے پورے اشعار کے

ہے۔ یہ الفاظ جب ایک دوسرے سے پیوست ہو کر چلتے ہیں تو ایک نہایت لطیف آہنگ دیکھنے کو ملتا ہے۔ لسانی ساختیات سے بھرپور شاعری کے مالک حضرت نظمی کے فکری چشمے کی روانی دیکھ کر ایک پاکیزہ سی خواہش دل میں کروٹیں لیتی ہے کہ کاش اس قلم کے فیض سے انگریزی اور سنسکرت شاعری بھی فیض یاب ہوتی رہتی تو اپنے اور بیگانے دونوں نعت مصطفیٰ کی برکتوں سے شاد کام ہوتے۔

حضرت نظمی کا نعتیہ سفر ”مدائح مصطفیٰ“ سے شروع ہوتا ہے پھر ”شان نعت مصطفیٰ“، ”تنویر مصطفیٰ“، ”عرفان مصطفیٰ“، ”نوازش مصطفیٰ“، مجموعہ ہائے کلام تسلسل کے ساتھ منظر عام پر آتے رہے۔ نوازش مصطفیٰ کے بعد چھ سال کا وقفہ رہا۔ مگر اس عرصے میں حضرت نظمی ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھے نہیں رہے۔ کنز الایمان اور خزائن العرفان کا ہندی ترجمہ، بہار شریعت کے سولہویں حصے کا انگریزی ترجمہ، اسد الغابہ کا انگریزی ترجمہ اور خواتین اسلام کے لیے ایک ہینڈ بک گیٹ وے ٹو ہیون، یہ نثری تحفے حضرت نظمی نے دنیائے سنیت کو عطا کیے۔ ساتھ ہی ساتھ نعتیہ ادب میں بھی خاصے اضافے کیے۔ اب وہ سارا شعری سرمایہ یکجا طور پر الف بائی ترتیب کے ساتھ شائع ہونے جا رہا ہے۔ جہاں ادب عرصے سے آرزو مند تھا کہ حضرت نظمی کا شعری سرمایہ کلیات کی صورت میں منظر عام پر آئے تاکہ بیکہ نگاہ جہاں نعت کے شائقین اس اہم مجموعے سے استفادہ کر سکیں۔

الحمد للہ! نیاز مندان نظمی کی دیرینہ آرزو اب پوری ہونے جا رہی ہے۔ عصر رواں کے اردو ادب میں نعتیہ ادب کو فروغ مل رہا ہے۔ ایشیا اور یورپ سے اس صنف سخن کے ترجمان کئی رسالے شائع ہوتے ہیں۔ ضرورت ہے کہ یہ رسائل حضرت نظمی کی ممتاز نعتیہ شاعری پر خصوصی گوشے ترتیب دیں، یونیورسٹیوں میں شعر نظم پر تحقیقی مقالے (Thesis) لکھوائے جائیں تاکہ جہاں ادب سے فکر نظم کا بھرپور تعارف ہو اور اردو دنیا ان کے نعتیہ افکار اور لب و لہجے کی انفرادیت سے خاطر خواہ استفادہ کر سکے۔

جہاں نعت، جہاں سنیت، جہاں برکاتیت کو شعر نظم کی جدید اور جامع اشاعت مبارک ہو۔

نیاز مند

ساحل

۱۷ جمادی الاخرہ ۱۴۲۶ھ

۲۲ جولائی ۲۰۰۵ء، یکشنبہ

ساتھ کہی۔

ایک رات کو آنکھ کھلی تو ذہن میں ایک مصرع بار بار گونج رہا تھا۔

شعور کے رخ سے اٹھ رہے ہیں یقیں کے ہاتوں گماں کے پردے

بہت کوشش کے باوجود اس وقت اس مصرع پر گرہ نہ لگا پایا۔ اٹھتے بیٹھتے یہی مصرع ذہن پر چھایا رہتا۔

آخر ایک اور رات فجر کے وقت اس مصرع کے ساتھ آنکھ کھلی۔

وہ ربّ واحد، یہ عبد واحد، یہی ہے وحدت، یہی دوئی ہے

ایک اور رات کے پچھلے پہر آنکھ کھلی تو یہ شعر ذہن میں انگڑائیاں لے رہا تھا۔

ذکرِ مصطفیٰ میں ہے ذکرِ کبریا پنہاں احمد واحد میں ایک میم کی مسافت ہے

ایک بار آنکھ کھلی تو یہ شعر دماغ میں گونج رہا تھا۔

ان کے در اقدس پہ جھکا سر تو خطا کیا مدہوش جو ہو جائے تو کیا سر کا پتا ہو

ایک اور توارد ملاحظہ ہو:

ہزاروں سجدے کریں ان کی ذات کو، کم ہے ہمیں تو باندھ دیا ان کی ہی شریعت نے

اپنے شعری سفر کے دوران میں نے بارہا محسوس کیا کہ نعت موزوں ہونے سے قبل مجھ پر ایک

عجیب سی کیفیت طاری ہوتی ہے۔ طبیعت بھاری بھاری محسوس ہوتی ہے ہلکی ہلکی حرارت بھی ہو جاتی ہے

اور جی بس یہی چاہتا ہے کہ کوئی مجھ سے بات نہ کرے اور مجھے اکیلا چھوڑ دیا جائے۔ ایسی حالت میں

میری طبیعت شعر کی طرف مائل ہوتی ہے اور پوری نعت ہو جانے کے بعد ایسا لگتا ہے جیسے مجھے کچھ ہوا

ہی نہیں تھا۔

کبھی کبھی تو ایسا ہوا کہ میں اپنے تبلیغی دورے میں کسی ایک جگہ سے دوسری جگہ موٹر گاڑی سے

جار ہا ہوتا کہ اچانک نعت کا موڈ بن جاتا اور پھر اشعار کی آمد شروع ہو جاتی۔ کبھی دفتر کے راستے میں یا

گھر آتے میں بس کے اندر یا ٹیکسی میں آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا کرم ہو جاتا اور ان کی مدحت کے اشعار برسنے

لگتے۔ سفر ختم ہوتے ہوتے نعت پوری ہو جاتی۔ یہی وجہ ہے کہ میری بہت سی نعتیں میرے تبلیغی اسفار کی

دین ہیں۔ جن مقامات پر میں نے زیادہ نعتیں کہی ہیں ان میں رتلام، علی آباد، اورئی، بسی اور مگھر شامل

ہیں۔ ممبئی اور مارہرہ شریف میں بھی کافی نعتیں لکھی گئی ہیں۔

میں ان شاعروں میں بھی نہیں ہوں جو نعتیہ مشاعروں یا کسی بزرگ کے عرس کے لیے شاعری

کرتے ہیں۔ ایسے شاعر شادی کے سہرے یا رخصتی لکھنے کے لیے زیادہ موزوں ہوتے ہیں۔ میرا شمار

ان شاعروں میں بھی نہ کیا جائے جو اپنے قاری پر اپنی علم دانی کا رعب جمانے کے لیے مشکل مشکل

الفاظ اور پیچیدہ مضامین شعر میں باندھتے ہیں، نئی نئی اور ناقابل فہم اصطلاحیں وضع کرتے ہیں۔ میں

اکثر و بیشتر مرد و جہ اصطلاحیں استعمال کرتا ہوں اور حتی الامکان کوشش کرتا ہوں کہ میری زبان آسان رہے۔

آئیے اب چلیں ایسی دنیا میں جہاں نعت کا گلشن مہک رہا ہے، منقبت کے غنچے کھلے ہوئے

ہیں، حمد کے گلاب مشام جان کو معطر کر رہے ہیں۔ اس سے پہلے اپنے کسی دیوان کے دیباچہ میں عرض کر

چکا ہوں کہ میں نے نعت گوئی اپنے والد ماجد نقیب مسلک برکاتیت سید العلماء مولانا مولوی حافظ قاری

مفتی حکیم الحاج سید شاہ آلِ مصطفیٰ قادری برکاتی نوری قاسمی علیہ الرحمۃ والرضوان، سجادہ نشین و متولی

خانقاہ و درگاہ برکاتیہ، مارہرہ مطہرہ و صدر الصدور آلِ انڈیاستی جمعیۃ العلماء سے سیکھی۔ شعر و سخن کے

میدان میں حضور والد ماجد حضرت احسن مارہروی مرحوم کے شاگرد تھے اور حضرت احسن مارہروی

حضرت داغ دہلوی کے ارشد تلمیذ تھے۔ اس طرح میرا شجرہ شعر گوئی داغ دہلوی سے جا ملتا ہے۔

یہ ان دنوں کی بات ہے جب میں مارہرہ شریف کے اسکول میں چھٹی یا ساتویں جماعت میں

پڑھتا تھا۔ عرس کے دنوں میں ہم بچوں کی چاندی ہوتی تھی۔ بمبئی سے حضرت والد ماجد حضور سید العلماء

علیہ الرحمۃ والرضوان تشریف لے آتے تھے اور گویا خانقاہ میں بہار آ جاتی تھی۔ قطب مارہرہ حضور

ابوالحسین احمد نوری میاں صاحب قدس سرہ کے وارث و جانشین حضرت مہدی میاں صاحب علیہ الرحمۃ

نے چونکہ حضرت والد ماجد کو اپنی حیات ظاہری میں ہی اپنی گدی سوئپ دی تھی اور ایک مجمع عام میں

اپنے سجادہ کی حیثیت سے متعارف کرا دیا تھا، اس لیے حضرت والد ماجد علیہ الرحمۃ گیارہ رجب کے دن

جو حضرت نوری میاں کا یوم وصال ہے، مارہرہ مطہرہ ضرور حاضر ہوتے اور اس دن کا قل ابا حضرت ہی

کے ذمے ہوتا تھا۔ عرسِ نوری کی دوسری تقریبات میں ایک مشاعرہ بھی ہوتا تھا جو نعتیہ اور بہار یہ دونوں

رنگ لیے ہوتا تھا۔ ابا حضرت دونوں رنگوں کی تیاری سے آتے۔ شعر ہر رنگ میں اچھے کہتے تھے اور

بہت کہتے تھے۔ ہوتا یہ تھا کہ اپنے شعری خزانے میں سے اچھے اچھے شعر اپنے لیے چن لیتے تھے اور

آسان آسان شعر ایک کاغذ پر لکھ کر مجھے دے دیتے۔ پھر شروع ہوتی ریہرسل۔ ”مطلع عرض ہے“،

”شعر پیش کرتا ہوں“، ”شعر ملاحظہ ہو“، ”مقطع حاضر خدمت ہے“ یہ ساری اصطلاحیں مجھے سکھائی جاتیں۔ تلفظ پر بہت زور دیا جاتا۔ پھر ایک بار وہ پوری نعت یا منقبت یا غزل مجھ سے سنی جاتی اور جب ابا حضرت میری کارکردگی سے مطمئن ہو جاتے تو مجھے مشاعرے میں جانے کی اجازت ملتی۔ یہیں سے میرے اندر خود اپنے شعر کہنے کا شوق پیدا ہوا۔ ابا حضرت کو معلوم ہوا تو پہلی ہدایت یہ فرمائی کہ میں بار بار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا دیوان ”حدائق بخشش“ پڑھا کروں۔ مجھے اس مشق میں کئی ایک نعتیں از بر بھی ہو گئیں اور مختلف تقاریب میں وہ نعتیں پڑھنے بھی لگا۔ پھر میں نے شاعری شروع کر دی۔ شروع شروع میں بہاریہ تک محدود رہا۔ حیدر تخلص رکھا مگر ابا حضرت کے حکم پر اسے بدل کر عاطف کر لیا۔ ایک دن دادا حضرت سید شاہ آل عبا صاحب قدس سرہ نے فرمایا کہ یہ تخلص بڑا عجیب سا لگتا ہے اسے بدل ڈالو۔ میں نے عرض کیا آپ ہی کوئی اچھا سا تخلص تجویز فرمادیں۔ اس پر دادا صاحب نے عشقی، عینی اور نوری کے وزن پر مجھے نظمیں تخلص عطا فرمایا۔ یہ دادا حضرت کی عطا کی برکت ہے کہ آج یہ تخلص میرے لیے سعادت کا دوسرا نام بن گیا ہے۔

میں نے قلم کا سفر ۱۹۵۸ء میں ایک کہانی سے شروع کیا تھا۔ یادگار کے عنوان سے یہ کہانی دلی سے شائع ہونے والے بچوں کے ایک رسالے ماہنامہ کھلونا میں چھپی تھی۔ کئی اور کہانیاں اور افسانے ہندوستان کے مشہور ادبی رسالوں میں چھپے۔ کئی برس غزلیں اور نظمیں لکھیں جو ملک کے مشہور و معروف ادبی رسالوں اور اخبارات میں شائع بھی ہوئیں، داد بھی ملی۔ کوشش کرتا تو شاید کسی اکاڈمی کا ایوارڈ بھی مل جاتا۔ اُن دنوں میں نے جو کچھ لکھا اسے میں اپنے ایامِ جہالت کی گمراہی مانتا ہوں۔ پھر اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجھے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے روضے کی زیارت کی سعادت نصیب ہوئی۔ مزارِ رضا پر فاتحہ عرض کر کے میں نے اپنے رب سے ایک ہی دعا مانگی:

”اے پروردگار، عشقِ رسول اور نعتِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کا جو سمندر تو نے اپنے محبوب بندے احمد رضا کے سینے میں موجزن فرمایا تھا اس کا ایک قطرہ اپنے کرم سے میرے سینے

میں بھی ڈال دے۔“

کہتے ہیں کہ سچے دل سے نکلی دعا بارگاہِ ایزدی میں ضرور مقبول ہوتی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ

اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے بھی اپنے مزار میں لیٹے لیٹے میری دعا پڑھ آئین کہا ہوگا۔ بریلی شریف سے واپسی پر میں نے اعلیٰ حضرت کی سترہ نعتوں پر تضمین لکھی جو شانِ نعتِ مصطفیٰ کے عنوان سے شائع ہوئی۔ بس یہیں سے میری کاپی لٹ ہوئی۔ افسانہ نویسی اور بہاریہ شاعری سے دل اوب گیا اور قلم کا رخ مذہبی شاعری کی طرف مڑ گیا۔ اسی اثنا مجھے حرمین شریفین کی زیارت کی سعادت میسر آئی۔ مقاماتِ مقدسہ پر حاضری کے دوران مجھ پر جو کیفیتیں گزریں انھیں میں نے ”مدائحِ مصطفیٰ“ (نعتیہ دیوان) کی صورت میں شائع کروایا۔ نعت کے میدان میں نئی اصطلاحوں کا تجربہ میں نے ڈرتے ڈرتے شروع کیا جسے خاطر خواہ سراہا گیا۔ پھر تو میری ہمت بندھ گئی۔ ”تنویرِ مصطفیٰ“ کی صورت میں ایک اور نعتیہ دیوان شائع ہوا جو ہندو پاک میں بے حد مقبول ہوا۔ اس کے بعد دو اور نعتیہ دیوان ”عرفانِ مصطفیٰ“ اور ”نوازشِ مصطفیٰ“ کے روپ میں منظر عام پر آئے اور ہاتوں ہات لیے گئے۔

مجھے یہ کہنے میں کوئی عار نہیں کہ مجھے نعت گو شاعر کی حیثیت سے عوام الناس تک پہنچانے میں مناظر حسین بدایونی کا بڑا ہات ہے۔ انھوں نے میری نعت ”کعبہ کے در کے سامنے مانگی ہے یہ دعا فقط“ کے توسط سے کافی مقبولیت پائی۔ کلام الامام امام الکلام پڑھنے کا حق ہے انھیں۔ ان میں اور دوسرے میلا دخوانوں میں بنیادی فرق یہ ہے کہ مناظر نعت کو نعت کے پیرائے میں پڑھتے ہیں جبکہ ہندو پاک کے اکثر نعت خواں قوالوں کی طرح پڑھتے ہیں۔ ان میں سے کچھ تو ایسے ہیں کہ اپنے بے سرے پن کو بازگشت والے مائیکروفون کی ٹیکنالوجی کے ذریعے چھپانے کی کوشش کرتے ہیں۔ میرا دعویٰ ہے کہ بازگشتی مائیکروفون ہٹا دیا جائے اور پھر ان بے سروں کو مناظر کے مقابلے میں لایا جائے تو اپنے مرشد حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ کی کرامت کی صورت میں مناظر بدایونی سب کو پیچھے چھوڑ جائیں گے۔ بات میں بات آئی تو اتنا ضرور کہوں گا کہ آج ہندو پاک کے کچھ نعت خوانوں نے نعت خوانی کو تماشا بنا رکھا ہے۔ نعت کا ادب اٹھا دیا گیا ہے۔ اب نعت خوانوں کی جگہ گویوں نے لے لی ہے۔ فلمی طرز پر نعتیں لکھی اور پڑھی جارہی ہیں جنہیں پبلک بھی سراہ رہی ہے۔ کیونکہ عوام کا ذوق بھی کافی بدل چکا ہے۔ پاکستان کے ایک نعت خواں ہیں انھوں نے تو حد ہی کر دی ہے۔ نعت کو قوالی کے برابر لا کھڑا کیا ہے۔ اور تو اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کی نعتوں میں کتر بیونت کرنے کا حق معلوم نہیں انھیں کہاں سے مل گیا ہے۔ اب نعت کی محفلیں ایک عجیب و غریب انداز سے سجائی جا رہی ہیں۔ منبر

نعت پر ایک طرف مائیک پر ایک یا دو تین سُر ملانے والے بٹھائے جاتے ہیں جو اس انداز میں اللہ اللہ یا اور کوئی کلمہ ذکر دوہراتے ہیں کہ بیک گراؤنڈ میں ٹھیکے کا احساس ہونے لگتا ہے۔ ذکر کو نعت پر مقدم ہونا چاہیے، جبکہ ذکر کو نعت کے بیک گراؤنڈ یا ساؤنڈ ایفیکٹ کی حیثیت سے استعمال کیا جا رہا ہے۔ ذکر کے متعلق قرآن اور حدیث کا فیصلہ ہے کہ جب اللہ کا ذکر ہو تو اسے خاموش رہ کر سنو، نہ یہ کہ اس ذکر کو ہی بیک گراؤنڈ میوزک بنا ڈالو۔ یہ نئے ٹی وی اسٹار نعت خواں جب کھڑے ہو کر انبی صلوٰ علیہ پڑھنا شروع کرتے ہیں تو بیچ بیچ میں تھرکتے بھی جاتے ہیں اور بیک گراؤنڈ میں ان کی مخصوص موسیقی بھی چلتی رہتی ہے۔ ایک ریکارڈنگ میں تو باقاعدہ جھانجھ کی آواز سنائی دیتی ہے۔ یقیناً اس طرح کی نعت خوانی دربار رسول ﷺ میں بے ادبی اور گستاخی کے مترادف ہے۔ مفتیانِ کرام بھی یہی رائے رکھتے ہیں اور اس طرح کی نعت خوانی کے خلاف ہیں۔ خود کیوٹی وی سے بارہا اس کا اظہار کیا جا چکا ہے۔ حال ہی میں آبروئے خاندانِ اعلیٰ حضرت جانشین مفتی اعظم ہند علامہ مفتی اختر رضا صاحب ازہری نے بھی اس طرح کی نعت خوانی کے عدم جواز کا فتویٰ صادر فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نعت کے نام پر بھانڈپن کرنے والوں سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

محترم قارئین، نعتیہ دیوان کے علاوہ میری نعتوں کے کئی کیسیٹ مناظر حسین بدایونی کی آواز میں ریکارڈ ہو چکے ہیں اور شہر شہر قریہ قریہ ان کی گونج سنائی دیتی ہے۔ میرا پہلا کیسیٹ ”تنویرِ مصطفیٰ“ کے عنوان سے منظر عام پر آیا، جو کافی مقبول ہوا۔ اس کے بعد ”مدحتِ مصطفیٰ“، ”مصطفیٰ مصطفیٰ“، ”رضائے مصطفیٰ“ اور ”عرفانِ مصطفیٰ“ بازار میں آئے اور ہاتوں ہات لیے گئے۔

میرے احباب (چند ایک کو چھوڑ کر) اپنی محبت میں میرے اشعار کو ”مظہرِ کلامِ رضا“ کہنے لگے ہیں مگر میں اسے فیضِ کلکِ رضا گردانتا ہوں۔

یہ فیضِ کلکِ رضا ہے کہ شعر کہتا ہوں وگر نہ نعت کہاں اور کہاں قلم میرا
میرا دعویٰ آج بھی برقرار ہے کہ فی زمانہ کوئی نعت گو یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ اس نے امام احمد رضا کے دستِ خوان کی جوڑھن نہیں کھائی ہے۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے پیر خانے کا فرد ہونے کے ناتے میں نے یہ جوڑھن دوسروں سے کہیں زیادہ ہی کھائی ہے اور اسی لیے میں خود کو اعلیٰ حضرت کی نعت گوئی کی چلتی پھرتی کرامت کہتا ہوں۔ یہ میرا ناز بھی ہے اور سعادت بھی۔ یہی وجہ ہے کہ میں نے اعلیٰ حضرت

کے کلام سے براہِ راست اور بالواسطہ بھرپور استفادہ کیا ہے۔ شعر کہتے وقت میری بھی یہی کوشش رہتی ہے کہ میرے یہاں مبالغہ آرائی اور غلو نہ ہو۔ نعتیہ شاعری کے جو اصول امام احمد رضا نے مقرر فرمائے ہیں اور جو حدیں قائم کی ہیں، مجھے ان حدوں میں رہنا بے حد پسند ہے اور میرا یہ یقین ہے کہ ان حدود میں رہنا ہی شاعری کی آبرو ہے۔ مثلاً کوئی امرِ حلیہ اقدس کے خلاف نہ ہو۔ جیسے کہ: غنچہ دہن، آہو چشم، عنقا کمر (باطل ہے)۔ زرگسین چشم، زرگس شہلا (ناجائز)۔ سیم تن (مبتذل)۔ ناوک فنگن، ناوک انداز (ناجائز)، زلف پیچاں (ناجائز)۔ چشم فتاں (سب حرام)۔

نیز کوئی کلمہ، کوئی قول حضور اکرم ﷺ کی طرف منسوب نہ کیا جائے جو حدیثِ صحیح سے ثابت نہ ہو۔

مزید یہ کہ جو الفاظ غزل میں زنانِ بازاری کے لیے مستعمل ہیں وہ شانِ اقدس ﷺ میں ہرگز ہرگز نہ استعمال کیے جائیں۔ مثلاً: دلربا، دل بر، دل آرام، دلدار، دل کش، دلدوز وغیرہ کا استعمال ناجائز ہے۔ یا بمعنی مددگار، غم خوار جائز اور بمعنی محبوب و معشوق ناجائز ہے۔ رعنا، دل فریب کا استعمال حرام۔ عیار (کفر)۔ دل آزار، سنگدل، ستم گر، عشوہ گر، آفت جاں، فتنہ دوراں، فتنہ گر، رشک بتان آزر، فسوں گر، دم باز، بت طناز۔۔۔ یہ سب ناجائز و حرام۔ غزہ، کرشمہ (حرام)۔

عرش بریں ایک ادنیٰ مسند ہے (حرام) اسی طرح مقامِ دنیٰ، لامکاں، قابِ قوسین ایک ادنیٰ منزلِ عروج ہے (ناجائز ہے) جبرئیل علیہ السلام کو ادنیٰ خادم کہنا ناجائز۔

میں شاید کسی جگہ یہ عرض کر چکا ہوں کہ جس وقت میں اپنی پہلی نعت لے کر حضرت والد ماجد علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا اس وقت انھوں نے ارشاد فرمایا تھا کہ اگر نعت کہنے کا شوق ہے تو حدائقِ بخشش کا مطالعہ کرو۔ کلامِ رضا کے مطالعہ نے مجھے احتیاط کا سلیقہ دیا، مبالغہ اور غلو سے بچنا سکھایا۔ ایک مثال دے رہا ہوں:

ایک مرتبہ تبلیغی دورے کے سلسلے میں مکہ سے گورکھ پور جا رہا تھا۔ کار میں بیٹھے بیٹھے آمد شروع ہو گئی۔ سب سے پہلے مطلع وارد ہوا۔

دل میں عشقِ مصطفیٰ کا نوری جوہر رکھ دیا ہم نے غیر اللہ کو اللہ کے گھر رکھ دیا
ایک کے بعد ایک شعر ہوتے گئے اور بہت جلد نعت پوری ہو گئی۔ گورکھ پور جا کر ڈائری میں

نعت اُتارتے وقت خیال آیا کہ اگرچہ مطلع کا دوسرا مصرعہ شرعی اعتبار سے صحیح ہے کہ

(۱) رسول اللہ ﷺ بلاشبہ غیر اللہ ہیں، اور یہ عقیدہ تمام اہل سنت و جماعت کا ہے،

(۲) دل کو اکثر صوفیائے کرام نے اللہ کا گھر بتایا ہے اور اسے عرشِ اعظم سے بھی افضل قرار دیا ہے۔

مگر چونکہ غیر اللہ کی اصطلاح بدعتیہ لوگوں نے اتنی عام کر دی ہے اور اسے رسول اللہ

ﷺ کی توہین کی نیت سے استعمال کرتے ہیں جس سے سنی عوام سنتے ہی بھڑک اُٹھتے ہیں۔ لہذا

بہتر یہی ہے کہ ایسی اصطلاح کا استعمال ہی ترک کر دیا جائے۔ اب یہ منکر لاحق ہوئی کہ دوسرا مصرع

بدلوں تو کیا بدلوں۔ امام عشق و محبت حضور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے لو لگائی اور فوراً ہی متبادل مصرع

موزوں ہو گیا۔ اب مطلع یوں ہے:

دل میں عشقِ مصطفیٰ کا نوری جو ہر رکھ دیا کیا کیا، چھوٹے سے کوزے میں سمندر رکھ دیا

ایسا اکثر اشعار کے ساتھ ہوا کہ شروع میں کچھ کہا تھا مگر نظر ثانی میں انھیں بدلنا پڑا، وجہ تھی

احتیاط کا تقاضا۔

ایک نعتیہ نظم آرزو میں کیسی ہیں، کاش یوں ہوا ہوتا پر آپ کی داد کا طلب گار ہوں۔ اس

نظم میں بالکل ہی اچھوتے مضامین پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ یہ سارے مضامین احادیث کی روشنی

میں نظم کیے ہیں اور یہ بھی میرا دعویٰ ہے کہ اس طرح کی نظم لکھنے کی جسارت آج تک کسی نے نہ کی

ہوگی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اگر اس نظم میں مجھ سے دانستہ یا نادانستہ کوئی غلطی ہوئی ہو تو میری توبہ قبول

فرمائے۔ آمین۔

میرے احباب کی یہ فرمائش تھی کہ میں اپنا ایک مکمل دیوان شائع کروں جس میں سارا کلام

آجائے۔ یہ جو دیوان آپ کے ہاتوں میں ہے اس میں میرے پچھلے تمام شعری مجموعوں مداحِ مصطفیٰ،

شانِ نعتِ مصطفیٰ، تنویرِ مصطفیٰ، عرفانِ مصطفیٰ اور نوازشِ مصطفیٰ کے مشتملات جمع کر دیے گئے ہیں۔ اپنی

دونوں نعتوں کے لیے آپ کی داد ضرور چاہوں گا۔ یہ دونوں نعتیں بحر طویل میں لکھی گئی ہیں اور مسیّر ادعویٰ

ہے کہ یہ اردو میں اپنی نوعیت کی منفرد نعتیں ہیں۔ ان کے علاوہ میں نے اس دیوان میں ہندی کلام بھی

شامل کیا ہے۔ یہ بھی اس دیوان کی انفرادیت ہے۔ ہندی اس ملک کی رابطے کی زبان ہے۔ اپنی کسی

بات کو زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچانے کے لیے ضروری ہے کہ ہندی زبان کا سہارا لیا جائے۔ یہی

وجہ تھی کہ میں نے اعلیٰ حضرت کے اردو ترجمہ قرآن ”کنز الایمان“ اور حضور صدر الافاضل علیہ الرحمۃ

کے حاشیہ قرآن ”خزائن العرفان“ کو ہندی میں منتقل کرنے کا بیڑا اٹھایا۔ اللہ کا فضل ہے کہ ہندی ترجمہ

قرآن کلام الرحمن کے نام سے روحانی بازار میں ہاتوں ہات لیا جا رہا ہے۔ اس کے کئی ایڈیشن منظر

عام پر آچکے ہیں۔ ہندی کلام کے تحت نعت، دوہے، چھند، اور چوپائیاں شامل کی گئی ہیں۔ مشکل ہندی

الفاظ کا اردو روپ ساتھ ساتھ دیا گیا ہے تاکہ غیر ہندی قارئین بھی آسانی سے ماخذ سمجھ سکیں۔ ہندی

میں نعتیں کہنے کا ایک وقتی موڈ تھا جو وقت کے ساتھ رخصت ہوا۔ مگر اس وقت جو کچھ موزوں ہوا اسے

ہندی داں حلقے میں کافی سراہا گیا۔

اس دیوان کی ترتیب تقریباً تین برس پہلے مکمل ہو گئی تھی مگر کچھ مجبوریاں ایسی رہیں کہ یہ چھپنے

نہیں جاسکا۔ اب اللہ تعالیٰ نے اس کی اشاعت کا سامان کیا ہے۔ مجھے امید ہے کہ نظمیں نواز ہمیشہ کی

طرح میرے اس مکمل نعتیہ دیوان کو ہاتوں ہات لیں گے۔

نیاز کیش

سید آل رسول حسنین میاں برکاتی نظمیں مارہروی

سجادہ نشین ومتولی، درگاہ برکاتیہ، مارہرہ شریف

مقیم: ممبئی

چل قلم

چل قلم اب حمد رب مقصود ہے
 تیرا میرا سب کا جو معبود ہے
 ہے وہی شاہد وہی مشہود ہے
 نور اس کا ہر جگہ موجود ہے
 اس نے ہی بخشے ہیں ہم کو مصطفیٰ
 وہ نہ ہوں تو زندگی بے سود ہے
 یوں تو ہے قرآن ہدایت کی کتاب
 پر کسی کا تذکرہ مقصود ہے
 والضحیٰ والشمس جس کی شان ہے
 ہاں وہی احمد وہی محمود ہے
 ان کا چرچا ہر زباں پر ہے رواں
 ان کی خوشبو ہر جگہ موجود ہے
 عظمت احمد میں جس کو ہے شبہ
 ق ہاں وہی شیطان وہی مردود ہے
 اور جو کرتا ہے ان پر جاں فدا
 وہ مبارک ہے وہی مسعود ہے
 صرف ایماں سے تو کچھ ہوتا نہیں
 عشق کا جذبہ اگر مفقود ہے
 مصطفیٰ کے دوست ہوں سب شاد کام
 ان کا دشمن نیست ہے نابود ہے
 مومنوں پر ہے کھلا باب بہشت
 عجبی کو یہ راہ بھی مسدود ہے
 نور کی برسات ہوتی ہے وہاں
 جس جگہ پر محفل مولود ہے
 نظمیں پڑھتے رہتے نعت مصطفیٰ
 ہاں اسی میں روح کی بہبود ہے

افتتاحیہ

مُحَمَّدٌ أَحْمَدُ الْمُؤْصُوفُ بِالْكَرَمِ
 مُحَمَّدٌ بَحْرُهُ الْفَيَاضُ بِالنِّعَمِ
 مُحَمَّدٌ جُودُهُ فَيْضٌ وَ مَكْرُمَةٌ
 مُحَمَّدٌ حُبُّهُ فَرَضٌ عَلَى الْأُمَمِ
 مُحَمَّدٌ خَاتَمٌ لِلرُّسُلِ سَيِّدُنَا
 مُحَمَّدٌ دَائِمُ الْإِحْسَانِ وَالْكَرَمِ
 مَوْلَايَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
 عَلَى حَبِيبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ

حمد باری تعالیٰ

حمد ہے رب کی کہ جس نے یہ جہاں پیدا کیا
یہ زمیں تخلیق کی یہ آسمان پیدا کیا
امتی ہم کو کیا اپنے حبیب پاک کا
مصطفیٰ صلّٰی علیٰ ان صاحب لولاک کا
اور اُتارا ان پہ اپنا پاک نورانی کلام
اور بنایا ان کو سب نبیوں رسولوں کا امام
مرتبہ بخشا شفاعت کا رسول اللہ کو
کردیا مختار جنت کا رسول اللہ کو
ان کے صدقے میں ہمیں کعبہ سا قبلہ مل گیا
ان کا روضہ کیا ملا کعبے کا کعبہ مل گیا
ہم میں وہ طاقت کہاں تعریف رب کی کر سکیں
شکر نعمت کر سکیں دم بندگی کا بھر سکیں
یا الہی رحم فرما مصطفیٰ کے واسطے
یا رسول اللہ کرم کیجیے خدا کے واسطے

نظام اللہ کا

سب سے سیدھا سب سے سچا ہے نظام اللہ کا
دس قرآن نے دیا اخلاص اور ایثار کا
ہر قدم مومن کا ہے امر و نہی کی قید میں
اس کو آلام و مصائب کا بھلا کیا خوف ہو
شرح و التمس وضحیٰ جانے گا کیا نجدی بھلا
میکدہ توحید کا اس شان سے ہے سج گیا
اس کی عظمت اور تقدس کا بھلا کیا پوچھنا
شارح قرآن کے قرآنی عمل پر جو چلے
قول و فعل و حال میں صدق و صفا کا رنگ ہو
دل کی ہر دھڑکن سچے یاد رسول اللہ سے
یا رسول اللہ کہنے سے جسے انکار ہو
مجھ کو دنیا کے جھیلوں کی پڑی ہو کیا بھلا
جس نے نظمیں رتبہ خیر الوریٰ سمجھا نہیں
ہم مسلمانوں کو کافی ہے کلام اللہ کا
امن سے رہتا ہے دنیا میں غلام اللہ کا
خود جہیو اوروں کو جینے دو، پیام اللہ کا
جس کے دل میں ذکر رہتا ہے مدام اللہ کا
دیو کا بندہ بنے کیسے غلام اللہ کا
بٹ رہا ہے مصطفیٰ کے ہاتوں جام اللہ کا
جس دل مومن میں رہتا ہے قیام اللہ کا
لاتے ہیں اس پر ملک ہر دم سلام اللہ کا
ہاں وہی بندہ کہا جائے غلام اللہ کا
ہو دم آخر زباں پر میری نام اللہ کا
ثانی بو جہل کیا سمجھے کلام اللہ کا
ہے لبوں پہ ذکر میرے صبح و شام اللہ کا
ایسا دل کا اندھا کیا جانے مقام اللہ کا

جس کا ہر قانون قول مصطفیٰ کا عکس ہو
ہے حقیقت میں وہی نظمیں، نظام اللہ کا

دستِ دعا

جب نام سے آقا کے میں نعرہ لگا اٹھا
روضہ کا وہ نقشہ میں لے آیا تصور میں
اقرا کی صدا اب بھی باقی ہے فضاؤں میں
پہنچا وہی منزل پر ابھرا وہی ساحل پر
جبریل امیں اترے لشکر لیے قدوسی
میزان پہ آقا نے فرمایا کرم ایسا
اک ماں کے قدم چومے، بیٹے کو دیا پانی
ہر زخم ہوا اچھا لگتے ہی لعاب ان کا
وہ قلب کہ جس میں بس رحمت کا خزانہ تھا
الفاظ و معانی کے گلزار مہک اٹھے
ہر لب پہ سبحان اللہ تسبیح ہوئی جاری
پل بھر میں مرے سر سے انبار بلا اٹھا
جب دردِ مرے دل میں ہر دن سے سوا اٹھا
برکت لیے قرآن کی وہ غار حرا اٹھا
جو عشق کے رستے میں ہر گام گرا، اٹھا
جب بدر کے میدان میں وہ دست دعا اٹھا
ہر دفتر عصیاں سے فرمان سزا اٹھا
اس طرح ترا رتبہ اے کوہ صفا اٹھا
مردوں میں بھی جاں پھونکی جب دست شفا اٹھا
وہ بات کہ جب اٹھا بس لے کے دعا اٹھا
جب نعت کے میدان میں وہ کلک رضا اٹھا
حسنین سرِ محفل جب بہر ثنا اٹھا

تم عشق کے بندے ہو بس نعت کہے جاؤ
کیا فکر تمہیں نظمی کیا بیٹھا ہے کیا اٹھا

حدیث میں ہے یہ قول سرورِ بخیل وہ شخص ہے سراسر
جوسن کے محفل میں ذکر میرا درود پڑھتا نہیں ہے مجھ پر

اللهم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد
وعلی اصحاب سیدنا محمد وبارک وسلم

مدینہ کا سفر یاد آیا

پھر مدینہ کا سفر یاد آیا
رحمت رب جہاں پل پل برسے
امت عاصی کے قدموں میں بچھے
حشر میں مغفرت امت کو
روبرو جس کے دعائیں مانگیں
جہاں آمین کہیں قدوسی
رخصت طیبہ کا غمگیں منظر
جو کہ اسلام بچانے کو کٹا
ہم مدینے میں رہے جتنے دن
شہر بغداد نشان جنت
کیا بھلی ہے یہ فضائے امیر
کیسے آپے میں رہیں گے نظمی
گنبد سبز اگر یاد آیا

حرم طیبہ کا دستور

حرم طیبہ کا دستور نرالا دیکھا
اپنے محبوب کو بخشی ہے خدا نے کثرت
دعوت حضرت جابر میں تھا اعجاز لعاب
نفسی نفسی میں جہاں سوکھے تھے اوروں کے حلق
جس نے ہیرے کی پرکھ کی وہی صدیق ہوا
مہد سے تا بہ لحد جس کو تھا امت کا خیال
پڑ گئی ایک نئی جان گنہ گاروں میں
انبیا سے میں کروں عرض کہ روز محشر
میرے آقا ہیں بلوغ اتنے کہ ان کے آگے
تم نے کیا دیکھا نہ دیکھا یہ تمھاری قسمت
پڑھ لے اونجدی بخاری میں شفاعت کی حدیث
عرس برکاتی ہو یا عرس شہ نوری کا
پیر کے ساتھ جو حجرے میں گزارے لمحے
غوث اعظم کی نیابت شہ برکت کو ملی
جو بھی مارہرہ میں آتا ہے یہی کہتا ہے

بزم میلاد میں ہر لب پہ یہی بات رہی
نظم کے روپ میں نظمی کا مقالہ دیکھا

ان کی جامِ جم آنکھیں شیشہ ہے بدن میرا
ارض گنگ بھی میری، خطہ جمن میرا
عاشقِ نبی ہوں میں، وارثِ علی ہوں میں
نعتِ مصطفیٰ کہنا نعتِ مصطفیٰ سننا
حشر میں ندا ہوگی یہ غلام کس کا ہے
عرش جھوم جھوم اٹھا، قدسیوں کو وجد آیا
طاقِ دل پہ رکھی ہے شمعِ عشق احمد کی
آپ چاہیں ہو جائیں ساری مشکلیں آساں
لمحہ لمحہ یاد ان کی سانس سانس ذکر ان کا
میں نے سارے کام اپنے مصطفیٰ کو سونپے ہیں
وقف ذکر احمد ہو تا ابد قلم یارب
عظمتیں مرے آگے سجدہ ریز ہو جائیں
کب تلک دہائی دوں بے کسی کے عالم میں
حشر میں ترازو پر تولے جائیں گے اعمال
عرش سے پرے جا کر مصطفیٰ نے بتلایا
گلشنِ مدینہ سے نظمیں مجھ کو نسبت ہے
ایک ایک کلی میری، گلِ مرا، چمن میرا

روزِ محشر جانِ رحمت کا علم لہرائے گا
جس کے آگے سب کا پرچم سرنگوں ہو جائے گا
ہوگا ظاہر جوہر ذاتِ محمد حشر میں
نورانِ کا ظلمتِ عصیاں پہ جب چھا جائے گا
حوضِ کوثر پر کھڑے ہوں گے شفیع المذنبین
دستِ رحمت جامِ الطاف و کرم چھلاکائے گا
تیز ہو جائے گی جب خورشیدِ محشر کی تپش
عاصیوں پر دامنِ رحمت کرم برسائے گا
سجدہِ محشر کریں گے جب حبیبِ کبریا
یا مُحَمَّد اِزْفَعْ رَا سَک رب یہی فرمائے گا
جانِ رحمت نے کیا عرفانِ حق سے روشناس
حق ادا ان کے کرم کا کوئی کیا کر پائے گا
لطف ان کا عام ہوگا جس گھڑی میزان پر
نظمی عاصی کا بیڑا پار ہو ہی جائے گا
خوفِ عصیاں سے زبانیں گنگ جب ہو جائیں گی
نظمی تب بھی نعرہِ صلِّ علیٰ دوہرائے گا

مژدہ جنت کا

مبارکباد اے برکاتو مژدہ ہے جنت کا
کہاں تک شکر ہو ہم سے ادارب کی عنایت کا
کوئی اندازہ کیا کر پائے احمد کی وجاہت کا
پلک جھپکی مکان و لا مکان کی سیر کر آئے
ابو بکر و عمر عثمان و حیدر عبقری ٹھہرے
خدا نے اپنے ستر ناموں سے جس کو نوازا ہے
طلب صادق ہو طالب کی تو پھر منزل بھی ملتی ہے
اٹھو اب اٹک پونچھو مسکراؤ منہ نہ لٹکاؤ
بھروسا رب پہ ہو تو ٹہنیاں بنتی ہیں شمشیریں
مسلمانو سنبھل جاؤ، یہ کیا حالت بنائی ہے
رسوم لغو چھوڑو، سنتوں پر ہو عمل پیرا
در نوری پہ مجمع ہے مریدوں کا فقیروں کا
شریعت ہیں اگر گیسو، طریقت مانگ ہے ان کی
غلامی میں ہی ہم خوش ہیں ہے آقا کی رضا فضل
نسب سے ناسہی، سید ہیں وہ دونوں جہانوں کے
یہ دین سید عالم کی خدمت کی سعادت ہے
امام احمد رضا سے جلتے ہیں جو نام کے سید

بہت سے مولوی نظمیں سے غصہ ہو کے بیٹھے ہیں

کہ اس نے راز کیوں کھولا کمیشن کی سیاست کا

کوزے میں سمندر

دل میں عشق مصطفیٰ کا نوری جوہر رکھ دیا
اب جلا دیں یا چلا دیں آپ کی مرضی پہ ہے
آؤ اے شیدائیان مصطفیٰ ہنستے چلیں
نامہ اعمال میں کچھ اور تو نیکی نہ تھی
حضرت صدیق سے پوچھا کہ کیا لائے ہو تم
تا کہ رغبت دوسروں کو نیکیوں کی ہو سکے
در حقیقت ہے وجود مصطفیٰ اظہار ذات
جس امانت کو اٹھانے سے سبھی عاجز ہوئے
میں نے پایا ایک نسخہ غم مٹانے کے لیے
ماں کے قدموں کے تلے جب میں نے یہ سر رکھ دیا
سنگ سار ہم کو کیا جائے گا جرم عشق میں
پرتو کلک رضا لاریب نظمی کا قلم

نعت میں نظمیں کو کچھ یوں ہی نہیں شہرت ملی

جذبہ حب نبی شعروں کے اندر رکھ دیا

نور احمد کی حقیقت کو جو پہچان گیا نور سے نور ملا کرتا ہے یہ جان گیا
 پل کے پل عالم جبروت کے پردے اٹھے عرش سے آگے کی منزل پہ جب انسان گیا
 فضل رب سے ملی سرکار کو ایسی قدرت اک اشارہ کیا سورج بھی کہا مان گیا
 خود سے پوچھا جو کبھی اپنا پتہ بھولے سے جانے کیوں کوچہ طیبہ کی طرف دھیان گیا
 ان کی عظمت کی یہی ایک نشانی بس ہے دل ذرا سا بھی پھرا ان سے کہ ایمان گیا
 اُس طرف رحمت خلاقِ دو عالم برسی نعتیں بانٹتا جس سمت وہ ذی شان گیا

نعت پڑھتا ہوا نظمیں جو سر رہ گذرا
 لوگ کہہ اٹھے، لو وہ نائبِ حسان گیا

وقف نظمیں کا قلم جب نعت سرور میں ہوا نام شامل حضرت حسنا کے دفتر میں ہوا
 سیدہ زہرا علی حسنین جنت پا گئے معجزہ یہ مصطفیٰ کی پاک چادر میں ہوا
 پوچھا سورج سے کہ تجھ کو روشنی کس سے ملی بولا خورشید رسالت سے منور میں ہوا
 اتنا سن کر بول اٹھا گلستاں میں یہ گلاب ق ہاں پسینے سے محمد کے معطر میں ہوا
 دکھتی آنکھیں ٹھیک اور دشمن کی فوجیں پست ہوں مرتضیٰ پر یہ کرم وادیٰ خیبر میں ہوا
 مصطفیٰ کے حسن کا جب جب ہوا فضل و کرم نور کا ظہار تب تب ماہ و اختر میں ہوا
 سید السادات تھے مولا علی مشکل کشا خاندانِ مصطفیٰ شبیر و شہر میں ہوا
 تجھ کو ہے ماں کی دعا اور تیرے مرشد کا کرم
 نظمیں تیرا نام اونچا نعت سرور میں ہوا

ذبح اعظم کے خاندان میں حبیب رب حبیب آیا
 سنا تا وحدت کا پیارا نغمہ خدا کا وہ عندلیب آیا
 عرب کی دھرتی پہ کفر اور شرک کے اندھیرے تھے ہوئے تھے
 انھیں اندھیروں میں شمع توحید لے کے رب کا حبیب آیا
 ربیع الاول میں تیرے صدقے میں تجھ پہ داری میں تیرے قرباں
 نبی کے آنے کا مژدہ لے کر تو ایک ماہ عجیب آیا
 عمر ہوں صدیق ہوں کہ عثمان علی ہوں یا ہوں بلال و حسن
 وہ جنتی ہے بشرط ایماں جو مصطفیٰ کے قریب آیا
 وہ جس کا ہلکا سا اک تبسم حیات نو کا پیام لائے
 لعاب میں مژدہ شفا لے کے کیسا حاذق طیب آیا
 نبی امی کہ جس کو رب نے زمانے بھر کے علوم بخشے
 قرآن کا معجزہ لیے وہ کلام رب کا نقیب آیا
 عرب کے فصحا بھی جس کے آگے زبان اپنی نہ کھول پائے
 بلاغتوں کے گہر لٹاتا فصیح کامل خطیب آیا
 یہ کس کو اسرئی کی رات رب نے طلب کیا لامکاں سے آگے
 یہ کون آخر بہ شکل انساں خدا کے اتنے قریب آیا
 پڑھی جو نظمی نے نعت سرور تو سارا مجمع یہ بول اٹھا
 یہ شاہ برکات کے گھرانے سے کون اک خوش نصیب آیا

دل کو جب بار الم یاد آیا سجدہ حشر بہم یاد آیا
 پھر وہی شیشہ جم یاد آیا وہی مٹھی کا بھرم یاد آیا
 جب بھی کی اپنے گناہوں پہ نظر اپنے آقا کا کرم یاد آیا
 جسے پتھر نے جگہ دی دل میں وہی نورانی قدم یاد آیا
 رک نہ جاتا تو سمندر ہوتا وہی فوارہ زم یاد آیا
 ہوش میں کیسے رہیں گے نظمی
 یاد آیا وہ حرم یاد آیا

نعتیں میں سناتا رہتا

مدح سرکار میں نعتیں میں سناتا رہتا اپنی سوئی ہوئی تقدیر جگاتا رہتا
 طیبہ کی راہ میں جو قافلے مجھ کو ملتے شوق دیدار انھیں اپنا دکھاتا رہتا
 کیاری جنت کی مجھے دیتی عبادت کا سکوں ان کی محراب میں سر اپنا جھکاتا رہتا
 لوگ کہتے مجھے دیوانہ نبی کے در کا ہوش کو اپنے میں مستی میں چھپاتا رہتا
 باب جبریل پہ میں بیٹھتا قدموں کی طرف ان کے گنبد کو میں آنکھوں میں سماتا رہتا
 دعوت بوسہ مجھے جالیاں دیتی رہتیں میں فقط دید سے پیاس اپنی بجھاتا رہتا
 پھر مواجہہ سے کرن نور کی مجھ تک آتی نوری برسات میں گھنٹوں میں نہاتا رہتا
 حسرتیں پوری مری ہوتیں جو حکم رب سے شکر کا فرض میں دن رات نبھاتا رہتا
 کرم رب سے جو طیبہ میں جگہ مل جاتی
 نظمیں لکھ لکھ کے نئی نعتیں سناتا رہتا

آرزوئیں کیسی ہیں!

آرزوئیں کیسی ہیں کاش یوں ہوا ہوتا
 بو جہل کے ہاتوں میں کنکری بنا ہوتا
 اپنے آقا کے آگے کلمہ تو پڑھا ہوتا
 غیب داں نبی کا ایک معجزہ بنا ہوتا
 آرزوئیں کیسی ہیں کاش یوں ہوا ہوتا
 میں بھی کعبہ کی چھت پر بت بنا گڑا ہوتا
 آقا کے اشارے پر اوندھا گر گیا ہوتا
 اور ان کے قدموں کا بوسہ لے لیا ہوتا
 خاک پائے اقدس کا حصہ بن گیا ہوتا
 آرزوئیں کیسی ہیں کاش یوں ہوا ہوتا
 کاش میں حلیمہ کی بکری ہی رہا ہوتا
 آقا مجھ کو لے جاتے، بن میں چر رہا ہوتا
 دودھ دوہتے آقا اپنے دست اقدس سے ہوتا
 آج تک مقدر پر ناز کر رہا ہوتا
 آرزوئیں کیسی ہیں کاش یوں ہوا ہوتا
 ایک چٹان کی صورت کاش میں رہا ہوتا
 آقا پاؤں رکھ دیتے، موم بن گیا ہوتا
 نوری عکس قدموں کا دل میں بھر لیا ہوتا
 ان کے جاں نثاروں کے دل میں بس گیا ہوتا
 آرزوئیں کیسی ہیں کاش یوں ہوا ہوتا

مداح مصطفیٰ ﷺ

اے باد صبا ان کے روضے کی ہوا لے آ
تن من کو ہمارے جو ایماں کی جلا بخشے
صدیق سے سچائی، فاروق سے بے باکی
ایثار حسن سے اور شبیر سے قربانی
میں عشق شہ دیں میں ہو جاؤں فنا اک دن
حسین و علی زہرا کا سایہ رہے مجھ پر
ہوں غرق گناہوں میں، اعمال ہیں بد میرے
آقا کے غلاموں کے دل جن سے چمک اٹھیں
ہم ہجر کے ماروں کو طیبہ سے دوا لے آ
سرکار کی نگری سے وہ خاک شفا لے آ
عثمان سے فیاضی حیدر سے ولا لے آ
اجمیر کے خواجہ سے وہ خوف خدا لے آ
ہر سومری شہرت ہو کچھ ایسی کلا لے آ
نورانی گھرانے کی نورانی ضیا لے آ
آقا سے شفاعت کا فرمان ذرا لے آ
آمین کہیں قدسی وہ حرف دعا لے آ

نعت شہ طیبہ ہے، پیشہ میرا آبائی
نظمی کی کمائی میں برکت کی دعا لے آ

کاش اپنے آقا کا نعل پاک ہی ہوتا
ہمہ وقت قدموں سے لپٹا ہی رہا ہوتا
جب کبھی میں پھٹ جاتا، اپنے ہات سے گٹھتے
تاج داروں کے سر کا تاج بن گیا ہوتا
آرزوئیں کیسی ہیں کاش یوں ہوا ہوتا
کاش اپنے آقا کی اونٹنی ہی رہا ہوتا
قصویٰ قصویٰ کہہ کہہ کر مجھ کو ہانکتے جاتے
میری پیٹھ پر کرتے کعبے کا طواف آقا
حشر میں بھی آقا کے زانوؤں تلے رہتا
آرزوئیں کیسی ہیں کاش یوں ہوا ہوتا
نظمی تم تو بھولے ہو، ایسا کیوں ہوا ہوتا
آلِ فاطمہ ہونا رب نے جب لکھا ہوتا
اہل بیت میں ہونا رب نے جب لکھا ہوتا
آلِ مصطفیٰ ہونا رب نے جب لکھا ہوتا

جلانے کے لیے آ

خوشبو ہمیں طیبہ کی سنگھانے کے لیے آ اے باد صبا ہم کو جلانے کے لیے آ
دو حصوں میں تقسیم ہوا حکم نبی پر اے چاند وہ شق سینہ دکھانے کے لیے آ
آقا کے اشارے پہ جو ڈوبا ہوا پلٹا اے مہر ہمیں حال سنانے کے لیے آ
بجر قدم ناز میں تو رویا تھا اک دن اے استن حثانہ ہنسانے کے لیے آ
اسرئی میں بنا حضرت احمد کی سواری براق، وہ کیا تھا یہ بتانے کے لیے آ
نقش قدم پاک کو سینے میں جگہ دی اے سنگ ہمیں موم بنانے کے لیے آ

کیا ہوگا مرا حال جو سرکار یہ کہہ دیں
نظمی ہمیں کچھ نعتیں سنانے کے لیے آ

رفعتِ مصطفیٰ ﷺ

جان ایمان ہے الفتِ مصطفیٰ ﷺ رب کا فرمان ہے حرمتِ مصطفیٰ ﷺ
ہوئی جابر کے گھر دعوتِ مصطفیٰ ﷺ ہر نوالے میں تھی برکتِ مصطفیٰ ﷺ
پاک قرآن میں ان کا ہی ذکر ہے جا بجا جا بجا مدحتِ مصطفیٰ ﷺ
عرش اعظم کے اس پار جس کا گذر لا مکاں تک رہی دعوتِ مصطفیٰ ﷺ
ان کی امت کو حاصل ہوئی برتری خیر امت ہوئی امتِ مصطفیٰ ﷺ
انبیاء کو بھی اذن شفاعت نہیں حق شفاعت کا ہے دولتِ مصطفیٰ ﷺ
نور سے ان کے آدم کو دم مل گیا پائی کونین نے نعمتِ مصطفیٰ ﷺ
جن کی توہین کو کفر رب نے کہا فرض عالم پہ ہے عظمتِ مصطفیٰ ﷺ
نظمی کہتے رہو مصطفیٰ ﷺ مصطفیٰ ﷺ
ہوگی تم کو عطا قربتِ مصطفیٰ ﷺ

عرفانِ مصطفیٰ ﷺ

راحت فزا ہے سایہ دامانِ مصطفیٰ ﷺ رحمت کا آبشار ہیں چشمانِ مصطفیٰ ﷺ
 ہوتی ہے نور ہی سے ہمیں نور کی شناخت عرفانِ کردگار ہے عرفانِ مصطفیٰ ﷺ
 حیوان سے بنایا ہے انسان باخدا ہم عاصیوں یہ ہے یہی احسانِ مصطفیٰ ﷺ
 سروِ چمن علی ہیں تو ہیں فاطمہ کلی سبطینِ پاک ہیں گلِ بستانِ مصطفیٰ ﷺ
 حضرت عتیق اور عمر عثمان اور علی ہیں چار عینِ خاصہ خاصانِ مصطفیٰ ﷺ
 ایمان سے ملی جنہیں نسبت رسول کی شاہوں کے حکم راں ہیں غلامانِ مصطفیٰ ﷺ
 مارہرہ کو لہی تو آباد رکھ سدا پھولا پھولا رہے چمنستانِ مصطفیٰ ﷺ
 منکر نکیر قبر میں پوچھیں گے جب سوال کہہ دوں گا میں ہوں نظمی ثنا خوانِ مصطفیٰ ﷺ

گلستانِ مصطفیٰ ﷺ

سجدہ گاہِ قلبِ مومن آستانِ مصطفیٰ ﷺ
 باعثِ ایجادِ خلقت، سرِّ وحدت، ظلِ رب جانِ رحمت قاسمِ نعمت حبیبِ کبریا
 آیہِ تطہیر جس کی شان میں نازل ہوئی حضرت آدم کو ان کے نور سے برکت ملی
 عاشقانِ مصطفیٰ ﷺ پر ہے کرمِ اللہ کا بے اجازت جبرئیل اندر کبھی آتے نہ تھے
 یاں پلک جھپکی نہیں معراجِ کامل ہو گئی یوں پلک جھپکی نہیں معراجِ کامل ہو گئی
 مصطفیٰ ﷺ کے علم کو شیطان سے کم تر کہے نجدیا تجھ کو غرض کیا محفلِ میلاد سے
 انبیا تک جس کے سائے کے لیے بے تاب ہوں باپ ہیں میرے علی مرتضیٰ مشکل کشا
 کل کو جب میزان پر اعمال تولے جائیں گے دین کی تشہیر بھی ہوتی ہے کیا شمشیر سے؟
 اپنے ناموں سے دیا اللہ نے ان کو شرف ان کو نبیوں میں ملا سردار و سید کا لقب
 حضرت صدیق و فاروق و غنی مشکل کشا نعتِ احمد سر بسر قرآن کا ایک ایک ورق
 افتخارِ نور و نکہتِ گلستانِ مصطفیٰ ﷺ
 احمد و محمود و حامد نام و شانِ مصطفیٰ ﷺ
 ترجمانِ کلمہ وحدتِ لسانِ مصطفیٰ ﷺ
 نوری پیکر میں ڈھلا ہے خاندانِ مصطفیٰ ﷺ
 انبیا سے کوئی پوچھے عزّ و شانِ مصطفیٰ ﷺ
 جلتے رہتے ہیں جلیں گے دشمنانِ مصطفیٰ ﷺ
 عرش کو ہے رشک جس پر وہ مکانِ مصطفیٰ ﷺ
 عرشِ اعظم بن گیا تھا پائیدانِ مصطفیٰ ﷺ
 دیو بندی کو ملے گی کیا امانِ مصطفیٰ ﷺ
 رب کی سنت اس کو جانیں عاشقانِ مصطفیٰ ﷺ
 سب سے اونچا حشر میں ہوگا نشانِ مصطفیٰ ﷺ
 اور ماں ہیں فاطمہ یعنی کہ جانِ مصطفیٰ ﷺ
 مغفرت پا جائیں گے ہم خادمانِ مصطفیٰ ﷺ
 امن پر مبنی رہی ہے داستانِ مصطفیٰ ﷺ
 رفعت و عظمت نشان ہے ذکر و شانِ مصطفیٰ ﷺ
 ہر زمانے سے فزوں تر ہے زمانِ مصطفیٰ ﷺ
 تھے اسی ترتیب میں یہ دوستانِ مصطفیٰ ﷺ
 نظمِ عاصی کرے گا کیا بیانِ مصطفیٰ ﷺ

عشقی و عینی و نوری کا تجھے صدقہ ملا
 تُو بھی نظمی کہہ لے خود کو نعتِ خوانِ مصطفیٰ ﷺ

دعا

زیارتِ مکہ

بچ منجدھار میں ہے میرا سفینہ یارب مجھ کو ساحل سے لگا بہر مدینہ یارب
میرے لب کھلتے ہی آمین فرشتے کہہ دیں دے مجھے ایسی دعاؤں کا قرینہ یارب
جس کو نجدی کے نجس ہات چرا ہی نہ سکیں حب احمد کا مجھے دے وہ خزینہ یارب
جس کی خوشبو پہ ہے سو جاں سے فدا مشک ختن مجھ کو اک بار سنگھا دے وہ پسینہ یارب
بادشاہوں سے بھی بڑھ جاؤں جو مل جائے مجھے تیرے محبوب کی الفت کا نگینہ یارب
جب سے لوٹا ہوں وطن دل کی عجب حالت ہے مجھ کو دکھلا دے پھر اک بار مدینہ یارب
تیری رحمت کا طلب گار ہے نظمی تیرا
کر عطا اس کو عبادات کا زینہ یارب

حج کے وہ منظر سہانے ہم کو یاد آئے بہت لوٹ کر اپنے وطن کو ہم تو پچھتائے بہت
بابِ ابراہیم سے کعبے کا منظر واہ واہ ہم تصور میں وہ لمحے اپنے بھر لائے بہت
ملتزم، میزابِ رحمت، سنگِ اسود اور حطیم ہر ادا کعبے کی میرے دل کو تڑپائے بہت
ہوں صفا مروہ کے چکر یا ہو کعبے کا طواف ہر قدم پر اپنی قسمت پر ہم اترائے بہت
سنگِ ابراہیم کے پیچھے نوافل بھی پڑھے اک اک سجدہ وہاں پر دل کو گرمائے بہت
نور سے معمور پر بت پر جو ہے غارِ حرا واقعہ اقرا یہاں آ کر کے یاد آئے بہت
مسجدِ نمرہ کی وسعت جبلِ رحمت کا جلال اور ستاٹا احد کا دل کو دہلائے بہت
ہر طرف آثارِ اسلامی کی درگت العیاذ نجدیوں نے خوں کے آنسو ہم کو رولوائے بہت

آب زمزم جب پیا تب پیٹ بھر بھر کر پیا
نظمی اپنی روح کو سیراب کر لائے بہت

رَشکِ جنت

طیبہ نگر کو جانا ہے باعثِ سعادت اک اک گلی وہاں کی واللہ رشکِ جنت
 ہر دم رخِ منور آنکھوں میں گھومتا ہے ہر سانس کر رہا ہوں قرآن کی تلاوت
 واللیل پیارے گیسو، وائٹس روئے زیبا نوری ہیں وہ سراپا نورانیت کی عزت
 حسنِ ملیح ایسا، لاہوتیت کا حامل اس حسن کی ضیا سے دونوں جہاں میں طلعت
 قرآن نے نبی کا ایسا ادب سکھایا آہستہ ان سے بولو ورنہ عملِ اکارت
 جن جالیوں کے پیچھے روضہ حضور کا ہے جنت بھی چاہتی ہے ان جالیوں سے برکت
 سرکارِ اب کرم ہو ہم عاصیوں کے اوپر ہیں آپ جانِ رحمت، ہیں آپ کانِ راحت

نظمی نے نعت گوئی سیکھی نہیں کسی سے
 گُن جن کے گا رہا ہوں یہ ہے انھیں کی رحمت

کمالِ حدیث

انسان کو انسان بناتی ہے حدیث پیغامِ شرافت کا سناتی ہے حدیث
 ایمان کی تفصیل سے احکامِ تک قرآن کا آئینہ دکھاتی ہے حدیث
 وہ نطق جو ہے وحیِ خدا کا حامل اس نطق کو الفاظ میں لاتی ہے حدیث
 سیرت کے چمن میں کھلے غنچوں کے طفیل خوشبوئے نبی ہم کو سنگھاتی ہے حدیث
 میثاقِ ازل ہو کہ ہو محشر کا بیاں پل پل کی خبر ہم کو سناتی ہے حدیث
 کچھ لوگ بنے پھرتے ہیں یاں اہل حدیث چہرے سے نقاب ان کے اٹھاتی ہے حدیث
 فرمانِ نبی پر جو عمل کرتے ہیں مرثدہ انھیں جنت کا سناتی ہے حدیث

□

گُن جن کے گا رہا ہوں یہ ہے انھیں کی رحمت
 ایماں کی نئی شمعیں جلاتی ہے حدیث

نورِ کبریا ﷺ

کس کو فرمایا خدا نے نور کا روشن سراج کس کو بخشا رب نے اٹھارہ ہزار عالم کا راج
کس کے صدقے چاند تاروں کو ملی ہے روشنی کس کے دم سے چل رہا ہے دو جہاں کا کام کاج
کس کے نور پاک کو سجدہ فرشتوں نے کیا پیش کرتے ہیں کسے سب انبیا اپنا خراج
ہاں وہ ہے ذات محمد یعنی نور کبریا جن کو پہنایا گیا ہے رحمت عالم کا تاج
دشمنوں کو بھی انھوں نے دی تھی دامن میں پناہ انکساری ان کی فطرت، حلم و رحم ان کا مزاج

نظمی تم کو ان کے قدموں میں جگہ مل جائے گر
تم سمجھ لینا کہ تم کو مل گیا راجوں کا راج

ایماں کی روح

نام احمد ہے خدا کے فضل سے ایماں کی روح رحمت ربِ علا ہے اس شہِ ذی شہاں کی روح
ہے دم عیسیٰ، یدِ موسیٰ میں شامل اس کا فیض حاملِ حسنِ محمد، یوسفِ کنعاں کی روح
وہ پسینہ جس سے نکھت مشک کو حاصل ہوئی ان کی خوشبو بن گئی ہے ہر گلِ خنداں کی روح
عالمِ اجسام پر قبضہ انھیں رب نے دیا حکم ہوا ان کا تو لوٹ آئے تن بے جاں کی روح
بائے بسم اللہ سے لے کر کے سینِ ناس تک ان کا ذکر پاک ہے ہر آیت قرآن کی روح

اس لیے نظمی پڑھا کرتا ہے میلادِ نبی
کانپ کانپ اٹھتی ہے ان کے نام سے شیطان کی روح

بارہویں تاریخ

خدا کا فضل ہے رحمت ہے بارہویں تاریخ
 جلیں وہ جن کے مقدر میں آگ لکھی ہے
 یہ روز و شب یہ مہ و سال جن کا صدقہ ہیں
 وہ صبح جب کہ حبیب خدا ہوئے پیدا
 خدا کے فضل سے ہم سنیوں کو پیاری ہے
 وہ رت جگے وہ نوافل، درود اور سلام
 ابو لہب کو سزا میں کمی ملے اس دن
 شفیع روز جزا جن کا وصف اقدس ہے
 شب ولادت احمد کی صبح کیا کہیے
 ہمیں تو نظمیں سکھایا یہی بزرگوں نے
 کہ سنیوں کی سعادت ہے بارہویں تاریخ
 یہ عید عیدوں سے بڑھ کر ہے بالیقین نظمیں
 ہمارے قلب کی راحت ہے بارہویں تاریخ

نشان نور خدا

حبیب رب علا محمد ﷺ نشان نور خدا محمد ﷺ
 دکھی دلوں کی صدا محمد ﷺ شفیع روز جزا محمد ﷺ
 وہی منزل وہی مدثر مراد شمس و ضحیٰ محمد ﷺ
 انھیں کے دم سے جہاں میں رونق بہار ارض و سما محمد ﷺ
 وہ دیکھو محشر میں ہر زباں پر بس ایک نعرہ ہے یا محمد ﷺ
 وہ جان عیسیٰ، وہ شان موسیٰ خلیل کی ہیں دعا محمد ﷺ
 خدا نے چاہا تو قبر میں ہم پڑھیں گے صلّ علیٰ محمد ﷺ

قلم رکھا نظمیں نے یہ کہہ کر
 خدائی کے ناخدا محمد ﷺ

جب بھی کوئی پوچھتا ہے اہل سنت کی سند کیوں نہ سمجھیں ہم مسلمان خود کو عالی مرتبت نفسی نفسی حشر میں ہوگا رسولوں کا جواب پل کے پل میں لامکاں کی سیر کر کے آگئے اتباعِ قول و فعل مصطفیٰ ہے بالیقین نقش کر لو نام احمد اپنے دل پر سیو خاندانِ مصطفیٰ کا مرتبہ کیا پوچھنا اس لیے پڑھتے ہیں ہم سنی کھڑے ہو کر سلام ہے الف مثل قیام حا ہے رکوع سجدہ ہے میم غوثِ اعظم مظہرِ شانِ نبی جانِ علی ہند میں ہیں سنیوں کے جتنے بھی دارالعلوم شیخ نجدی تم کو ہم کس طور سے اپنا کہیں جس کا چہرہ کھل اٹھے احمد رضا کے نام پر اس لیے نظمیں پڑھا کرتا ہے نعتِ مصطفیٰ مثل حسان اس کو بھی مل جائے قربت کی سند

عرش سے آتی ہے صدا صلیٰ علیٰ محمدِ شمس و قمر زمیں فلک رب نے بنائے کس لیے ان کے ہی نور سے ملا آدم کی روح کو قرار چشمِ زدن میں مشکلیں آسان ہو ہی جائیں گی اکمل ہیں وہ کمال میں، اجمل ہیں وہ جمال میں یومِ حساب امتیں قدموں پہ سر جھکائیں گی سامنے جس کے بیچ ہیں دونوں جہاں کی رفعتیں مجھ سے گناہ گار کو دامن میں وہ چھپائیں گے ان کے مزارِ پاک پر دن رات پڑھتے ہیں ملک میری نجات آپ کے فضل و کرم پہ منحصر نظمیں غلام آپ کا صلیٰ علیٰ محمد

حسام محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ہیں سب اہل سنت غلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کریں جاں کو قرباں بنام محمد صلی اللہ علیہ وسلم

رہ حق میں لڑ کر مروں آرزو ہے پیوں میں شہادت میں جام محمد صلی اللہ علیہ وسلم

مرے آقا مجھ پر کرم کی نظر ہو یہ کہتا ہے مولا غلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم

جو تفسیر والشمس و اللیل پڑھیے یہ صبح محمد وہ شام محمد صلی اللہ علیہ وسلم

وہابی نہیں کرتا تعظیم ان کی دکھاوے کو لیتا ہے نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ہزاروں اگر جانیں مل جائیں مجھ کو لٹا دوں میں ان کو بنام محمد صلی اللہ علیہ وسلم

خدا کی قسم یہ حقیقت ہے نظم کلام خدا ہے کلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم

نوٹ: یہ نعت میں نے غالباً بارہ سال کی عمر میں کہی تھی۔ حضور والد ماجد علیہ الرحمۃ والرضوان نے اس کی اصلاح فرمائی تھی۔ نظم

فترآن کا ماخذ

کس نے سمجھا قرآن کا ماخذ درحقیقت ہیں مصطفیٰ ماخذ

سورہ نجم میں بیاں کس کا کیا ہے شان نزول کیا ماخذ

مجدیو، قبل قرات قرآن دیکھو آیات کا ذرا ماخذ

اپنے جیسا بشر بتانے سے کیا بدل جائے گا بھلا ماخذ

دیکھیے تو کلام نظمیں میں
نعت مضمون ہے ثنا ماخذ

نعت شہ بطحا صلی اللہ علیہ وسلم

فخر دو عالم نور مجسم رحمت سے بھرپور
صلی اللہ علیہ وسلم ورد رہے ہر سانس
إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ قرآن کا اعلان
ثُمَّ ذَنَّا فَتَدَلَّى کا منصب کس کو حاصل
حضرت جابر کے گھر کی دعوت کی تھی کیا شان
میں نے در کعبہ سے لپٹ کر مانگی ایک دعا
شہر مدینہ میں ترے صدقے میں تیرے قربان
مکہ کی گلیاں جس کی مہک سے مہکیں صبح و شام
مسجد نبوی گنبد خضریٰ روضہ پاک حضور
آقا سورج تارے صحابہ کہکشاں آل نبی
یاں بھی ہیں جلتے واں بھی جلیں گے آقا کے دشمن

محشر میں نظمی کو بچانے آئیں گے نانا جان

میرے سر پر ہات رکھیں گے شفقت سے بھرپور

حبیب رب اکبر صلی اللہ علیہ وسلم

نبیوں کے سردار حبیب رب اکبر
شان ہے جن کی انا اعطینک الکوثر
سب سے اعلیٰ سب سے اولیٰ نبی ہمارے
رحمت عالم، نور مجسم، شافع محشر
ان کی حیات پاک کے یہ سب آئینے تھے
حضرات صدیق و عمر، عثمان و حیدر
محشر میں بس انھی کے ہاتوں پیاس بجھے گی
انھی کو رب نے عطا کیا ہے حوض کوثر
کتب سماوی دیتی رہی ہیں ان کی بشارت
خبر انھی کی لاتے رہے سارے پیغمبر
انھی کی نسل پاک کی نورانی کڑیاں تھیں
فاطمۃ الزہرا و علی، شبیر و شہر

قرآن ان کا سب سے بڑا اعجاز ہے نظمی

وحی الہی جس کی صورت اتری ان پر

تربت کا لمحہ

ارضِ جنت کون دیکھے ارضِ طیبہ دیکھ کر
 رک گئے جبریل جب میقات سدرہ دیکھ کر
 یا محمد اذْفَعْ زاسک جب خدا فرمائے گا
 نجد یا پچھتائے گا تو ان شاء اللہ حشر میں
 حضرت جابر کا ایماں اور پختہ ہو گیا
 بن کے شمشیر مجسم ابن خطاب آئے تھے
 آیا تھا شیطان، پر مایوس ہو کر چل دیا
 کعبے سے پوچھا کہ تیرا بھی کوئی قبلہ ہوا
 مجھ کو جیتے جی زمیں پر لطف جنت مل گیا
 رشک سے جھو میں گے سارے انبیا محشر کے دن
 مجھ کو جنت خود بلائے گی، یہی امید ہے
 زائرِ راہِ مدینہ تجھ کو کچھ معلوم ہے
 سید الشہدا لقب جن کو ملا سرکار سے
 نعت گوئیِ نظمی نے سیکھی حسان الہند سے
 نعت کہتے تھے بریلی میں جو طیبہ دیکھ کر

مراد ہیں امام عشق و محبت مجدد دین و ملت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

کب تک؟

کب تک رہوں مرے خدا کوئے نبی سے دور دور
 کب تک گزاروں زندگی، میں زندگی سے دور دور
 طیبہ سے دوریاں مجھے برداشت کیسے ہو سکیں
 ایک ایک پل برا لگے ان کی گلی سے دور دور
 میری حیات و موت ہے عشقِ نبی پہ منحصر
 کیسے رہوں تمھی کہو اس عاشقی سے دور دور
 رکھتا ہے دل میں بغض جو خلفائے راشدین سے
 وہ ہے خبیث رافضی، مولا علی سے دور دور
 شیطان کے مرید کی پہچان ایک یہ بھی ہے
 درگاہوں سے پرے پرے، غوثِ دہلی سے دور دور
 میری ہر ایک سانس میں ذکرِ شہِ عرب رہے
 رکھنا مرے خدا مجھے شر سے بدی سے دور دور
 ہم نے تو کچھ کہا نہیں ہم نے تو کچھ کیا نہیں
 کچھ لوگ یوں ہی ہو گئے اپنی خوشی سے دور دور

نظمی ہر ایک کام میں مرشد کا اپنے نام لو
 ہر کام اس طرح رہے بے برکتی سے دور دور

حِبانِ ایماں

جانِ ایماں ہے شہدیں کی عداوت سے گریز باعثِ قہرِ خدا ہے ان کی سنّت سے گریز
 آڑ میں تبلیغ کی پرچارِ نجدیت کا ہے اس لیے ہم کو ہے تبلیغی جماعت سے گریز
 جو رسول اللہ کی قدرت پہ شک ظاہر کرے ہم پہ لازم ہے کریں ایسے کی صحبت سے گریز
 احمد مختار کو کہتا ہے معمولی بشر دیو کے بندے کو ہے ان کی شفاعت سے گریز
 عیدِ میلاد النبی کو شرک و بدعت لکھ دیا جانے کیوں نجدی کو ہے ذکرِ ولادت سے گریز
 صاحبِ سبعِ سنابل ☆ نے سکھایا ہے یہی ہر ولی کرتا ہے اظہارِ کرامت سے گریز
 ☆ یعنی میر عبد الواحد بلگرامی قدس سرہ ہو زباں شیریں تو کیا مشکل ہے تسخیرِ قلوب سنّتِ نبوی ہے استعمالِ طاقت سے گریز
 ہے کلام اللہ میں اظہارِ شانِ مصطفیٰ نجدیو کیوں ہے تمہیں قرآن کی آیت سے گریز
 عشقِ محبوبِ خدا ہو جس کے دل میں جا گزیریں کیوں نہ ہو نظمی اسے دنیا کی دولت سے گریز
 جو نبی کے علم کو شیطان سے کم تر کہے
 نظمی کرنا چاہیے ایسے کی صحبت سے گریز

کتابِ اصول

منشا مرا بیانِ حیاتِ رسول بس مقصد مرا رضائے خدا کا حصول بس
 پروانہ کو ہے شمع تو بھنورے کو پھول بس عاشق کو نعلِ سیدِ عالم کی دھول بس
 اللہ نے حبیب کا خود ہی کیا دفاع کوثر کی پڑھ کے دیکھیے شانِ نزول بس
 نعتِ رسول پاک ہے اس کا ورق ورق ظاہر میں ہے قرآن کتابِ اصول بس
 چوما تھا ایک روز عمامہ رسول کا جنت میں جائے گا وہی خارِ ببول بس
 یوں تو چمن میں اور بھی غنچے کئی کھلے نکہت فزا ہیں فاطمہ زہرا کے پھول بس
 ہم جس دعا کے اول و آخر پڑھیں درود حاصل اسی دعا کو ہو شرفِ قبول بس
 دینِ محمدی میں نئی روح پھونک دی مشہور ہے شہادتِ سبطِ رسول بس
 ہیرے جواہرات زر و مال کچھ نہیں احمد رضا کو بیعتِ آلِ رسول بس
 مل جائے کاش نظمی کو حستان کی زباں
 پڑھتا رہے ہمیشہ ثنائے رسول بس

فترآں کی اساس

نکبت عرق محمد ہے گلستاں کی اساس طلعت نور محمد ماہ تاباں کی اساس
 روئے زیبائے محمد حسن کنعاں کی اساس نقش پائے مصطفیٰ مہر درخشاں کی اساس
 نعت احمد سر بسر آیات قرآن کی اساس اور ذکر مصطفیٰ ہے ہر مسلمان کی اساس
 سید الابرار کی ہر ہر ادا پر ہوں نثار یہ تھی صدیق و علی، فاروق و عثمان کی اساس
 نوری و ناری و خاکی میں نہ ان جیسا کوئی ذات محبوب خدا ہے نفی امکاں کی اساس
 ان کی سیرت پر عمل کرنا ہی بس ایمان ہے قول و فعل مصطفیٰ ہے ہر مسلمان کی اساس

ہم نے اپنے مرشدوں سے نظمیں سیکھا ہے یہی
 الفت شاپِ مدینہ دین و ایماں کی اساس

رحمت کی بارش

ملے ہم کو رب کی عنایت کی بارش وہابی پہ نجدی پہ لعنت کی بارش
 چلو پاک ہو لیں گناہوں کو دھو لیں مدینے میں ہوتی ہے رحمت کی بارش
 نہ آدم کریں گے نہ عیسیٰ کریں گے محمد کریں گے شفاعت کی بارش
 یہ اعجاز آقا کی صحبت کا دیکھا ابوبکر پر تھی صداقت کی بارش
 عمر لے کے آئے تھے شمشیر عریاں گئے لے کے ایماں کی دولت کی بارش
 نبی کی دعا کا کرشمہ تھے عثمان ہوئی جن پہ جود و سخاوت کی بارش
 ’میں جس کا ہوں مولیٰ علی اس کا مولیٰ‘ حدیث نبی ہے ولایت کی بارش
 ولی دیکھنا ہو تو اجیر آؤ وہاں جا کے دیکھو کرامت کی بارش
 ہے فیض رضا نظمیں تیرے قلم پر
 کیے جا یوں ہی نعت و مدحت کی بارش

مدحت فنزوں کی تلاش

ہزار بار مرے دل نے کی سکوں کی تلاش ہوئی مدینے میں پوری مرے جنوں کی تلاش
عقیق عمر علی عثمان کے دل جو بدلے تھے قریش کو رہی برسوں اسی فسوں کی تلاش
بدن بلال کا پگھلا نہ تپتے پتھر پر عقیدتو! کرو اس جذبہ دروں کی تلاش
نبی بدلتا رہا قلب و روح کی دنیا زمانہ کرتا رہا کیسے اور کیوں کی تلاش
حسین آج بھی زندہ ہیں، ان کا موقف بھی یزیدیوں کو ہے اب تک نبی کے خوں کی تلاش
نبی کے در پہ تھا جو سر جھکائے استاد ہے نجدیوں کو اسی شخص سرنگوں کی تلاش

قلم کبھی نہ ہو محصور آپ کا نظمی
ہمیشہ جاری رہے مدحت فنزوں کی تلاش

عشق صادق

بحر و بر، برگ و شجر، پانی و پتھر خاموش روبرو آقا کے عالم ہیں سراسر خاموش
ابن خطاب تو نکلے تھے کہ سر لے آئیں اک نظر آقا کی، اور ہو گئے تیور خاموش
پیالہ بھر پانی میں انگشت مبارک کا کمال برکتیں دیکھ کے رہ جائیں سمندر خاموش
تاب خورشید کہاں اور کہاں ان کے رخسار مسکرا دیں تو ہو مہتاب منور خاموش
حرم مکہ میں جس وقت طواف ہوتا ہے سینے سینے وہ ترنم ذرا رہ کر خاموش
عشق صادق ہے تو آقا کی ثنا گائیں گے رہ نہ پائیں گے عقیدت کے کبوتر خاموش
بخشوانے وہ غلاموں کو ضرور آئیں گے مصطفیٰ رہ نہیں سکتے سر محشر خاموش
گدڑی پہنے ہوئے اللہ کے سپاہی نکلے جن کی ہیبت سے ہوئے روم کے لشکر خاموش
سبز پوشوں کی صفوں میں وہی اوّل ٹھہرے رعب لاہوتی کے آگے ہیں دلاور خاموش
فیض ہے کلک رضا کا یہ ہے مرشد کا کرم
نظمی کی نعتیں سنیں رہ کے سخنور خاموش

جوہرِ اخلاص

جتنے اوصاف ہیں ان سب سے ہے برتر اخلاص ہم نے سیکھا ہے کہ ہے جنگ سے بہتر اخلاص
 ہم نے اخلاص کو ایمان کا جزو سمجھا تھا سچ تو یہ ہے کہ ہے ایمان کا جوہر اخلاص
 کس کی آواز میں پیدا ہوئی تاثیر بلال چاہیے اس کے لیے قلب کے اندر اخلاص
 ایک پہچان یہ مومن کی بتاتی ہے حدیث وہ جو محبوب رکھے جاں کے برابر اخلاص
 شاپِ بطحا کی احادیث سے یہ ثابت ہے دین احمد کا ہے پیغام سراسر اخلاص

ہم کو بتلاتی ہے نظمیں یہ صحابہ کی حیات
 سارے اوصاف حمیدہ کا ہے مظہر اخلاص

جمالِ عارض

مہ و خورشید ہیں قربان جمالِ عارض مرحبا صلِّ علی شان کمالِ عارض
 ہم نے جب بھی رخِ انور کا تصور باندھا پائی قرآن کی سورت میں مثالِ عارض
 صدقہ نور محمد ہے وجودِ عالم حسنِ عالم ہے رہینِ خد و خالِ عارض
 اور کیا چاہیے اس حسنِ محمد کا ثبوت رب بیاں کرتا ہے قرآن میں مثالِ عارض
 عیدِ ایمان کی بشارت ہے ہر اک مومن کو فلکِ رخ پہ مزین ہے ہلالِ عارض
 منبع نور سراسر ہے جبینِ اقدس اور آئینہ طلعت ہے جمالِ عارض
 مطلعِ نظم جہاں ہے رخِ انور ان کا حسنِ مطلع کو مناسب ہے مثالِ عارض
 جو بھی سنتا ہے وہ کہتا ہے بس اک بات کہ ہاں
 نظمیں کرتا ہے بیاں خوب ہی حالِ عارض

اے خدا ہند میں رکھنا مرا ایماں محفوظ خار کے بیچ ہو جیسے گل خنداں محفوظ
اس کی آیات میں تحریف نہیں ہو سکتی رب کا وعدہ ہے رہے گا یوں ہی قرآن محفوظ
آج کے دور میں اچھائی کی باتیں صاحب ہے غنیمت کہ رہے آپ کا ایماں محفوظ
التجا رب سے یہی ہے کہ رہیں محشر تک سارے آلام و مصائب سے مسلمان محفوظ
جب تلک آئے نہ اچھائی برائی کی تمیز کیسے رہ سکتا ہے انسان کا ایماں محفوظ
رب کی حکمت کے بنا ہل نہیں سکتا پتا اس کی مرضی تھی رہے یوسف کنعاں محفوظ

نعت کے بارے میں پوچھا تو یہ نظم نے کہا
اس سے رہتی ہے مری جاں مرا ایماں محفوظ

کعبہ کے در کے سامنے مانگی ہے یہ دعا فقط ہاتوں میں حشر تک رہے دامنِ مصطفیٰ فقط
اپنے کرم سے اے خدا عشق رسول کر عطا آخری دم زباں پہ ہو صلّ علیٰ صدا فقط
طیبہ کی سیر کو چلیں قدموں میں انکے جان دیں دفن ہوں ان کے شہر میں ہے یہی التجا فقط
یوں تو ہر اک نبی ولی رب کے حضور ہے شفیع شافع روز حشر کا ہم کو ہے آسرا فقط
معراج کا شرف ملا یوں تو ہر اک رسول کو عرش سے آگے جا سکے احمد مجتبیٰ فقط
نور محمدی سے ہی کون و مکاں کو ہے ثبات مطلوب کائنات ہے محبوب کبریا فقط
دنیا کی ساری نعمتیں میری نظر میں ہیچ ہوں رکھنے کو سر پہ گر ملیں نعلینِ مصطفیٰ فقط
صَلِّ عَلَیْ نَبِیْنَا، صَلِّ عَلَیْ مُحَمَّدٍ حشر کے روز ہر زباں پر ہو یہی صدا فقط
منکر نکیر قبر میں ہم سے سوال جب کریں ایسے میں ورد ہم رکھیں آپ کے نام کا فقط
نزع کے وقت جب مری سانسوں میں انتشار ہو میری نظر کے سامنے گنبد ہو وہ ہرا فقط
دن رات میرے سامنے تذکرہ حبیب ہو مجھ سے مریض عشق کی ہے یہی اک دوا فقط
شمس و قمر شجر حجر حورو ملک زمیں فلک انسان و جن سبھی میں ہیں انوارِ مصطفیٰ فقط
اَرِنِی کی آرزو رہی سیدنا کلیم کو دیدار رب کا کر سکے سردارِ انبیا فقط
خاتمِ مرسلین کی ذات بھی کیا عجیب ہے لازم ہے انبیا کو بھی ان کی ہی اقتدا فقط
نعت رسول پاک ہے نظم کا مقصد حیات نعت میں بھی لبوں پہ ہو سرکار کی ثنا فقط

نوری شعاع

بارہ ربیع الاول کے دن اتری جولاہوتی شعاع آدم سے ایں دم تک سب کو فیض رساں وہ نوری شعاع
اقرا کے عنوان سے کل جو غار حرا پر چمکی تھی آج اسلام کا سورج بن کر چھائی ہے وہ پہلی شعاع
آئے تھے خطاب کے بیٹے سر لینے شمشیر بکف اپنا سب کچھ دے بیٹھے جیسے ہی پڑی رحمت کی شعاع
عرش سے آگے منزل کرنا عام بشر کا کام نہیں نور ازل میں گم ہونے کو پہنچی تھی وہ نوری شعاع
لات و منات و ہبل و عزیٰ پل میں سجدہ ریز ہوئے جاء الحق و زهق الباطل کی چمکی توحیدی شعاع

رحمتِ عالم نے نظمیں دنیا کو جینا سکھلایا
امن و اخوت کی کرنیں لے کر آئی قرآنی شعاع

شفاعت کا چراغ

مصطفیٰ روشن کریں گے جب شفاعت کا چراغ بجھتے بجھتے پھر سنور جائے گا امت کا چراغ
بت پرستی کا اندھیرا تھا عرب میں چار سو روشنی توحید کی لایا نبوت کا چراغ
صدق دل سے جس نے کی تصدیق قول مصطفیٰ ہاں وہی بو بکر کہلائے صداقت کا چراغ
حضرت فاروق کو تھا امتیاز نیک و بد رب نے بخشا ان کو انصاف و عدالت کا چراغ
جن کو ذی النورین کہتے ہیں غنی جن کا لقب ہیں سراپا حضرت عثمان سخاوت کا چراغ
فاتح خیبر علی شیر خدا مشکل کشا جن کے کنبے میں ہوا روشن ولایت کا چراغ
غوث اعظم مظہر شان رسول اللہ ہیں قدرت حق سے ملا ان کو کرامت کا چراغ
فیض مارہرہ الہی تا ابد جاری رہے سنیوں کو روشنی دے شاپِ برکت کا چراغ
مسلک احمد رضا یوں ہی پھلے پھولے سدا ظلمت بدعت مٹائے اعلیٰ حضرت کا چراغ
جس میں ڈالا سید العلمائے اپنا پاک خوں تا ابد روشن رہے سنی جماعت کا چراغ
نعت احمد نظمیں عاصی یوں ہی پڑھتا رہے
قلب میں روشن رہے آقا کی الفت کا چراغ

دل کا قبلہ

چل پڑا ہے قافلہ پھر سے مدینے کی طرف دل کا قبلہ کر لیا ہے ان کے روضے کی طرف
حشر میں اذنِ شفاعتِ مصطفیٰ کو ہے ملا تک رہی ہیں اُمّتیں آقا کے چہرے کی طرف
ناز برداری خدا کرتا ہے یوں محبوب کی سمتِ قبلہ پھیر دی اقصیٰ سے کعبے کی طرف
ہم کو کافی ہے سہارا احمدِ مختار کا بات پھیلائیں بھلا کیوں ایسے ویسے کی طرف

کب سے نظمی آپ کے در پڑا ہے اے حضور
اک نظر رحمت کی ہو اس اندھے شیشے کی طرف

سرخوشی ہر طرف

منتظرِ دونوں عالم تھے جن کے لیے آئے وہ اور پھیلی خوشی ہر طرف
ان کے آتے ہی ظلمت کے بادل چھٹے، چھائی توحید کی روشنی ہر طرف
آئے جبریل نوری سواری لیے لامکاں کی طرف مصطفیٰ چل دیے
فرش سے عرش تک نور ہی نور تھا دونوں عالم میں تھی سرخوشی ہر طرف
نور کیسا وہ غار حرا سے چلا، آج تک جس کی نورانیت کم نہیں
کتنے سینوں میں وہ نور محفوظ ہے چھن رہی ہے وہی روشنی ہر طرف
تاجدارِ مدینہ چلے بدر کو تین سو تیرہ نوری سپاہی لیے
اترے جبریل ملکوتی لشکر لیے، کھل اٹھی فتح کی چاندنی ہر طرف
جب احد میں مرے آقا زخمی ہوئے کھلبلی مچ گئی سارے اصحاب میں
چاند طیبہ کا پل بھر کو کیا چھپ گیا، چھا گئی تھی فضا ماتمی ہر طرف
یہ لعابِ نبی کا ہی اعجاز تھا دکھتی آنکھیں علی کی بھلی ہو گئیں
بابِ خیر اکھاڑا بچشمِ زدن، گونج اٹھا نعرہ حیدری ہر طرف
سبز گنبد کی رعنائیاں کیا کہوں، منبعِ نور ہے قبلہ اہل دل
یاں وہ آرام فرما ہیں جن کے لیے رب نے تخلیق کی زندگی ہر طرف
عرسِ سید میاں کا وہ شہرہ ہوا، اس قدر رعبِ برکاتیت کا پڑا
سارے دشمن پریشان و حیران ہیں، ان کے حلقوں میں ہے کھلبلی ہر طرف
نظمی تیرے لیے نعتِ نعمت بنی یہ بھی میمِ محمد کا اعجاز ہے
نور و نکہت کا حامل ہے تیرا قلم، کر رہا ہے جو ذکرِ نبی ہر طرف

تذکرہ افق افق

یہ کس کا ذکر ہو رہا ہے فرش و عرش افق افق یہ کس کے نور سے چمک دک رہے شفق شفق
یہ کس نے مردہ قوم کو بشارت حیات دی یہ کس نے ترکیا ہے زندگی کا خشک تر حلق
وہ مصطفیٰ وہ مجتبیٰ، وہی حبیب کبریا کہ جن کے اتباع کا رسولوں کو ملا سبق
انہی کے نور کی شناخت ہیں زمین و آسماں انہی کی ذات کا ظہور مہر و ماہ فلق فلق

خدائی ساری نظمیں ان کے نام پر فدا ہوئی
انہی کے در کی بھیک پر ہے منحصر خَلْق خَلْق

نور محمد کی چمک

نعت شان مصطفیٰ ہے شغل ہر جن و ملک بہر تعظیم محمد سر جھکاتا ہے فلک
چاند تاروں کو ملی نور محمد کی چمک مشک و گل نے پائی ہے گیسوئے احمد کی مہک
اے خدا عشق محمد سے ہمیں سرشار رکھ بات میں تھامے رہیں ہم ان کا دامن حشر تک
ناز ہم کرتے رہیں گے اپنی قسمت پر سدا یا الہی پھر دکھا دے سبز گنبد کی جھلک
خواب ہی میں چہرہ انور دکھا دیجے حضور یا رسول اللہ رہیں محروم آخر کب تک

شرک و بدعت شرک و بدعت کوئی بکتا ہی رہے
نظمی پڑھتا ہی رہے گا نعت احمد بے جھجک

رسائی میری اگر ہوگئی مدینے تک پہنچ ہی جاؤں گا قرب خدا کے زینے تک
 احد کو پانے میں احمد کا عشق لازم ہے پہنچ سکیں گے تبھی معرفت کے زینے تک
 کیے بڑے بڑے دعوے گلاب و عنبر نے نہ پہنچی مشک بھی سرکار کے پسینے تک
 بس ایک بار ہی دیکھا ہے گنبد خضریٰ رہے گا کیف وہی ساری عمر جینے تک
 ہمیں یقین ہے کہ روحانیت کی ایک سرنگ براہ راست ہے مارہرہ سے مدینے تک
 انھیں جو خواب میں دیکھا تو خود کو بھول گئے ق رہا نہ ہوش ہمیں پھر کئی مہینے تک
 پھر ایک دن ہوئی ان کی ہی اک نگاہ کرم درود لایا ہمیں ہوش کے قرینے تک
 بس اب تو ساقی کوثر سے لو لگائی ہے کبھی تو آئے گا اک جام مجھ کمینے تک
 بھنور میں ہوں مگر آقا کے فضل پر شاکر کنارے خود ہی چلے آئیں گے سفینے تک
 تمہارا عشق ہے صادق اگر تو اے نظمی
 پہنچ ہی جاؤ گے ایک بار پھر مدینے تک

۴ یہ شعر میں نے اپنے پہلے سفر حج کے بعد کہے تھے۔ اللہ کا شکر ہے کہ اس کے بعد دو حج اور کیے اور ایک
 عمرہ جس کے دوران زیارت عراق و شام و بیت المقدس بھی شامل تھی۔ رمضان کے آخری عشرے کے عمرے کی
 سعادت بھی نظمی کو نصیب ہوئی۔
 نظمی۔

یہ کس کا تذکرہ عرشِ علا تک یہ چرچا کس کا ہے تحت الثریٰ تک
 نبی ہیں اور بھی معراج والے محمد کی پہنچ قصر دنا تک
 مکان آمنہ میں چاند اترے منور ہو گئے ارض و سما تک
 مرے آقا کی ایسی حکمرانی کھڑے ہیں سر خمیدہ بادشاہ تک
 یہ کس کی انگلیوں سے چشمے جاری یہ کس کا ہات پہنچا ہے شفا تک
 نبی کی آل کی قربانیوں پر ہے شاہد سرزمین کربلا تک
 ادا وہ اک عبادت بن گئی ہے جو ماں دوڑی تھی مروہ سے صفا تک
 شہید کربلا کی وہ کہانی ابھی پہنچی نہیں ہے انتہا تک
 جو خود کو کہتے ہیں اللہ والا انھیں پہنچایا کس نے کبریا تک
 وسیلے بن خدا تک جا پہنچنا ! ارے پہنچو تو پہلے مصطفیٰ تک
 ہیں میرے ایک مرشد شاپ جیلاں مرا اک سلسلہ خواجہ پیا تک
 کھڑے ہیں راہ رو کے اشک نظمی

لبوں سے لے کے حرف مدعا تک

صبح شب ولادت

صبح شب ولادت بارہ ربیع الاول
ایمان کی علامت بارہ ربیع الاول
مضرب ساز وحدت بارہ ربیع الاول
دریائے خیر و برکت بارہ ربیع الاول
آغاز دین فطرت بارہ ربیع الاول
ایمان کی زیب و زینت بارہ ربیع الاول
مقیاس اہل سنت بارہ ربیع الاول
سرچشمہ شریعت بارہ ربیع الاول
سنی کے دل کی دولت بارہ ربیع الاول
پیغام امن و وحدت بارہ ربیع الاول
ہے روز نور و نکہت بارہ ربیع الاول
عیدیں ہزار قرباں اس ایک دن پہ نظمی
ہے روز صد سعادت بارہ ربیع الاول

رُخ انور کے طفیل

مصطفیٰ صلی علی سید و سرور کے طفیل
دیں کے اعدا پہ مرے رب مجھے غالب رکھنا
فتح و نصرت دے مجھے فاتح خیر کے طفیل
کیوں نہ ہم روضہ سرکار کی تعظیم کریں
معرفت حق کی ہوئی ہے ہمیں اس در کے طفیل
ہیں گنہگار مگر اتنا یقین ہے ہم کو
یوں تو ساقی تھے کئی میکدہ وحدت میں
تشنگی دور ہوئی ساقی کوثر کے طفیل

نظمی قرآن کی تفسیر بتاتی ہے کہ ہے
روشنی شمس و قمر میں رخ انور کے طفیل

سجی نعت کی محفل

نوٹ: میرے اندازے کے مطابق یہ نعت دنیا کی سب سے لمبی بحر کی نعت ہے۔

کیا ہوا آج کہ خوشبوسی ہوا میں ہے تجلی سی فضا میں ہے مہکتی ہوئی گلیاں ہیں چمکتی ہوئی کلیاں ہیں چمن
کیف میں جھومے ہے فلک وجد میں گھومے ہے سجی آج یقیناً کہیں پھر نعت کی محفل
نکھتیں لیتی ہیں انگڑائیاں چو طرفہ ہیں رعنائیاں قدسی کی قطاریں ہیں درودوں کی بہاریں ہیں سماں
برکتوں والا ہے اجالا ہی اجالا ہے کہ سرشار ہے آقا کی محبت میں ہر اک روح ہر اک دل

رب نے سرکار کو ہر چیز میں کثرت سے نوازا ہے کلام ان پہ اتارا ہے شفع ان کو بنایا ہے رسولوں کے وہ
خاتم ہیں مکرم ہیں معظم ہیں قیامت کی گھڑی میں وہ امیدوں بھری ہر ایک کی منزل
رب کی رحمت کے وہ ضامن ہیں بڑے ان کے محاسن ہیں وہ سرکار دو عالم ہیں دکھی دل کی وہ راحت ہیں
گنہگاروں کے یاد رہیں اسیروں کے محافظ ہیں وہ طوفان حوادث کے بھنور میں ہیں ہر اک ناؤ کے ساحل

زندگی ان کے ہی دم سے ہے جہاں ان کے کرم سے ہے وہی باعث خلقت ہیں وہ ماذون شفاعت ہیں
وہ گنجینہ رحمت ہیں جہاں والوں کے ہر کام میں ان کا ہی کرم رہتا ہے شامل
مصحف پاک میں نعت ان کی خصوصی ہیں صفات ان کی رسولوں کے وہ سرور ہیں ہر اک جنس سے برتر
ہیں منور ہیں معطر ہیں دو عالم کے وہ محور ہیں وہ مخلوق خدا کی ہر اک امید کے حاصل

ان کے گن گائے ہیں نبیوں نے صحیفوں میں بیاں ان کا زمیں والوں میں ذکر ان کا فلک والوں میں نعت
ان کی انھیں رب نے سراہا ہے کہ محبوب بنایا شب معراج بلایا ہیں سبھی عظمتیں ہیچ ان کے مقابل

ان کے قدموں کا یہ صدقہ ہے دو عالم میں جو بٹتا ہے زمانے کو جو ملتا ہے زباں دانی انھیں کی ہے جہاں
بانی انھیں کی ہے وہی جود و سخا والے عطا والے نبی سارے انھیں کے در اقدس کے ہیں سائل

عرش سے فرش تلک ان کا ہی چرچا ہے ہر اک لب پہ ثنائی کی شجر ہو کہ حجر برگ و ثمر شمس و قمر خشکی و تر سب
میں ہے نور ان کا ہر اک شے میں ظہور ان کا وہی رب کی عطا سے ہیں ہر اوصاف کے حامل
فیض نظمی پہ رضا کا ہے کلام اس کا مسجع ہے مقفیٰ ہے مرصع ہے سبھی کرتے ہیں حیرت کہ سخن کا یہ سلیقہ کہاں
سیکھا کہ سنخور صف اول کے ترے فن تری ندرت تری مشاقی کے قائل

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یکون
فی آخر الزمان دجالون کذابون یا تو نکم من الاحادیث بما لم تسبعوا
انتم ولا آباؤکم فایاکم وایاہم لا یضلونکم ولا یفتنونکم یعنی آخری
زمانہ میں ایک گروہ فریب دینے والوں اور جھوٹ بولنے والوں کا ہوگا وہ تمہارے سامنے ایسی
باتیں لائیں گے جنہیں تم نے کبھی نہ سنا ہوگا نہ تمہارے باپ دادا نے۔ تو ایسے لوگوں سے بچو اور
انھیں اپنے قریب نہ آنے دو تا کہ وہ تمہیں گمراہ نہ کریں اور نہ فتنہ میں ڈالیں۔ (رواہ مسلم)

حریم بزم رسالت

کان کرامت شان شفاعت صلی اللہ علیہ وسلم
رمز حیات و کنز خلقت صلی اللہ علیہ وسلم
وہ ہی حریم بزم رسالت صلی اللہ علیہ وسلم
عرش اور فرش میں ان کی شہرت صلی اللہ علیہ وسلم
وہ ہی ستون قصر نبوت صلی اللہ علیہ وسلم
نعل مقدس عرش کی زینت صلی اللہ علیہ وسلم
ہر لب گل پر چرچا ان کا دشت و صحرا ذکر انھی کا
ان کی مدحت رب کی سنت ان کی محبت اصل عبادت
صدق و عدل و مروت پر ہے ان کے ہی قدموں کا اجارہ
امیں ساری روز محشر آپ ہی کی خدمت میں حاضر
مظہر شان قدرت صلی اللہ علیہ وسلم
مصدر ایمان جان عبادت صلی اللہ علیہ وسلم
وہ ہی نشان ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم
گلشن گلشن ان کی نکہت صلی اللہ علیہ وسلم
وہ ہی علیم سر وحدت صلی اللہ علیہ وسلم
میر سیاحت صاحب رفعت صلی اللہ علیہ وسلم
ہر جا ہر سو ان کی شہرت صلی اللہ علیہ وسلم
اسم گرامی قلب کی راحت صلی اللہ علیہ وسلم
منبع رحم و جود و سخاوت صلی اللہ علیہ وسلم
آپ ہی ہیں مازون شفاعت صلی اللہ علیہ وسلم

نظمی تیری ساری کلفت آناً فاناً دور ہوئی ہے
دیکھی دیکھی درود کی برکت صلی اللہ علیہ وسلم

شاہ اُمم شاہ اُمم صلی اللہ علیہ وسلم

جن کے شہر پاک کی قرآں میں آئی ہے قسم وہ رسول ہاشمی نوری نسب شافع اُمم
شاہ اُمم شاہ اُمم
عرش سے آگے کی منزل پر ہوئے جن کے قدم وہ حبیب کبریا نور الہ بحر کرم
شاہ اُمم شاہ اُمم
جن کی اک مسکان سے مرجھائے دل ہوں تازہ دم وہ جان کل وہ روح کل وہ دافع رنج و الم
شاہ اُمم شاہ اُمم
جن کے نور پاک سے حاصل ہوا آدم کو دم وہ باعث تخلیق کل اعجاز رب جان اُمم
شاہ اُمم شاہ اُمم
جن کے دست پاک میں مخلوق عاصی کا بھرم وہ چارہ ساز بے کساں وہ منبع رحم و کرم
شاہ اُمم شاہ اُمم
جن کے قبضے میں دیا رب نے شفاعت کا علم وہ تاجدار مرسلان عالی وقار و محتشم
شاہ اُمم شاہ اُمم
جن کی بیبت سے گرے کعبے میں اوندھے منہ صنم وہ علم بردار توحید و رسول محترم
شاہ اُمم شاہ اُمم
حسرت دل ہے کہ کب جانا ملے سوئے حرم گنبد خضریٰ کو دیکھوں اور مٹے ہر ایک غم
شاہ اُمم شاہ اُمم
جس طرح پڑھتا ہوں میں نعت رسول محترم قبر میں بھی لب پہ ذکر مصطفیٰ ہو دم بدم
شاہ اُمم شاہ اُمم

کس طرح نظمی کرے نعت شہ بطحا رقم ان کا نام پاک آئے کانپ کانپ اٹھے قلم
شاہ اُمم شاہ اُمم

سلام

شافع روز محشر پہ لاکھوں سلام
قاسم نعمت و مالک جزو کل
عرش سے آگے جن کی رسائی ہوئی
زلف و رخسار کی کھائے قرآں قسم
ان کے روضے کی حرمت پہ بے حد درود
حشر میں امتی امتی کی صدا
جس کے صدقے میں جنت کا مژدہ ملے
ناز صدق و صفا، فخر جود و سخا
حضرت عثمان کی شرم و حیا پر درود
جن کے بیٹے امام اور شوہر امام
فخر آل پیبر کہیں ہم جنہیں
مظہر شان قدرت ہیں غوث الوری
خواجہ خواجگاں، دین حق کے معین
شاہ برکت کی برکت پہ بے حد درود
ہم کو سکھائی اچھے برے کی تمیز
عاشق مصطفیٰ جبریل امیں
ساقی حوض کوثر پہ لاکھوں سلام
دونوں عالم کے سرور پہ لاکھوں سلام
یعنی محبوب داور پہ لاکھوں سلام
مصطفیٰ نوری پیکر پہ لاکھوں سلام
ان کی محراب و منبر پہ لاکھوں سلام
اس شفاعت کے تیور پہ لاکھوں سلام
سجدہ یوم محشر پہ لاکھوں سلام
یعنی صدیق اکبر پہ لاکھوں سلام
ابن خطاب و حیدر پہ لاکھوں سلام
سرور دیں کی دختر پہ لاکھوں سلام
یعنی شبیر و شہر پہ لاکھوں سلام
معرفت کے سمندر پہ لاکھوں سلام
استقامت کے جوہر پہ لاکھوں سلام
بحر عرفاں کے گوہر پہ لاکھوں سلام
اعلیٰ حضرت سے رہبر پہ لاکھوں سلام
ان کے نورانی شہ پر پہ لاکھوں سلام

عشق احمد میں نظمیں جو سرشار ہو

اس کے اونچے مقدر پہ لاکھوں سلام

دلائل الخیرات میں درج ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے میرے
اوپر بسبب تعظیم درود بھیجا تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے ایک ایسا فرشتہ پیدا فرماتا ہے جس کا
ایک بازو مشرق میں اور دوسرا مغرب میں اور پاؤں ساتوں زمینوں کے بیچ میں ہوتے ہیں
اور گردن عرش سے لگی رہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس فرشتے سے فرماتا ہے اے فرشتہ درود بھیجو
اس بندے پر جس نے درود بھیجا تعظیم کے لیے میرے محبوب پر۔ پس وہ فرشتہ قیامت تک
اس آدمی پر درود بھیجتا رہے گا۔

☆☆☆

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب دو مسلمان مصافحہ کرتے وقت
درود پڑھتے ہیں تو ان کے جدا ہونے سے پہلے رب غفور و رحیم ان کے سارے گناہ معاف
کر دیتا ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

☆☆☆

نعت بطر زہندی

ان کے در کے بھکاری بادشاہوں کو لجائیں دونوں جگ کے خزانے دونوں ہاتھوں سے لٹاتے ہیں
 ان کے نائب کہائیں غوث اعظم نام پائیں قُم بِاِذْنِیْ کہہ کے کھیل کھیل مردے چلاتے ہیں
 ان سے جگ اجیارا وہ غریبوں کا سہارا ان کی رحمت سے سارے لوگ آس لگاتے ہیں
 وہ دیں پیری کو دعائیں اسے سینے سے لگائیں مرثدہ جنت میں ساتھ لے جانے کا سناتے ہیں
 ان کا رتبہ بڑھایا آسمانوں پہ بلایا، جو حبیب ہیں وہ ہی ایسا مرتبہ پاتے ہیں
 ان کی خاطر یہ سارا جگ رب نے بنایا سارے آنے والے بھی نام ان کا بتاتے ہیں
 پاؤں پتھر پہ راہیں تو نشان پڑ جائے یہ چمتکار میرے آقا نیت ہی دکھاتے ہیں
 پور انگری کے رحمت کے چشمے بہائیں ایک کٹورے بھر سے کتنے لوگ پیاس بجھاتے ہیں
 وہ ہیں اتنے کریم اور رحمت صفت والے عاصیوں کو خود ہی اپنے دامن میں چھپاتے ہیں
 نظمیں ان کے گن گائیں ان سے آس لگائیں ایک وہی تو ہیں جنہیں دل کا درد سناتے ہیں

آرزوئے مزار

رات اور دن شمار کرتے ہیں موت کا انتظار کرتے ہیں
 قبر میں دید ہوگی آقا کی آرزوئے مزار کرتے ہیں
 نام میں ان کے ہے مٹھاس اتنی ذکر ہم بار بار کرتے ہیں
 نذر آقا کو ہم بھلا کیا دیں جان اپنی نثار کرتے ہیں

کہاں نظمیں کہاں سلیقہ نعت
 کیوں ہمیں شرمسار کرتے ہیں

نعت حبیب کبریا

سر محشر مرے عصیاں کے جب دفتر نکلتے ہیں
لعاب حضرت احمد کا یہ اعجاز دیکھا ہے
بلال با وفا تپتی ہوئی چٹان پر لیٹے
مرے سرکار کی نسبت کامل جائے صدف تب تو
مدینہ والے آقا کی محبت ایسا دریا ہے
بریلی سے چلے مارہرہ پہنچے اور پھر اجمیر
مرے سرکار غوث پاک کا دربار عالی ہے
امام احمد رضا کو پیر نے نسبت عطا کر دی
اگر ہونعت کا میداں تو مضمون کی کمی کیا ہے
بڑے بھائی کا کرتا اور پجامہ چھوٹے بھائی کا
قلم احمد رضا کا سنیت کی آبرو ٹھہرا

ملا نظمی تجھے کلک رضا کا فیض اس درجہ

ترے اشعار انداز رضا بن کر نکلتے ہیں

سرخیاں حب نبی کی

سرخیاں حب نبی کی جس کے دل میں رچ گئیں
خوبیاں اس شخص کی رضواں کے دل کو بچ گئیں
ام ایمن ایسا کیا اس رات تم نے پی لیا
زندگی بھر پیٹ کی تکلیف سے تم بچ گئیں
دے دیے سارے علوم اللہ نے محبوب کو
گردنیں فصحا کی دیکھوان کے آگے لچ گئیں
دیوبندی کھا رہا ہے پیٹ میں کوئے کی ٹھونگ
کھچڑے اور شربت کی نیازیں سنیوں کو بچ گئیں
آخری سانسیں تھیں اور ورد درود تاج تھا
جنت الفردوس میں قیصر جہاں سچ سچ گئیں

بارگاہ اعلیٰ حضرت سے ملا نظمی کو فیض

اس کی نعتوں کی زمانے بھر میں دھو میں مچ گئیں

سامانِ مغفرت

پہلی سی وہ فضا میں انگڑائیاں نہیں ہیں طیبہ سے دور ہیں ہم، رعنائیاں نہیں ہیں
 بیٹھے اٹھے ہمیشہ آقا کا بس تصور میری طرح کسی کی تنہائیاں نہیں ہیں
 وہ گھر نہیں ہے، مسکن شیطان کا ہے واللہ صلّ علیٰ کی جس گھر شہنائیاں نہیں ہیں
 آقا کا جسم اقدس بے سایہ تھا یقیناً نعلین و موتک کی پرچھائیاں نہیں ہیں
 نبیوں کو اپنے جیسا عامی بشر جو سمجھے نجدی ترے دھرم میں سچائیاں نہیں ہیں
 نعتیں اساتذہ کی کافی نظر سے گزریں لیکن رضا کے جیسی گہرائیاں نہیں ہیں

سامانِ مغفرت ہوں نعتیں بروز محشر
 نظمی میں یوں تو کوئی اچھائیاں نہیں ہیں

معدنِ انوار

اندھے شیشوں کو اجالے جو عطا کرتے ہیں ہم انھیں معدنِ انوار کہا کرتے ہیں
 ہم وہ عاصی ہیں، عطاؤں پہ خطا کرتے ہیں وہ وہ حاتم ہیں، خطاؤں پہ عطا کرتے ہیں
 نجدی کہتا ہے انھیں اپنا سا اک عام بشر ہم انھیں احمد مختار کہا کرتے ہیں
 جن کا کلمہ پڑھیں تو ہین کریں ان کی ہی زندگی ایسی بھی کچھ لوگ جیا کرتے ہیں
 آقا خود دیتے ہیں ہم جیسے غلاموں کو جواب اٹھے بیٹھے جو درود ان پہ پڑھا کرتے ہیں
 سوجا، سوجا، کہ جوں سوتی ہے نویلی دولہن قبر میں مجھ کو فرشتے یہ ندا کرتے ہیں
 جسم بے سایہ کا سایہ تھے جناب حسنین خاندان یوں ہی نواسوں سے چلا کرتے ہیں
 حرمت مے ہے مسلم کہ ہے رب کا فرمان ان کا کیا جو مئے روحانی پیا کرتے ہیں

لکھے جائے ترے محبوب کی نعتیں یارب
 سب ہی نظمی کے لیے ایسی دعا کرتے ہیں

نشانِ ربِّ جلیل

ہوئی مصطفیٰ کی نظر اگر، نہیں کوئی فکر حساب میں
 کہ شفاعتیں ہیں بصد ادب کھڑی ان کی عالی جناب میں
 رخ مصطفیٰ کی شناخت کا ملا خوش نصیب کو ہی شرف
 بڑا بد نصیب تھا بولہب پھرا تا حیات سُراب میں
 وہی انبیا کے وکیل ہیں وہی امتوں کے کفیل ہیں
 وہ نشان رب جلیل ہیں ہے انھیں کی نعت کتاب میں
 بڑی مشکلوں کا تھا مرحلہ ہوئے جب سوال مزار میں
 بڑے کام آگئیں عادتیں پڑھا جب درود جواب میں
 وہ کمال رب عظیم ہیں وہ جمال رب کریم ہیں
 مری نیند میری نماز ہو انھیں دیکھ لوں جو میں خواب میں
 تو کریم ہے ترا رب کریم تو رحیم ہے ترا رب رحیم
 تو ہے بحر جو دوسخا شہا ہے مرا شمار حباب میں
 ہوئیں سر دنا کی جو منزلیں فتلی سے ملیں رفعتیں
 سر لا مکاں ہوئیں قربتیں تھے ہزار جلوے حجاب میں
 یہ ہے نور احمد مجتبیٰ دو جہاں میں جس کا ظہور ہے
 یہ پسینہ میرے نبی کا ہے جو مہک رہا ہے گلاب میں
 ملا نام نظم کو نعت میں یہ عطا رضا کے قلم کی ہے
 کہاں میری اتنی بساط تھی نہ حساب میں نہ کتاب میں

آنکھوں میں

بسی ہے جب سے وہ تصویر یار آنکھوں میں
 سمٹ سی آئی ہے فصل بہار آنکھوں میں
 زمین طیبہ کی مٹی بنے مرا سرمہ
 رہے ہمیشہ نبی کا دیار آنکھوں میں
 مری نگاہیں سر عرش جا کے ٹھہریں گی
 ملوں جو نعل نبی ایک بار آنکھوں میں
 میں بھر کے آیا ہوں آنکھوں میں گنبد خضریٰ
 رہے گا حشر تلک وہ خمار آنکھوں میں
 وہ لا مکاں کے مسافر بنے شب اسری
 خدا کے جلوے سمائے ہزار آنکھوں میں
 اے حاجیو ذرا رکنا میں چوم لوں تم کو
 تمھارے قدموں کا مل لوں غبار آنکھوں میں
 ہے ملک اس کی شمال و جنوب شرق و غرب
 سجائے رکھتا ہے جو چار یار آنکھوں میں

ترے قلم کو رضا کی رضا ملی نظم
 تبھی زباں میں اثر ہے نکھار آنکھوں میں

طیب کے راستے میں

ہم سر کے بل چلیں گے طیبہ کے راستے میں شیطان سے لڑیں گے طیبہ کے راستے میں
زیارت کو جب چلے گا یہ کارواں ہمارا شمس و قمر سچیں گے طیبہ کے راستے میں
پڑھتے درود جب ہم گھر سے نکل پڑیں گے قدسی بھی آ لیں گے طیبہ کے راستے میں
ہر سانس میں ہمارے اقرا کی گونج ہوگی قرآن ہم پڑھیں گے طیبہ کے راستے میں
ورد زباں قصیدہ محبوب کبریا کا اس طرح ہم بڑھیں گے طیبہ کے راستے میں
دامن میں نعمتوں کی کلیاں جمع کریں گے رحمت کے گل چنیں گے طیبہ کے راستے میں
نیکی بنے گی ضامن ہر ہر قدم ہماری ہاں مرتبے بڑھیں گے طیبہ کے راستے میں

نظمی جی آپ کر لیں تیاریاں مکمل
نعتیں کئی سنیں گے طیبہ کے راستے میں

نعتِ آفتائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم

فلک پہ دھوئیں مچی ہوئی ہیں ملائکہ جھومے جا رہے ہیں
کہ مصطفیٰ اپنے رب کی دعوت پہ آج تشریف لا رہے ہیں
وہ ان کی شفقت بھری نگاہیں حیات نو کی نوید جن میں
وہ ان کا رحمت بھرا تبسم کہ عاصی تسکین پارہے ہیں
وہ مالک گل ہیں پھر بھی ان کی غذا وہی جو کی آدھی روٹی
ہمیں قناعت کا درس دینے یہ ساری زحمت اٹھا رہے ہیں
امین و صادق خطاب والے خدا کی روشن کتاب والے
ضلالت و کفر کے اندھیرے میں شمع وحدت جلا رہے ہیں
ادھر ہے پانی کی ایک چھاگل ادھر ہیں پیاسے کئی صحابہ
وہ دیکھو سرکار انگلیوں سے یم کرامت بہا رہے ہیں
فرشتو ٹھہرو نہ یوں گھسیٹو میں ہوں غلام شہ دو عالم
ردائے رحمت سنبھالے آقا وہ آ رہے ہیں وہ آ رہے ہیں
وہ بے سہاروں کا ہیں سہارا اسی لیے ہے انھیں پکارا
یقین ہے ان کے کرم کا ہم کو تبھی تو پتا سنا رہے ہیں
سراپا رحمت ہیں دشمنوں کو دعا ہدایت کی دے رہے ہیں
بقائے باہم کا سارے عالم کو فلسفہ وہ سکھا رہے ہیں
کھجور کی کھردری چٹائی ہے میرے سرکار کا بچھونا
زمانے بھر کو وہ سادگی کا سبق انوکھا سکھا رہے ہیں

گل زیبائے باغِ خلیل

سر و گل زار رب جلیل آپ ہی ہیں گل زیبائے باغِ خلیل آپ ہی ہیں

حشر تک امتوں کے کفیل آپ ہی ہیں پیش معبود سب کے وکیل آپ ہی ہیں

آپ کا لوح محفوظ میں ہے تصرف حکمت کبریا میں ذلیل آپ ہی ہیں

آپ ہی باعث خلقت دو جہاں ہیں مظہر رب، خدا کی دلیل آپ ہی ہیں

ایک وہ حسن تھا مصر میں جو بکا تھا جس پہ دل بک گئے وہ جمیل آپ ہی ہیں

آپ ہی مدعائے کلیسی ہیں آقا اور ظہور دعائے خلیل آپ ہی ہیں

اک نگاہ کرم کا ہے محتاجِ نظمی
جود و انعام کی سلسبیل آپ ہی ہیں

کھلی ہے کھڑکی سرہانے والی، ہوائیں جنت کی آرہی ہیں

عقیدتِ مصطفیٰ کے صدقے کہ قبر میں لطف اٹھا رہے ہیں

نماز کی گنتی کم کرانا ہی ان کا مقصد نہیں ہے واللہ

یہ شوق دیدار رب ہے نظمی پلٹ پلٹ کر جو جا رہے ہیں

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے جمعہ کے دن مجھ پر سو بار درود بھیجا تو اس کے سال بھر کے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔

☆☆☆

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرمایا ہے کہ تم جب بھی مجھ پر درود پڑھا کرو تو میرے لیے وسیلہ بھی مانگا کرو۔ کسی نے عرض کیا وسیلہ کیا ہے۔ تو فرمایا جنت کا اعلیٰ درجہ (مقام محمود)۔

اسی لیے اذان کے بعد کی دعا اچھے درودوں میں شمار کی جاتی ہے۔

☆☆☆

حب احمد کا اعجاز

کیسا انسان یہ پیدا ہوا انسانوں میں
گونجا فاران سے جب نعرہ اللہ احد
جس مسیحائی کا حامل تھا لعاب احمد
ارض یثرب پہ قدم رکھ دیے آقا نے مرے
حب احمد کا یہ اعجاز تو دیکھو لوگو
سچے دل سے ذرا پڑھ لیجیے اک بار درود
عید میلاد نبی سے ہے منور بستی
اے خدا قادری مے خانہ سلامت رکھنا
سوچے سوچے کیسے تھے وہ قدرت والے
حکم آقا پہ اٹھا لائیں اثاثہ اپنا
اس لیے نعت کے میدان میں رکھا میں نے قدم
نام نظم کا بھی لکھ جائے ثنا خوانوں میں

کمال حسن

وہ کمال حسن حضور ہے کہ گمان نقص ذری نہیں
یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ بجھی نہیں
مرے حال سے وہ ہیں باخبر کوئی بات ان سے چھپی نہیں
مجھے اور نار کا خوف ہو، نہیں جی نہیں جی نہیں
وہ نظر ہے کیسی نظر کہ جو رخ مصطفیٰ پہ جی نہیں
وہ زبان کیسی زبان ہے کہ جو وقف ذکر نبی نہیں
وہی رمز کل، وہی راز کل، وہی سر کل وہی نور کل
وہی جان گل وہی شان گل کہ حبیب ان سا کوئی نہیں
ہیں وہی خلیل کی التجا، ہیں وہی کلیم کا مدعا
ہیں وہی مسیح کا معجزہ، یہ صفت کسی کو ملی نہیں
جو خدا نے رتبہ انھیں دیا کسی اور کو نہیں مل سکا
کسی اور نے یہ نہیں کہا مرے بعد کوئی نبی نہیں
ہیں وہی امین کلام رب، ہے انھیں کی ہلک میں سب کا سب
وہی کائنات کا ہیں سبب، جو وہی نہ ہوں تو یہی نہیں
وہی ہیں محمد مصطفیٰ جنھیں رب نے اپنے لیے چنا
وہ کمال حسن عطا کیا کہ کہیں بھی کوئی کجی نہیں
بَلَغَ الْعُلَى بِكَمَالِهِ، كَشَفَ الدُّجَى بِجَمَالِهِ
حَسَنَتْ جَمِيعُ خِصَالِهِ كَوْنِي آيَا ان سا نبی نہیں

انھیں رب نے علم عطا کیا، انھیں شاہِ صدق و صفا کیا

انھیں بحرِ جود و سخا کیا، کوئی شے اٹھا کے رکھی نہیں

وہ حبیبِ ربِّ علّا ہوئے وہ شفیعِ روزِ جزا ہوئے

وہ عظیمِ جود و عطا ہوئے، کوئی خوبی ان سے بچی نہیں

دیئے ان کی ملک میں دو جہاں، کیا ان کو سرورِ سرور

انھیں علم کون و مکاں دیا کہ عطائے رب میں کمی نہیں

وہی تاجدارِ حرم ہوئے وہی غم گسارِ عجم ہوئے

وہی رہ نمائے اُمم ہوئے کہ مثالِ مصطفویٰ نہیں

وہ جو دشمنوں کو پناہ دیں وہ جو ظالموں کو دعائیں دیں

جو بغیر مانگے عطا کریں، کوئی ان کے مثل سخی نہیں

یہ کرم ہے رب کا حبیب پر، کیا ان کا ذکر عزیز تر

جو نہ بھیجیں ان پہ درود ہم تو ادا نماز ہوئی نہیں

کبھی ان کو دیکھا جو خواب میں، ہوا گم انھیں کی جناب میں

میں بتاؤں کیسے کہ کیا ہوا، نظر ان کے رخ پہ جمی نہیں

کیا ذکرِ مالکِ این و آں، پڑھی نعتِ سرور دو جہاں

یہی کہہ رہے ہیں سبھی یہاں کہ ہماری پیاس بجھی نہیں

یہ وہ پیاس ہے جو بجھے نہیں یہ وہ ذکر ہے جو رکے نہیں

یہ ہے عشقِ احمدِ مجتبیٰ کہ اتار اس کا کوئی نہیں

انھیں میں نے اپنا بنا لیا، انھیں اپنے دل میں بٹھا لیا

کسی اور سے مجھے کیا غرض، مرے پاس کوئی کمی نہیں

یہ رضا کی روح کا فیض ہے کہ قلم کو میرے زباں ملی

سبھی کہہ رہے ہیں یہ برملا کہ ہماری پیاس بجھی نہیں

انھیں اپنا جیسا بشر کہا، بڑا بھائی جیسا بنا دیا

بڑا بدگمان ہے نجد یا کوئی اس سے بڑھ کے شقی نہیں

ہے غلامِ نظمٰی حضور کا ہوا کیوں اسیرِ غم و بلا

مری آنکھ آپ کو چھوڑ کر کسی اور پر تو جمی نہیں

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

سنة لعنتهم لعنهم الله و كل نبی محاب الزائد فی کتاب الله

المکذب بقدر الله والمتسلط بالجبروت فيعزب ذلك من ازل الله و يذل

من اعز الله والمستحل لحرم الله والمستحل من عترتی ما حرم الله

والتارك لسنتی۔

یعنی چھ لوگوں پر میں نے لعنت کی ہے اور ان پر اللہ نے بھی لعنت کی ہے اور ہر

مستجاب الدعوة نبی نے بھی ان پر لعنت بھیجی ہے۔ ان کی تفصیل یہ ہے کہ قرآن میں اضافہ

کرنے والا، تقدیر الہی کو جھٹلانے والا، ظلم و جبر سے اقتدار پر قبضہ کر کے رذیلوں کو باعزت

اور باعزت لوگوں کو رذیل بنانے والا، میرے اہل بیت کی حرمت کو پامال کرنے والا اور

میری سنت کو ترک کرنے والا۔

(الجامع للصحيح للترمذی، المستدرک، مجمع الزوائد، الجامع الصغير)

قاسم نعمت کبریا

قسم یاد فرمائی قرآن نے جن کی وہی تو مری زیست کے مدعا ہیں
 مرے دل کی دھڑکن میں ہے نام ان کا وہی تو مری روح کے منتہی ہیں
 افق سے شفق تک انہی کے ہیں چرچے زمیں سے فلک تک انہی کی حکومت
 وہ انسان و جن و ملائک کے آقا، وہی قاسم نعمت کبریا ہیں
 وہ دربار رب کے ہیں مقبول اعظم، وہی سبز پوشوں میں سب سے معظم
 وہی محترم، محتشم اور مکرم، بس اتنا سمجھ لو حبیب خدا ہیں
 وہ شانِ کریمی کہ دشمن کو اپنے معافی دیں، انعام سے بھی نوازیں
 وہ شانِ رحیمی میں ممتاز سب سے، وہ حاجت رواؤں کے حاجت روا ہیں
 انہی کی رفاقت کا اللہ نے ایک دن ساری روحوں سے وعدہ لیا تھا
 وہ عیسیٰ کی جاں اور تمنائے موسیٰ، وہی تو خلیل خدا کی دعا ہیں
 وہ مدوح قرآن وہ مقصود ایماں وہ ایمان کی جاں وہ ایماں کا ایماں
 وہ محشر کے دن ان کی فرماں روائی، وہ مشکل کشاؤں کے مشکل کشا ہیں
 ہمیں شاہِ برکات نے یہ سکھایا مدینہ سدا اپنے سینے میں رکھنا
 نبی کی اطاعت ہو ایماں ہمارا، جنیں اور مریں جیسے سرکار چاہیں
 میں اچھے میاں کے مکاں کا لکھیں ہوں، میں ہوں شاہِ نوری کی گدّی کا وارث
 مری پشت پر میرے مرشد کا پنجہ وہی ہر قدم پر مرے رہ نما ہیں
 مجھے ورغلانے جو ابلیس آیا تو میں نے اسے اتنا کہہ کر بھگایا
 مری روح پر قبضہ سید میاں کا مرے دل کے مختار احمد رضا ہیں

یہ مارہرہ کی وہ مقدس زمیں ہے جہاں قادری میکدہ سچ گیا ہے
 یہاں ایک ساتی ہیں بغداد والے تو اک ساتی سرکار خواجہ پیا ہیں
 بڑی دور سے نظمی آیا ہے در پر لیے چشم نمناک اور قلب مضطر
 کرم کی نظر آقا اپنے گدا پر بہت ہو چکیں اب تو آہیں کراہیں

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مجھ پر زیادہ سے
 زیادہ درود پڑھا کرو اس لیے کہ تمہارے لیے یہ فلاح کا ذریعہ ہے۔ اسی لیے
 درود شریف کو تاج الوطائف بھی کہتے ہیں یعنی سب سے بڑا وظیفہ اور سب
 وظیفوں کا سردار۔



پُوربی نعت

ہم رے حک میں تم دعا کرو ہم طیبہ نگر کو جاوت ہیں
آ کا کے سہر کے رہو اسی جنت کا مجا اٹھاوت ہیں
جہاں ستر ہجار فرستن کی دن رات سلامی ہووت ہے
وہ چوکھٹ میرے نبی کی ہے جہاں چین ہجاروں پاوت ہیں
گنبد وہ ہر ارجب دیکھت ہے دل دھڑکن دھڑکن لاگت ہے
سینہ ٹھنڈا ہو جاوت ہے نین بھی تراوٹ پاوت ہیں
کیا پوچھو کیسا لاگت ہے من جھومے جھومے جاوت ہے
جنت کی کیاری ماں جس دم دور کعت نفل پڑھ پاوت ہیں
منبر محراب کو دیکھت ہیں سرکار کی یاد ستاوت ہے
چپکے چپکے ہماری آنکھیں سُمرن کے نیر بہاوت ہیں
ہم کیسے بھولیں آ کا کو یہ جیون ان کا صدا ہے
ان کا ہی پانی پیوت ہیں ان کا ہی دانہ کھاوت ہیں
لے چلیں فرستے ہم کا جب دوزخ کی طرف تب ہم کہیں
رک جاؤ تک ہم رے آ کا وہ آوت ہیں وہ آوت ہیں
ہر جانب نور سا برست ہے ہر سمت اجالا ہووت ہے
میلاد کی محفل ماں نظمی جب اپنی نعت سناوت ہیں

نعت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

ہر اک سانس ان کی خوشبو پا رہے ہیں
رکے جبریل سدرہ پر پہنچ کر
حبیبی یا محمد اُذُنْ مِنِّي
بھنوں کے بیچ کی دوری سے بھی کم
فرشتو مجھ کو دوزخ میں نہ ڈالو
شفیع المذنبین ہیں میرے مولیٰ
کھڑے ہیں انبیا پیچھے اور آقا
شکم پر باندھے پتھر مالک گل
نکیرو ان کے بارے میں نہ پوچھو
وفاداری بہ شرط استواری
چلو آقا تمہیں بلوا رہے ہیں
چلو آقا تمہیں بلوا رہے ہیں

مدینہ دل میں

مسلمان نام رب لے کر قدم مشکل میں رکھتے ہیں
 بھنور سے وہ ڈریں کیا جو یقیں ساحل میں رکھتے ہیں
 محمد مصطفیٰ ہی تو ہر اک کشتی کے ساحل ہیں
 خبر اپنے غلاموں کی ہر اک منزل میں رکھتے ہیں
 نہاں رکھتے ہیں ذات اپنی، عیاں کر کے صفات اپنی
 حجابات اس قدر وہ پردہ حائل میں رکھتے ہیں
 نظر کے سامنے رہتا ہے ہر دم گنبد خضریٰ
 نبی کے چاہنے والے مدینہ دل میں رکھتے ہیں
 وہابی دیوبندی کی بری نظریں نہ پڑ پائیں
 عقیدے کی حسیں لیلیٰ کو ہم محمل میں رکھتے ہیں
 کبھی تو رب کرم فرمائے گا ہم جاں نثاروں پر
 مدینہ جانے کی حسرت ہم اپنے دل میں رکھتے ہیں
 سنبھل جائیں سبھی اہل سخن، ہشیار ہو جائیں
 رضا کے نام سے نظم قدم محفل میں رکھتے ہیں

تلاش

رسول پاک کا روضہ تلاش کرتے ہیں
 نبی ہمارے ہیں اتنے ہی مہرباں ہم پر
 وہ اُن کے در کی تجلی کہ سیکڑوں سورج
 فرشتگان خدا حاضری دیں رات اور دن
 وہ کیسے لوگ ہیں کہتے ہیں جو بشران کو
 بشر وہ ایسے ہیں ملکوتیت بھی ناز کرے
 نجات جس پہ ہو موقوف ساری دنیا کی
 نبی رسول پیسبر قیام محشر میں
 زنان مصر نے کاٹی تھیں انگلیاں اپنی
 حجاب نور خدا جس کا ایک حصہ ہو
 ہم اپنے دل لیے جلوہ تلاش کرتے ہیں
 ہم آنکھ والے وہ پردہ تلاش کرتے ہیں
 تمھاری نعت میں نظم یہ بندگان خدا
 رضا کے رنگ کا جلوہ تلاش کرتے ہیں

نسبت سرکار طیب ﷺ

جانتے ہیں ہم کہ نظمی آپ کیوں مغرور ہیں نسبت سرکار طیبہ کے نشے میں چور ہیں
 جانِ رحمت کانِ راحت ہیں محمد مصطفیٰ جلوہ نور ازل ہیں اور سراپا نور ہیں
 کس میں طاقت ہے بیاں اوصافِ احمد کر سکے خوبیاں ان کی کلامِ پاک میں مسطور ہیں
 یا رسول اللہ کے نعرے کو جو بدعت کہیں دیو بندی عالمِ اسلام کے ناسور ہیں
 فاتحہ میلاد و استمداد سے انکار ہے نجدی اپنی کس مسلمانی پہ یوں مغرور ہیں
 صحتِ ایمان کی علامت ہے کھڑے ہو کر سلام دیو بندی تن سے بھی اور من سے بھی معذور ہیں
 ماہی بے آب کی تمثیل کے مصداق ہیں عاشقانِ مصطفیٰ طیبہ سے جب تک دور ہیں
 اتباعِ سنتِ صدیق اکبر ہے کہ ہم بادہ حبِ رسول پاک سے مخمور ہیں
 آنکھ نم ہے دل میں غم ہے لب پہ آہوں کا ہجوم کیوں نہ ہو طیبہ کی گلیاں ہم سے اتنی دور ہیں

ان کی مدحت کی باتیں

یہی آرزو ہے یہی جستجو ہے کہ جب تک رہیں دھڑکنیں میرے دل میں، چلیں میرے سینے میں جب تک یہ سانسیں، کیے جاؤں آقائے نعمت کی باتیں، انھی مصطفیٰ جانِ رحمت کی باتیں
 زباں پر مری بس انھی کا بیاں ہو، مری روح میں یاد ان کی نہاں ہو، رہے وقف ان کے لیے میرا تن من، مرے دل میں ہوں ان کی الفت کی باتیں، محبت کی باتیں، عقیدت کی باتیں
 انھیں رب نے محبوب اپنا بنایا، انھی کے لیے سارا عالم سجایا، انھیں اپنے جلووں کا مظہر بنایا، انھیں سرور انبیا کہلویا، ہیں مشہور ان کی رسالت کی باتیں، رسالت کی باتیں نبوت کی باتیں
 شفاعت دی ان کو، امانت دی ان کو، صداقت دی ان کو، عدالت دی ان کو، سخاوت، شجاعت، سیادت، شہادت، ولایت، کرامت، کہاں تک کروں ان کی کثرت کی باتیں
 وہ نور مجسم، وہی فخر آدم، تمنائے موسیٰ، دعائے براہم، وہ نبیوں کے خاتم، وہ جانِ دو عالم، وہ اللہ کے محبوب آقا ہمارے، نہ کیوں ہم کریں ان کی عزت کی باتیں
 انھی کی بدولت ہوئی ساری خلقت، وہ کانِ کرامت وہی جانِ رحمت، غریبوں کے سرور اسیروں کے یاور، ہیں قرآن میں ان کی عظمت کی باتیں ورق در ورق ان کی شوکت کی باتیں
 خدا نے انھیں لامکاں تک بلایا، انھیں اپنے جلووں کا شاہد بنایا، انھیں تختِ محبوبیت پر بٹھایا، بیاں ان کا قرآن کی آیت میں آیا، انوکھی تھیں ان کی سیاحت کی باتیں
 وہ ممدوح قرآن، وہ جانِ سلیمان، وہی اسمِ یزداں، عبادات کی جاں، وہی جانِ ایمان، وہ ایمان کا ایمان، وہ گنجینہ حکمت و علم و عرفاں، زمانہ کرے ان کی قدرت کی باتیں

نعت عجیب

ذرا چھیڑ تو نغمہِ قادریت کہ ہر تار بولے گا تن تن تنا تن
تری روح ہر گزر رہے گی نہ رقصاں جو گردش میں رہتی ہے گن گنا گن
ابو جہل ہاتوں میں کنکریاں لایا تو سرکار نے ان کو کلمہ پڑھایا
مگر پھر بھی ایماں وہ ناری نہ لایا پلٹ کے وہ بھاگا تھادن دن دنادن
چلے عرش کی سیر کو میرے آقا تو جنت سے براق خدمت میں آیا
ہواؤں سے گزرے فضاؤں سے گزرے چلے جا رہے تھے وہ سن سن سنان
بس اتنی سی ہے التجا میرے آقا کہ کل روز محشر ہو جس وقت برپا
لبوں پر رہے وردِ صلّٰی علیٰ کا میں نعتیں پڑھے جاؤں من من منامن
یہ ہے نوری ٹکسال نوری میاں کی یہاں جنتی سکے ڈھلتے رہے ہیں
یہاں کھوٹے سکے کی جا ہی نہیں ہے ہر اک سکہ بچتا ہے کھن کھن کھنا کھن
غلام شہنشاہ بغداد میں ہوں مرا دوہرا رشتہ ہے خواجہ پیا سے
گلے میں مرے چشتی پٹہ پڑا ہے میں ہوں قادری سنی ٹن ٹن ٹنا ٹن
غلام شہنشاہ برکات میں ہوں مرا دوہرا رشتہ ہے اچھے میاں سے
گلے میں مرے نوری پٹہ پڑا ہے میں ہوں قادری سنی ٹن ٹن ٹنا ٹن
زباں پر مری نام نوری کا آیا تو نورانیت نے گلے سے لگایا
کمر میں بندھی تھی جو زنجیر عصیاں گری ٹوٹ کر بولی جھن جھن جھن
تجھے نظمی شیطان کا خوف کیوں ہو تجھے پیر سید میاں سے ملے ہیں
کریں گے کرم کی نظر تیرے اوپر تو شیطان بھاگے گا زن زن زنا زن

جہالت سے حکمت کی جانب بلایا جو گمراہ تھے ان کو رستہ دکھایا، ہر اک دل میں وحدت کا دھپک جلایا،
مساوات اخوت کی رہ پر چلایا، زمانے میں عزت سے جینا سکھایا
جو حیوان تھے ان کو انساں بنایا، جو انسان تھے ان کو عارف بنایا، جو عارف تھے ان کو ولایت عطا کی،
ولایت عطا کی کرامت عطا کی، سکھائیں شریعت طریقت کی باتیں

وہ گیسو کہ سرچشمہ نور و نکہت، لعاب دہن میں شفا اور برکت، تبسم میں ٹوٹے دلوں کی ہے راحت، سراپا وہ
ہیں مظہر دست قدرت، وہی تاجدار جہان شفاعت
وہ محبوب داور، وہ نبیوں کے سرور، وہ اوصاف ملکوتیت سے مزین، وہ تفسیر نور علی نور نظمی، وہ اکمل، وہ
اجمل، منور معطر، کریں کیوں نہ ہم ان کی مدحت کی باتیں

نوٹ: یہ نعت چونکہ طویل بحر میں ہے اس لیے اس کا ایک مصرعہ بڑے حروف میں صفحہ کی چوڑائی میں
نہیں سما سکتا اس لیے مجبوری کے طور پر اس نعت کو چھوٹے حروف میں ٹائپ کیا ہے۔ نظمی

نعتِ فخرِ دو عالم ﷺ

سوحانِ جیے بیٹھے ہیں

روح میں الفت سرکار لیے بیٹھے ہیں مطمئن ہم ہیں کہ سو جان جیے بیٹھے ہیں
ہے یقین ان سے جو مانگیں گے وہ دے ہی دیں گے در مختار پہ ہم دھرنا دیے بیٹھے ہیں
قبر میں ان کا جو دیدار ہوا وقت سوال حشر تک ہم وہی ایک جام پیے بیٹھے ہیں
چھوڑ کر طیبہ کہیں اور نہیں جائیں گے ہم غلامانِ حضور عہد کیے بیٹھے ہیں

نظمی ہے نعت کے میداں میں رضا کا مظہر
اور رضا سنتِ حستان لیے بیٹھے ہیں

اُن حد کی حد جان کے تُو ذاتِ احمد کو جان
روپ میں احمد کے تو احد کی وحدت کو پہچان
کعبہ کا کعبہ گنبدِ خضریٰ جس کی نرالی شان
ارضِ مدینہ میں تیرے صدقے میں تیرے قربان
مکہ کی گلیاں جس کی مہک سے مہکیں صبح و شام
وہ ہے پسینہ میرے نبی کا مشک نہیں نادان
روضہ اقدس نور کا مرکزِ قبلہ اہل دل
اترے فرشتے جس کی سلامی کو ہر پل ہر آن
نام محمد لے کر دیکھو سب آفت ٹل جائے
ہر دل کا دکھ دور کرے ان کی میٹھی مسکان
قبر میں آ کے میری فرشتے جب پوچھیں گے سوال
میں ہوں غلامِ شاہِ مدینہ کر دوں گا اعلان
نظمی تم کو دوزخ کا ڈر آخر کیوں اتنا
آئیں گے آقا تم کو بچانے جی نہ کرو ہلکان

نعت نبی لکھ رہا ہوں

میں دن رات نعت نبی لکھ رہا ہوں زمانے کی ساری خوشی لکھ رہا ہوں
 گلابوں سے لے کر میں نسبت نبی کی چمن کی نئی تازگی لکھ رہا ہوں
 جو ہجرت کی شب کام آقا کے آئی وہ صدیق کی دوستی لکھ رہا ہوں
 تو عشق نبی سے ہے سرشار اے دل ترے نام ہر سرخوشی لکھ رہا ہوں
 مدینے کی گلیوں کی خوشبو سیٹے بہاروں کی ہر تازگی لکھ رہا ہوں
 قلم! تو جو نعت نبی لکھ رہا ہے ترے نام یہ زندگی لکھ رہا ہوں
 مخالف مرا سازشیں رچ رہا ہے میں سینے پہ ناد علی لکھ رہا ہوں
 ہے کتنا کرم غوث اعظم کا مجھ پر کہ توصیف ہند الولی لکھ رہا ہوں

قلم مجھ کو نظمی رضا کا ملا ہے
 تبھی تو میں نعت نبی لکھ رہا ہوں

مژدہ غلامی کا عطا ہو

قرآن میں جس ذات کا مداح خدا ہو اس ذات کی تعریف کا حق کس سے ادا ہو
 کل حشر میں جب ہر طرف ہنگامہ بپا ہو اے کاش مرے ہات میں آقا کی ردا ہو
 جیسے ہی نظر گنبد خضریٰ پہ پڑی تھی کیسی بھی قسم لے لو جو پھر ہوش رہا ہو
 ان کے در اقدس پہ جھکا سر تو خطا کیا مدہوش جو ہو جائے تو کیا سر کا پتہ ہو
 اس ذات کی برکات کوئی جانے بھلا کیا جو ذات کہ تخلیق دو عالم کی بنا ہو
 ان کے در نعمت کی روایت یہی دیکھی خود بھیک دیں اور خود کہیں منگتا کا بھلا ہو
 رب نے تجھے قاسم کیا سب دے کے خزانے اندازہ ترے فضل کا انسان سے کیا ہو
 کوشش تو بہت کرتے ہیں دنیا کے سخن ور نعت شہ کونین کا حق کس سے ادا ہو
 معراج ہے سرکار کی عظمت کی حقیقت مالک ہیں دو عالم کے زمیں ہو کہ خلا ہو
 نام آپ کا آقا ہو مرے لب پہ ہمیشہ سینے پہ مرے آپ ہی کا دست شفا ہو
 عظمت تجھے سجدہ کرے اے بندہ مومن رشتہ ترا محبوب خدا سے جو جڑا ہو
 دنیا کی کسی شے کا طلبگار نہیں ہوں مجھ کو تو بس اک مژدہ غلامی کا عطا ہو
 پوچھیں جو نکیرین تری قبر میں آکر
 نظمی ترے ہونٹوں پہ فقط صلّ علیٰ ہو

ان کے بدن کی خوشبو

اے صبا لے کو تو آ ان کے بدن کی خوشبو
یوں تو قرآن ہے اللہ تعالیٰ کا کلام
جس پہ اک بار رکھا آقا نے دست شفقت
میرے آقا کا کرم ابرسا برسا ہے جہاں
نوشہ بزم جہاں سیر کو آیا ہے یہاں
مدح قرآن میں ہے زلف و رخ احمد کی
جس چٹائی نے تن پاک پہ چھوڑے ہیں نشان
اوڑھ لی جس نے ردا حبیب رب کی
نکھت فاطمہ زہرا سے معطر ہے جہاں
خاک طیبہ مرے سینے سے لگائے رکھنا
یوں تو ہے ہند وطن میرا کئی پشتوں سے
قادری چشتی مہک بڑھ گئی مارہرہ میں
ہجر میں آپ کے اچھا نہیں لگتا کچھ بھی
آپ سے دور رہوں یہ مجھے منظور نہیں
انتظار کرم تست من نظمى را
نظمى صاحب نے چنی ہے بڑی سنگلاخ زمیں
پھر بھی ہر شعر میں ہے نعت کے فن کی خوشبو

ہمارے درد کے درماں

مسیحائی میں یکتا ہو مدار دو جہاں تم ہو
ہمارے درد کے درماں طیب انس و جاں تم ہو
خطا کرنے میں میں اول عطا کرنے میں تم اعلیٰ
میں عاجز ہوں معاصی سے کہاں میں اور کہاں تم ہو
تمہارے سر پہ ہے دستار جواد و سخا آقا
گنہگاروں کے یادِ حامی تر دامنات تم ہو
سر محشر شفاعت پر تمہارا ہی اجارہ ہے
حضور رب تعالیٰ میں شفیع مرسلات تم ہو
کریم اتنے، کرم کرنے میں کوئی بھی نہیں تم سا
رحیم ایسے، سراسر رحمت ہر دو جہاں تم ہو
بہرم شمس و قمر کا ہے تمہارے نور سے قائم
ہدایت کے افق پر یاں سے واں تک ضوفشاں تم ہو
تمہاری ماہیت کو کس نے جانا یا رسول اللہ
تمہی ظل الہی ہو، عیاں تم ہو نہاں تم ہو
تمہاری ہی حمایت کا رسولوں نے کیا وعدہ
تمہی ہو اوّل و آخر، یہاں تم ہو وہاں تم ہو
ظہور کبریائی کے لیے پیدا کیا رب نے
تمہی ہو سرّ وحدت اور رمز کن فکاں تم ہو
ہمارے پیر نے ہم کو سکھایا ہے یہی نظمى
ہمارے باپ ماں سے بڑھ کے ہو تم، جان جاں تم ہو

ہماری آپ سے اتنی سی منت یا رسول اللہ ﷺ
 رہے اونچا نشان اہل سنت یا رسول اللہ ﷺ
 گریں پستی میں یہ سارے کے سارے دیو کے بندے
 بلندی پر رہے سنی جماعت یا رسول اللہ ﷺ
 ہم اپنا غم کہیں کس سے بتائیں کس کو دکھ اپنا
 کہاں جائیں گنہگار امت یا رسول اللہ ﷺ
 مصائب نے ہمیں چاروں طرف سے گھیر رکھا ہے
 ہمیں ہے آپ کی پل پل ضرورت یا رسول اللہ ﷺ
 کریں کس منہ سے دعویٰ آپ کے در کی غلامی کا
 کہاں ایسی ہماری استطاعت یا رسول اللہ ﷺ
 ملیں سنی کو عشق احمدی کی لذتیں آقا
 ذلیل و خوار ہوں سب اہل بدعت یا رسول اللہ ﷺ
 فرشتے لے چلے ہیں پا بجولاں جانب دوزخ
 چلے بھی آئے بہر شفاعت یا رسول اللہ ﷺ
 مری بس آرزو یہ ہے کہ مرتے وقت بالیں پر
 رخ انور کی ہو جائے زیارت یا رسول اللہ ﷺ
 تمنا ہے کہ پھر اک بار دیکھوں گنبد خضریٰ
 کرم نظمی پہ ہو یا جان رحمت یا رسول اللہ ﷺ

بڑی مشکل میں ہوں مجھ پر کرم ہو یا رسول اللہ ﷺ
 کرم مجھ پر کہ کچھ کم میرا غم ہو یا رسول اللہ ﷺ
 تمہارے در سے کوئی بھی کبھی خالی نہیں جاتا
 مری جانب بھی اک نظر کرم ہو یا رسول اللہ ﷺ
 محمد احمد و محمود و حامد ہو تمہیں آقا
 شفیع المذنبین عالی حشم ہو یا رسول اللہ ﷺ
 نہ ہے تم سا نہ ہوگا اور نہ تھا تم سا کوئی آقا
 کہ تم شاہ عرب شاہ عجم ہو یا رسول اللہ ﷺ
 مرے مولیٰ مدد کیجیے بھنور میں ہے مری کشتی
 تمہیں ہونا خدا اب تو کرم ہو یا رسول اللہ ﷺ
 سر محشر اغثنی یا رسول اللہ پکاروں گا
 شفاعت کے لیے تیرا قدم ہو یا رسول اللہ ﷺ
 تمہارے در پہ نظمی مانگتا ہے بھیک بس اتنی
 تمہاری مدح اور میرا قلم ہو یا رسول اللہ ﷺ

خود کو بھلا کے دیکھ

الفت نبی کی روح میں اپنی رچا کے دیکھ دل کو جمالِ یار کا شیشہ بنا کے دیکھ
احساس تجھے دید خدا کا نہ ہو تو کہہ سرکار کے خیال کو دل میں جما کے دیکھ
ہر گام پر ہے نور کا ڈیرا لگا ہوا جنت جو دیکھنا ہو مدینہ میں آ کے دیکھ
چشمانِ قلب جلوہ محبوب پر رہیں روضہ کی جالیوں کو نگاہیں جھکا کے دیکھ
دنیا میں ہر قدم پہ ہیں خالق کی نعمتیں ایمان کی نظر سے کرشمے خدا کے دیکھ
ہر طاق میں جلیں گے تری یاد کے چراغ مستی میں عشق کی ذرا خود کو بھلا کے دیکھ
ماضی کی عظمتیں تجھے پھر ہوں گی دستیاب قرآن کے اصول ذرا آزما کے دیکھ

آقا کی بارگاہ سے کیا کیا نہ ملے گا
نظمی تو اپنی جھولی تو آگے بڑھا کے دیکھ

طیبہ کا مستانہ

طیبہ سے میرا رشتہ ہے پرانا، میرا دل وہیں کا مستانہ
گیسو والے آقا کے میں صدقے، وہ شمع ہیں میں ہوں پروانہ
دیار حبیب خدا ہے مدینہ ہر ایک رنج و غم کی دوا ہے مدینہ
بتاؤں میں تم کو کہ کیا ہے مدینہ مسلمان کے دل کی صدا ہے مدینہ
میرا بھی ہو جائے واں ٹھکانہ، میرا دل وہیں کا مستانہ
مبارک ہے کتنا مکانِ پیہر وہ جنت کی کیاری وہ محراب و منبر
حرم کے ہیں دیوار و در سب منور منور، معطر، مطہر، مؤثر
اک اک منظر طیبہ کا سہانا، میرا دل وہیں کا مستانہ
در مصطفیٰ پر فرشتوں کا ہے میلہ غلام اور آقا کے رشتوں کا میلہ
مناجات اور سرگزشتوں کا میلہ ہے یک جا ہزاروں بہشتوں کا میلہ
نظمی کو ہے اس میلے میں جانا، اس کا دل وہیں کا مستانہ

نعرہ مستان

پیشانی سے چوموں گا سنگ در جانانہ
 ٹرے کی چٹائی نے تن پر ہیں نشان چھوڑے
 رحمت ہیں دو عالم کی بے کس کے وہ یاد رہیں
 خالق کی عطا سے وہ مالک ہیں خدائی کے
 ہیں پیٹ پہ سل باندھے، پیوند ہیں کپڑوں میں
 خطبہ پڑھا نبیوں نے اس ذات گرامی کا
 وہ نور مجسم ہیں، سب نور انھی کا ہے
 پوروں سے بہیں چشمے اور پیڑ کریں سجدے
 کوثر دیا کثرت دی اللہ نے رفعت دی
 ہم عاصی عادی ہیں بد بختی ہماری ہے
 مارہرہ میں ملتی ہے بغدادی و اجمیری
 نظمیں ترے شعروں میں بیدم کی جھلک پائی

میزان پہ محشر میں سرکار یہ فرما دیں
 نظمیں مرا مستانہ، نظمیں مرا مستانہ

آئے وہ

آئے وہ اور ملی تازگی تازگی
 ان کی چوکھٹ پہ میری جبیں جھک گئی
 مہر و مہ کہکشاں اور شفق کی چمک
 رخ سے ان کے جواک پل کوزلیں ہٹیں
 خلق میں ان کی لاہوتیت ہے نہاں
 ان کے ہر کام میں اپنے رب کی رضا
 مصطفیٰ لا مکاں کی طرف جب چلے
 اپنے رب سے ملے، کچھ سنا کچھ کہا
 پھول پتی میں ہو کیا نزاکت بھلا
 طیبہ سے ہم چلے آئے یوں تو مگر

نظمیں جب منبر نعت پر آگیا
 دشمنوں میں مچی کھلبلی کھلبلی

چمکی چمکی

لوح محفوظ پہ قرآن کی آیت چمکی
 عرش والوں میں گئے، عرش کی عظمت نکھری
 انبیاء اور رسل کہہ چکے نفسی نفسی
 یا نبی کہہ کے مخاطب کیا قرآن میں انھیں
 رب نے تخلیق نہ فرمایا پھر ان جیسا کوئی
 مصطفیٰ کے قدم پاک کی یہ برکت ہے
 سدرہ پر آ کے رکے حضرت جبریل امیں
 حسن یوسف کی چمک مصر کے محلوں میں رہی
 اُمتیں اور رسولوں کی ہیں دنیا میں مگر
 بو حنیفہ کا لقب پاک کے بہت خوش ہیں امام
 غوث اعظم کو ملی طیبہ سے نائب کی سند
 جوگی جے پاک کے سر پر بجی خواجہ کی کھڑاؤں
 ایک ویران سا خطہ تھا جو ریگستاں کا
 پیر سے بڑھ کے کوئی پیر نہیں میرے لیے
 فیض خواجہ سے بریلی کو ملا ہے اتنا
 تب لب عیسیٰ پہ احمد کی بشارت چمکی
 فرش والوں میں رہے، فرش کی قسمت چمکی
 روز محشر مرے آقا کی شفاعت چمکی
 غیب دانی پہ خود اللہ کی شہادت چمکی
 ایک ہی ہو مرا محبوب یہ حکمت چمکی
 تُو مدینہ بنا یثرب، تری صورت چمکی
 اس سے آگے مرے سرکار کی ہمت چمکی
 دونوں عالم میں مرے آقا کی طلعت چمکی
 فضل حق سے مرے سرکار کی اُمت چمکی
 بیٹی کی سوجھ سے قرآن کی شریعت چمکی
 خواجہ کے گھر بھی اسی فیض کی برکت چمکی
 دیکھو دیکھو مرے خوجہ کی کرامت چمکی
 خواجہ کیا آئے کہ اجیر کی صورت چمکی
 جس نے یہ جان لیا اس کی ارادت چمکی
 رضا کے روپ میں خواجہ کی طریقت چمکی
 نظمیں جی آپ کو طیبہ سے ملی بھیک ایسی
 شخصیت آپ کی نعتوں کی بدولت چمکی

اب سمجھو بھی

کیا قرآن سکھاتا ہے، اب سمجھو بھی
 عشق نبی ہے جس دل میں وہ سچا دل
 ہم کو غرض کیا دنیا کے گلزاروں سے
 دین کی خدمت کس نے کی ہم کیا جانیں
 عبد القادر جیسا پیر ملا ہم کو
 پیم نگر مارہرہ کے دیوانے ہم
 چشتی قادری مدھو شالا کے رند ہیں ہم
 عین غین چوبیس نمبری جتنے ہیں
 مارہرہ سے اجیر و بغداد ہو کر
 سیدھی راہ دکھاتا ہے، اب سمجھو بھی
 اُن بن موت سے ناتا ہے، اب سمجھو بھی
 بس طیبہ ہی بھاتا ہے، اب سمجھو بھی
 سارا کھیل رضا کا ہے، اب سمجھو بھی
 پھر فردوس میں کھاتا ہے، اب سمجھو بھی
 اور اجیر سہاتا ہے، اب سمجھو بھی
 مدنی آقا پلاتا ہے، اب سمجھو بھی
 ان کا ابلیس سے ناتا ہے، اب سمجھو بھی
 رستہ جنت کو جاتا ہے، اب سمجھو بھی
 جس کی نعتیں رنگ رضائیں ملتی ہیں
 وہ نظمیں کہلاتا ہے، اب سمجھو بھی

رسول عربی ﷺ

واہ دربار ہے ذی شان رسول عربی ﷺ میری جاں آپ پہ قربان رسول عربی ﷺ
ہم کہاں ہوتے اگر آپ نہ آئے ہوتے ہم یہ ہے آپ کا احسان رسول عربی ﷺ
عزت اسکی ہے نجات اسکی ہے جنت اس کی جو ہوا عامل فرمان رسول عربی ﷺ
طیبہ آؤں تو میں روضہ کی زیارت کر لوں ہے میرے دل میں یہ ارمان رسول عربی ﷺ
ہوں سیہ کار و خطاوار و گنہگار مگر آپ کے در کا ہوں دربان رسول عربی ﷺ

آپ کے در کا دو عالم کو ملا ہے صدقہ
ملے نظمی کو بھی کچھ دان رسول عربی ﷺ

روایتیں بے مثال ان کی

وہ سرورِ کشور رسالت شفاعتیں بے مثال ان کی
خدا کے بندے ہمارے آقا عنایتیں بے مثال ان کی
وہ امن والے امان والے بہت ہی اونچے نشان والے
وہ صابروں کی کمان والے روایتیں بے مثال ان کی
لباسِ پیوند منہ میں روزہ شکم پہ پتھر چٹائی بستر
یہ سادگی بے نظیر ان کی قیامتیں بے مثال ان کی
وہ فتح مکہ کے دن معافی کا عام اعلان کرنے والے
عداوتوں کے جواب میں یہ عنایتیں بے مثال ان کی
مکان سے وہ لامکاں میں پہنچے، ظہور سے بطن میں ہوئے گم
وہ سرّ وحدت کے عینی شاہد سیاحتیں بے مثال ان کی
وہ نور جو راکعین سے ساجدین کو منتقل ہوا تھا
اسی کے مظہر تھے میرے آقا نجابتیں بے مثال ان کی
جو سجدہ وہ حشر میں کریں گے ہمارے سجدے ہوں اس پہ قرباں
گناہگاروں کے وہ مسیحا، شفاعتیں بے مثال ان کی
وہ صدق والے وہ عدل والے سفا کے پیکر ولا کے مصدر
امانتیں لاجواب ان کی خلافتیں بے مثال ان کی
وہ رَبِّ اَرِنِي وَه لَنْ تَرَانِي، کلیم چاہیں خدا نہ چاہے
حبیب کو خود بلایا جائے قرابتیں بے مثال ان کی

ہمارے نبی ﷺ

شافع روز محشر ہمارے نبی ساقی حوض کوثر ہمارے نبی
 سب خزانوں کی ہیں کنجیاں ہات میں مالک ملک داور ہمارے نبی
 ان سے ہی زندگی کو ملی زندگی دونوں عالم کے محور ہمارے نبی
 سرور انس و جن، انبیاء و رسل اور رسولوں کے سرور ہمارے نبی
 سب کا سایہ مگر ان کا سایہ نہیں ہیں مجسم منور ہمارے نبی
 دونوں عالم میں ان کی ہی خوشبو رچی سر سے پا تک معطر ہمارے نبی
 حشر میں ان کو اذن شفاعت ملا ہیں وہ رحمت سراسر ہمارے نبی

نظمی جن کا لقب طاہا یاسین ہے
 ہر ستائش کے مصدر ہمارے نبی

وہ کون سے ہات تھے کہ شمشیر بن گئیں جن میں سوکھی شاخیں
 وہ نوری لشکر کے تھے سپاہی شجاعتیں بے مثال ان کی
 وہ کیسے نعرے تھے جن کی ہیبت سے کانپتا تھا زمانہ سارا
 وہ کیسے جانباز تھے بہشتی جماعتیں بے مثال ان کی
 کلام رب تو کلام رب ہے حدیث بھی بے نظیر ان کی
 کوئی نہ لایا جواب ان کا فصاحتیں بے مثال ان کی
 وہ جن کے گھر میں بلا اجازت نہ ہو سکیں جبریل داخل
 وہ عظمت لازوال ان کی جلالیتیں بے مثال ان کی
 حضور بھولے نہ وقت ہجرت امانتوں کی ضمانتوں کو
 علی سے پوچھو کہ تھیں وہ کیسی دیانتیں بے مثال ان کی
 وہ جس گلی سے گزرتے جاتے وہیں پہ خوشبو لگاتی ڈیرا
 وہ نکہتیں لاجواب ان کی لطافتیں بے مثال ان کی
 لکھی ہے نظمیں نے نعت ایسی حدیث و قرآن کی شرح جس میں
 ردیف اور قافیہ انوکھے، بلاغتیں بے مثال ان کی

بخشش ہماری

سر حشر جب ہوگی پرشش ہماری
غلامی کے دعوے پہ ہے ناز ہم کو
دروود و سلام ہم نے آقا پہ بھیجا
وہ مختار کل ہیں حبیب خدا ہیں
بس آقا کی مدحت کرے جائیں ہر دم
در مصطفیٰ پر ہمیں موت آئے
ہو حب نبی دل کی دھڑکن میں شامل
شب و روز آقا کا چرچا کریں ہم
وہ مولیٰ ہمارے ہیں ہم ان کے بندے
وہابی کی صورت پہ پھٹکار بر سے
نبی کو کہیں گر بشر اپنا جیسا
نہ ہو حشر تک قافیہ تنگ نظمی
ہے نعت نبی شعری کاوش ہماری

نعت نور کی

صبح طیبہ میں ہوئی بٹی ہے نعت نور کی
حشر کے دن ہوگی جب صبح شفاعت نور کی
لا مکاں میں طالب و مطلوب کا کیا امتیاز
ماں حلیمہ آپ کے آنگن پلا بطحا کا چاند
گنبد خضرا کو آنکھوں سے چھوئیں دل میں رکھیں
وہ مقدس پاؤں جن سے موم ہو پتھر کا دل
بو ہریرہ ایک پیالہ دودھ پر حیران تھے
جبریل آئیں نہ جن کے گھر اجازت کے بنا
دیکھتے ہی دیکھتے ساری بلائیں دور ہوں
معجزے سب کو ملے مخصوص مدت کے لیے
خان زادہ سیدوں کا اعلیٰ حضرت بن گیا
مفتی اعظم کو حاصل ہو گیا نوری لقب
فرش سے تا عرش چلتی ہے ضیافت نور کی
آنکھیں خیرہ ہوں گی جب دیکھیں گی طلعت نور کی
قاب قوسین اصل میں ہے شان رفعت نور کی
کیسی تھی انصاف پر مبنی رضاعت نور کی
روح کے اندر سما جائے زیارت نور کی
لوح دل پر نقش کر لیں ہم بھی صورت نور کی
پیٹ ستر نے بھرا ایسی تھی برکت نور کی
ان کی جلوت نور کی ہے ان کی خلوت نور کی
رکھے گر ورد زباں دن رات آیت نور کی
حشر تک قرآن ہے زندہ کرامت نور کی
کیونکہ اس نے زندگی بھر کی تھی خدمت نور کی
نور کی سرکار سے پالی جو بیعت نور کی
اعلیٰ حضرت نے لکھا تھا اک قصیدہ نور کا
اور نظمی لکھ رہا ہے نوری مدحت نور کی

عنایت رسول کی

عشاق کے لیے ہے شفاعت رسول کی
عرفان ذات باری تعالیٰ دیا ہمیں
طیبہ کو مصطفیٰ نے دیا روپ اک نیا
عرق بدن رسول کا مہکے گلاب میں
نبیوں کے بعد جن کا لقب افضل البشر
اچھے برے کے فرق سے فاروق وہ ہوئے
دولت فروغ دین پہ جی بھر کے خرچ کی
خیبر کا در اکھاڑ کے پھیکا بفضل حق
نبیوں میں سب سے اعلیٰ ہے رتبہ حضور کا
طیبہ کا عکس بن گئی بغداد کی زمیں
اجمیر ہے ضیائے محمد سے تابناک
مشہور ہند میں ہوئے مارہرہ بلگرام
مرکز ہے سنیت کا بریلی کا شہر پاک
وقت وصال ہات میں رکھی شفا شریف
انسانیت کی نظمی ہے معراج بس یہی
ہو جان سے بھی بڑھ کے محبت رسول کی

خوشبوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم

جب بھی اٹھ جاتے ہیں رحمت لیے ابروئے نبی
مغفرت دیکھنے لگتی ہے تبھی سوئے نبی
اس کی آنکھوں میں بچے کیسے چمن جنت کا
دیکھ آیا ہے جو ایک بار کبھی کوئے نبی
یاد فرمائی ہیں قرآن نے جس کی قسمیں
شرح والشمس ہے تفسیر ضعی روئے نبی
نکھتیں جن کی سرعرش رچیں اسری میں
مشک کو خوشبو عطا کرتے ہیں گیسوئے نبی
حرز جاں ورد زباں یہ مرے آقا کی رہیں
آئے قرآن کی آیات سے خوشبوئے نبی
شاخ در شاخ کا اعجاز اسی میں دیکھا
زندگی کی نئی برہان ہے ہر موئے نبی
حشر میں پیاس بجھائے گی جو ہم پیاسوں کی
حوض کوثر سے ہے موسوم وہی جوئے نبی
لطف و اکرام کے اوصاف ہیں اس میں مضمحل
دشمنوں پر بھی ہے رحمت کی گھٹا خوئے نبی
نظمی بس ایک صدا ہوگی یہی محشر میں
اے گنہگارو بڑھو تھام لو بازوئے نبی

الفـت ان کی

گلشن دہر میں ہر جا ہے لطافت ان کی
مژدہ فردوس کا لاتی ہے محبت ان کی
صدق بوکمر سے ظاہر ہے صداقت ان کی
حضرت عثمان میں ہے ان کی حیا ان کی سخا
جس کے ادراک سے محروم ہیں دنیا والے
ہم سمجھ لیں گے کہ دیکھا ہے خدا کا جلوہ
کعبے کا کعبہ کہا جاتا ہے روضہ ان کا
حجرہ حضرت صدیقہ کی عظمت کے ثار
ان کے گلشن کے ہیں دو پھول حسین اور حسن
ماہ طیبہ کی چمک شمس و قمر میں پنہاں
فیض میلاد نبی حشر میں ظاہر ہوگا
ان کا ہی کلمہ پڑھے حضرت آدم کی زباں
ہم گنہگار ہیں لیکن ہے یقین کامل
نور اول کا جنہیں جلوہ اول کہیے
روز میثاق خدا نے لیا سب سے وعدہ
ہر نماز ان کے تصور سے سبھی رہتی ہے
حشر میں رحمت رب سایہ فگن ہوگی وہاں
ورفعنا لک ذکرک سے عیاں شان رفیع

زندگی روئے زمیں پر ہے بدولت ان کی
اور لے جاتی ہے دوزخ میں عداوت ان کی
عدل فاروق میں پنہاں ہے عدالت ان کی
اور علی شیر خدا میں ہے سیادت ان کی
حشر کے روز عیاں ہوگی حقیقت ان کی
خواب میں ہم کو جو ہو جائے زیارت ان کی
فخر فردوس سراسر ہے وہ تربت ان کی
حشر تک جس کو میسر ہے رفاقت ان کی
نور ہی نور نظر آتی ہے عترت ان کی
انجم و کاکشاں میں بھی ہے طلعت ان کی
کسی مومن کو نہ چھوڑے گی شفاعت ان کی
انبیاء دیتے چلے آئے بشارت ان کی
بخشوائے گی ہمیں حشر میں رحمت ان کی
قبل آدم ہوئی مشہور رسالت ان کی
فرض نبیوں پہ ہوئی مدحت عظمت ان کی
ہم پہ واجب ہے تشہد میں شہادت ان کی
جس طرف اٹھ گئی انگشت شہادت ان کی
طاہا یاسین سے ظاہر ہے فضیلت ان کی

قاب قوسین کی تمثیل کے مصداق بنے
شوق دیدار میں بے چین نہ ہو یوں اے دل
کعبہ میزاب کی انگلی سے بتاتا ہے ہمیں
سبز گنبد کا وہ منظر کوئی کیسے بھولے
میں نے کعبے سے لپٹ کر یہی مانگی ہے دعا
ان کی اک چشم کریمی پہ ہے موقوف نجات
حشر میں ڈوبنے والوں کو چہ دوزخ سے
شہ بطحا کا یہ در ہے کوئی خالی نہ پھرے
آسماں خوان، زمیں خوان، زمانہ مہمان
خسروا عرش پہ اڑتا ہے پھریرا ان کا
بس گئی نکہت طیبہ رگ و پے میں نظمی

نعت کہنے کو تو سب کہتے ہیں نظمی لیکن
تیرا ہر شعر ہے اعجاز و کرامت ان کی

کس کی مدحت، ان کی ان کی

حشر کے دن واجب ٹھہرے گی کس کی شفاعت، ان کی ان کی
روز قیامت ہم پر ہوگی کس کی رحمت، ان کی ان کی
کس کا پسینہ خوشبو بن کر مہکا پھولوں کی دنیا میں
گلشن عالم میں پھیلی ہے کس کی نکلت، ان کی ان کی
کس نے شب معراج حد اجسام سے آگے منزل کی ہے
عرش معلیٰ سے آگے ہے کس کی رفعت، ان کی ان کی
نام ان کا تورات میں پایا، ذکر ان کا انجیل میں دیکھا
دیتے چلے آئے ہیں پیبر کس کی بشارت، ان کی ان کی
إِنَّا أَعْطَيْنَكَ الْكَوْثَرَ کس کا ذکر ہے، ان کا ان کا
کس کی شوکت کس کی عظمت کس کی کثرت، ان کی ان کی
إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِد کس کی صفت کا ذکر ہوا ہے
قرآن کے ایک ایک ورق میں کس کی مدحت، ان کی ان کی
إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ کس کے نطق کا یہ چرچا ہے
کس کی خطابت کس کی فصاحت کس کی بلاغت، ان کی ان کی
تاج انھیں کا راج انھیں کا معرکہ معراج انھیں کا
ثُمَّ دَنَا فَتَدَلَّىٰ سے ہے کس کی نسبت، ان کی ان کی
کس کی حیات پاک کا اک اک گوشہ ہے تقلید کے قابل
امن و اماں پر مبنی نظم کس کی سیرت، ان کی ان کی

سرخوشی نئی

طیبہ کے تاجدار نے دی زندگی نئی
نعت رسول کی جو یہ محفل سبھی نئی
قرآن نے حیات کا وہ فلسفہ دیا
ہم کو دیا نبی نے مساوات کا سبق
اخلاص اور صدق کا جذبہ عطا کیا
خُلِقَ نَبِیٌّ سِیِّدٌ لِّعَالَمِ الْبَرَئِیَّاتِ
کردارِ مصطفیٰ نے سکھایا ہمیں یہی
سردارِ دو جہاں کا ہے بستر چٹائی پر
دنیا میں دور دورہ جہالت کا جب بڑھا
طیبہ کے گلستاں میں ذرا چل کے دیکھیے
روضہ نبی کا جس نے بھی دیکھا ہے اک نظر
تاثیر ہے یہ شاہِ مدینہ کے نام میں
پڑھیے درود اور سلام ان کے نام پر
نعت رسول میں نے پڑھی نجدی جل گیا
اچھے میاں کے در پہ مریدوں کی بھیڑ ہے
مرشد کی اک نگاہ کے ہم بھی ہیں منتظر
مرشد کے ہات پر جو تہہ دل سے بک گیا

نظمی نے جب سے دیکھا ہے روضہ حضور کا
چھائی ہوئی ہے قلب پہ اک بے خودی نئی

جستجوئے نبی ﷺ

زندگی زندگی

میرے دل میں ہے جستجوئے نبی ﷺ زندگی میری آرزوئے نبی ﷺ
ارض جنت کی کیا حقیقت ہے بڑھ کے فردوس سے ہے کوئے نبی ﷺ
بندگی بے خودی میں بدلی ہے دل کا قبلہ ہوا ہے سوئے نبی ﷺ
روح کی تشنگی مٹے گی تبھی پینے مل جائے جام جوئے نبی ﷺ
خاک طیبہ مرے کفن میں رکھو قبر میں مجھ کو آئے بوئے نبی ﷺ
میرے دل میں بھی ہوک اٹھتی ہے جب بھی جاتے ہیں لوگ سوئے نبی ﷺ
دل ہو سجدے میں آنکھ سجدے میں حاضری یوں ہو روبروئے نبی ﷺ
مرتبہ اس دعا کا کیا کہیے جس دعا کو ملے گلوئے نبی ﷺ

قبر کی فکر کیا تجھے نظمی
تیرے دل میں ہے عکس روئے نبی ﷺ

حب احمد میں چھپی ہے زندگی یہ نہ ہو تو موت سی ہے زندگی
وادی طیبہ میں رہنا گر ملے ہم یہ سمجھیں زندگی ہے زندگی
ذکر محبوب خدا ہوتا رہے ورنہ بس اک خاموشی ہے زندگی
نور سرکار دو عالم کے طفیل بابا آدم کو ملی ہے زندگی
آقا اب تو چہرہ انور دکھائیں دید بن بے کار سی ہے زندگی
عظمت احمد ہے دنیا کی اساس اور اسی پر مٹتی ہے زندگی
دم بدم ہو ورد نام پاک کا ہاں یہی ہے ہاں یہی ہے زندگی
ان کے روضے کی زیارت ہو نصیب ہم یہ سمجھیں اب ملی ہے زندگی
جو بسر ہو مصطفیٰ کے بغض میں وہ بھی کتنی لعنتی ہے زندگی
دل سے ہو جائیں فنا فی المصطفیٰ ہاں تبھی تو کام کی ہے زندگی
ان سے الفت اور ان کی آل سے عاشقی در عاشقی ہے زندگی

نظمی جی نعت نبی پڑھتے رہو
زندگی ہے زندگی ہے زندگی

ذکرِ صبح گاہی

نعت رسول اکرم ہے ذکرِ صبح گاہی فوج محمدی کا میں بھی ہوں اک سپاہی
یہ تاجدار طیبہ کا معجزہ ہے واللہ اک اک غلام ان کا کرتا ہے بادشاہی
سرکار جن کو چاہیں وہ ہیں بلال حبشی روشن رخوں پہ بھاری ہے ان کی روسیاهی
پیران پیر جن کو کہتی ہے ساری دنیا ان کے مرید اوپر آتی نہیں تباہی
سرکار کی عطا ہے خواجہ پیا کو اتنی اپنے کرم سے ان کو بخشی ہے دیں پناہی
خلق خدا کی الفت دین متین کی خدمت نانا کی یہ روایت سید☆ نے تھی نباہی

عشق رسول اکرم مقصودِ زیستِ نظمی
درکار نیست مارا شہرت نہ مرغ و ماہی

☆ مراد مرشد عالم سید العلماء مولانا مولوی حافظ قاری مفتی حکیم الحاج سید شاہ آلِ مصطفیٰ سید میاں قادری برکاتی رحمۃ اللہ علیہ، سجادہ نشین ومتولی، درگاہ برکاتیہ، مارہرہ و صدر آلِ انڈیائی جمعیت العلماء۔

تاشیرنگاہِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

ساری دنیا کیوں ہوئی شیطاں کی بہکائی ہوئی ماڈے کے پھیر میں روحانیت آئی ہوئی
منجھد ہر ایک دل ہر آنکھ پتھرائی ہوئی ہر نفس گمراہ ہے ہر عقل بہکائی ہوئی
پتھروں کے شہر میں نکلے ہیں اینٹوں کے جلوس آدمیت کا بچ کے گھر میں ہے گھبرائی ہوئی
کب دھماکے ہوں چھناکے ہوں کسی کو کیا خبر دلی دھڑکن خوف و دہشت سے ہے تھرائی ہوئی
پھر مشیت نے لکھی تحریر ان کے نام پر جن کے صدقے میں رسالت کی پذیرائی ہوئی
فتح مکہ ہو گیا اوندھے گرے سب دیوتا آج ہر سو ہر طرف توحید ہے چھائی ہوئی
پھر ہوا دورہ اماں کا اور معافی کی عطا حکمرانوں کی انا ہے آج شرمائی ہوئی
جو محمد کا ہوا اللہ اس کا ہو گیا جو پھرا لٹے قدم پھر اس کی رسوائی ہوئی
لو لگائی جس نے طیبہ سے وہی فاتح رہا اک نگاہِ مصطفیٰ ٹالے بلا آئی ہوئی
نظمی تم نے نعت کو پہنایا اسلوبِ جدید
نعت گوئی بھی کھڑی ہے آج اترائی ہوئی

جیسے مرے آفتابیں

جیسے مرے آقا ہیں کوئی اور نہیں ہے
نبیوں کے وہ مولیٰ ہیں کوئی اور نہیں ہے

گنتی میں رسولوں کی وہی اول و آخر
اوصاف ہمایوں میں وہی طیب و طاہر
اللہ کی عطا سے ہیں وہی باطن و ظاہر

ہر دل کی تمنا ہیں کوئی اور نہیں ہے

دنیاؤں میں یکتا ہیں کوئی اور نہیں ہے

رب نے انھیں بخشے ہیں علوم ہر دو جہاں کے

فاتح ہیں وہی حشر کے دن باب جنات کے

مختار ہیں دنیا کے ہر ایک سود و زیاں کے

مجاہد ہیں وہ ماویٰ ہیں کوئی اور نہیں ہے

جگ والوں کے داتا ہیں کوئی اور نہیں ہے

جو چاہے کہ جنت لے تو جنت اسے دیدیں

اور ساتھ میں رہنے کی اجازت اسے دیدیں

بیمار علی آئے تو ہمت اسے دیدیں

ایسے وہ مسیحا ہیں کوئی اور نہیں ہے

کائنات کے راجا ہیں کوئی اور نہیں ہے

یہ قصہ تو لمبا ہے کبھی ختم نہ ہوگا
اللہ نے اونچا نہ کیا ذکر کسی کا
بس اپنے ہی محبوب کو رتبہ دیا اعلیٰ

طیبہ کے وہ دولہا ہیں کوئی اور نہیں ہے
نظمی کے وہ بلبل ہیں کوئی اور نہیں ہے

درود شریف پڑھنے والے کو اللہ تعالیٰ کے خزانوں سے تین انمول تحفے عطا
ہوتے ہیں: رحمت، فضل و کرم، شفقت۔ اسی طرح دربار رسالت سے بھی درود
شریف کا ورد کرنے والے کو تین تحفے ملتے ہیں: سلامتی، شفا، مغفرت۔ اسی طرح
فرشتوں سے بھی درود پڑھنے والوں کو تین تحفے ملتے ہیں: رحمت، سلام، حفاظت۔



امتیازِ کلیم و حبیب

بشارتیں جس کی انبیا دیں یہ تذکرہ اس مجیب کا ہے
 حسب نسب میں جو سب سے افضل قصیدہ یہ اس نجیب کا ہے
 ہزاروں صدیوں سے گمراہی کا مرض تھا انسانیت پہ چھایا
 اسے شفاءِ دوام بخشی کمال یہ کس طبیب کا ہے
 جمال احمد جمال رب ہے یہ راز صدیق نے تھا جانا
 ابو لہب نے بشر تھا مانا قصور اس کے نصیب کا ہے
 ادب نبی کا ہے فرض تم پر ہمیشہ بھیجو درود ان پر
 قرآن میں مختلف جگہوں پر یہ حکم رب حبیب کا ہے
 جمال زہرا ہے ایک جانب کمال حیدر ہے ایک جانب
 حسن اُدھر ہیں حسین اُدھر ہیں یہ کنبہ رب کے حبیب کا ہے
 میں قادریت پہ اپنی نازاں میں چشتیت پہ ہوں اپنی فرحاں
 کہ شاہِ برکت سے میرا رشتہ بہت ہی زیادہ قریب کا ہے
 وہ طورِ سینا پہ لَنْ تَرَانِی یہ عرش پر حکم اُذُنْ مِیْنِی
 یہی تو بس امتیازِ نظمی کلیم کا اور حبیب کا ہے

میری پہلی نعت

کرم مجھ پر بھی بس اتنا مرے سرکار ہو جائے
 بھنور میں ہے پھنسا میرا سفینہ پار ہو جائے
 تمنا ہے مری اتنی کہ مرتے وقت بالیں پر
 رسول اللہ کا یارب مجھے دیدار ہو جائے
 تمہیں ہو شافع محشر دعا سن لو غریبوں کی
 کہ امت کے گنہگاروں کا بیڑا پار ہو جائے
 رہ محشر ہمارے واسطے آسان ہو آقا
 وہابی کے لیے یہ راہ بھی دشوار ہو جائے
 ملیں سنی کو عشق احمدی کی لذتیں یارب
 وہابی عشق شیطان میں مگر بیمار ہو جائے
 ہمیں دونوں جہاں میں اے خدا تو عزتیں دینا
 مگر وہ دیو کا بندہ ذلیل و خوار ہو جائے
 یہی ہے آرزو آقا بلا لو اب مدینے میں
 مزار پاک کا نظم کو بھی دیدار ہو جائے

رحمت سراپا

رحمت سراپا نور نبوت لیے ہوئے
 مارہرہ ہے مدینے کی قربت لیے ہوئے
 نور خدا سے نور محمد جدا نہیں
 ان کو عطا کیا گیا معراج کا شرف
 آقا ہیں نور، نور علی نور، نور گر
 روح الامیں بھی سدرہ سے آگے نہ جاسکے
 یہ مہر و ماہ ارض و سما ان کے دم سے ہیں
 واللیل والضحیٰ سے مراد ان کے زلف و رخ
 قرآن خُلق پاک ہے میرے حضور کا
 یوں معجزات اور رسولوں کو بھی ملے
 نسل رسول کو وہ فضیلت عطا ہوئی
 ہم پر کبھی نہ شرک کا الزام آئے گا
 ہم عاصیوں کی ناؤ ترانے وہ آئیں گے
 اے کاش موت آتی مدینے کی خاک پر
 دوزخ طرف فرشتے مجھے لے چلیں گے جب
 ہو موت و زندگی فقط اللہ کے لیے
 اچھے میاں کے در کی کرامت تو دیکھیے
 احمد رضا کو فیض ہے آل رسول کا

منکر نکیر قبر میں جب میری آئیں گے
 یارب ہمیں ہو جذبہ احمد رضا عطا
 زندہ رہیں نبی کی محبت لیے ہوئے
 نظم کے پاس اور تو کچھ بھی نہیں مگر
 بیٹھا ہے خاندانی شرافت لیے ہوئے

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث نقل کی کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب کسی مسلمان کے پاس صدقہ دینے کے لیے کوئی چیز نہ ہو تو وہ اپنی دعا میں یہ درود پڑھے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَصَلِّ عَلٰی الْمُؤْمِنِيْنَ
 وَالْمُؤِمِّنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ.

ان کے روضہ کی زیارت ہے ہمارے دل کا شوق
 ڈوبتے کو جیسے ہو طوفان میں ساحل کا شوق
 نظم

الفاظ نہیں ملتے

الفاظ نہیں ملتے سرکار کو کیا کہیے جبریل سلامی دیں دربار کو کیا کہیے
 اخلاق محمد کی کیا شان نرالی ہے دشمن بھی پڑھیں کلمہ، کردار کو کیا کہیے
 میثاق ازل میں جو اقرار بلی ٹھہرا جاری ہے وہ محشر تک اقرار کو کیا کہیے
 بس ایک پلک جھپکی معراج ہوئی پوری اس صاحب رفعت کی رفتار کو کیا کہیے
 تھی نطق محمد میں تاثیر کلام رب فصحا بھی بنے گونگے گفتار کو کیا کہیے
 ایک ایک صحابی پر فردوس بھی نازاں ہے صدیق و عمر عثمان کرار کو کیا کہیے
 اے طور تجھے شاید وہ بات نہ بھولی ہو اصرار کو کیا کہیے، انکار کو کیا کہیے
 وہ غار کہ جس نے اک تاریخ بنائی ہے اس غار کو کیا کہیے اس یار کو کیا کہیے

نظمی تری نعتوں کا انداز نرالا ہے
 مضمون انوکھے ہیں اشعار کو کیا کہیے

کعبے کا کعب

جب بھی کبھی آقا کا وضہ نظر آتا ہے سچ پوچھو تو کعبے کا کعبہ نظر آتا ہے
 کیا خوب بہانہ ہے عید دل عاشق کا جب قبر میں آقا کا جلوہ نظر آتا ہے
 معراج تحفیل کی تکمیل سی ہوتی ہے جب خواب میں وہ نوری چہرہ نظر آتا ہے
 خورشید رسالت کی پڑ جائے تجلی جب تب رشک قمر ہر ہر ذرہ نظر آتا ہے
 وہ بات جسے کہیے بے خوف پر قدرت اس بات میں کوثر کا پیالہ نظر آتا ہے
 اجیر کی مے شامل مارہرہ کی مستی میں ہاں پیر ہمیں اپنا خواجہ نظر آتا ہے
 یہ آل محمد کے قدموں کی ہی برکت ہے مارہرہ مدینے کا سایہ نظر آتا ہے

نظمی کے قلم پر ہے فیضان رضا غالب
 جو شعر بھی کہتا ہے تازہ نظر آتا ہے

آرزوئے دل

دل کی یہ آرزو ہے در مصطفیٰ ملے
 موسیٰ ز ہوش رفت بیک پر تو صفات
 مومن وہی ہے جو کہ فنا فی الرسول ہو
 بو بکر جیسا صدق و صفا ہو ہمیں عطا
 راہ خدا میں وقف کریں ساری زندگی
 یوں ہی غلام غوث رہیں تا حیات ہم
 رب کے کرم سے ہم کو ہدایت کے واسطے
 اچھے میاں کے در کی کرامت تو دیکھیے
 ہے فیض یہ بھی حضرت آلِ رسول کا
 مارہرہ بھی مدینے کی ہی ایک شاخ ہے
 سرکار اس غلام پہ ہو جائے اک نظر
 کلمہ پڑھیں رسول کا اور گالیاں بھی دیں
 تبلیغ دیں کی آڑ میں پھیلائیں نجدیت
 عشق رسول پاک سے سرشار کر دیا
 آساں پل صراط ہو نظمی کے واسطے
 آمین جبرئیل سے میری دعا ملے

بارہویں آئی

بارہویں آئی ہے گویا کہ بہار آئی ہے
 جس کے صدقے میں معطر ہوئے مشک و عنبر
 کون سمجھے گا بھلا ذات محمد کے رموز
 مردہ قوموں میں نئی جان نئی روح بھری
 حبِ احمد میں ہے صدیق سا جذبہ لازم
 رب کے بندے بھی ہیں محبوب بھی پیغمبر بھی
 دل بیمار کو ہو موت کا کیا خوف بھلا
 کیوں نہ ہو وقف زباں ذکر شہ طیبہ میں
 ذکر احمد سے جسے چڑھتا ہو زوروں کا بخار
 آج جو شخص بھی اسلام کو کہتا ہے برا
 آج کے جلسے میں موجود جو سنی ہے یہاں
 مجھ کو اجداد سے ورثے میں ملا ہے یہ قلم
 صف محشر میں جہاں سوکھے ہوں اوروں کے گلے
 رب کے محبوب کے آنے کی خبر لائی ہے
 دل مرا کب سے اسی زلف کا شیدائی ہے
 ان کی ہستی تو ازل سے ہی مہمائی ہے
 ہاں یہی تو مرے آقا کی مسیحائی ہے
 یوں تو ہر لب پہ ہی آقائی و مولائی ہے
 ان کے ہر روپ میں تخلیق کی زیبائی ہے
 زندگی بخش وہ طیبہ کی ہوا آئی ہے
 زندگی ان کی بدولت ہمیں مل پائی ہے
 ایسے مردود کی شیطاں سے شناسائی ہے
 دل کا اندھا ہے وہ اور عقل کا سودائی ہے
 انشاء اللہ وہ جنت میں مرا بھائی ہے
 نعت کہنا بھی تو پیشہ مرا آبائی ہے
 آقا فرمائیں کہ نظمی مرا شیدائی ہے

ارض جنت میں بھلا اس کو سکوں کیسے ملے
 قلب نظمی تو مدینہ کا تمنائی ہے

شفیع لقب

حشر کے دن نفسی نفسی ہے سب کا دامن خالی ہے
ایک وہی تو شفیع لقب ہے جو مخلوق کا والی ہے
رب سے جب بھی مانگا ہم نے صدقہ احمد مانگا ہے
ہم کو ہمارے پیر نے کتنی اچھی عادت ڈالی ہے
رب ہے معطی میں ہوں قاسم یہ ارشاد رسالت ہے
اسی لیے تو ان کے در پر سارا جگ ہی سوالی ہے
منکر اور نکیر نے ہم سے قبر میں جب دریافت کیا
جواب کی مشکل درود کی عادت نے پل بھر میں ٹالی ہے
رفعت ذکر حبیب تو خود ہی رب قدیر کی سنت ہے
گلشن گلشن ذکر انھیں کا چرچا ڈالی ڈالی ہے
نام محمد کے صدقہ میں سارے دکھ ٹل جاتے ہیں
میم محمد کی برکت نے بگڑی بات سنبھالی ہے
انا اعطینک الکواثر شان ہے میرے آقا کی
ان کی ذات مقدس نظمی کوثر و کثرت والی ہے
کلک رضا کی برکت ہے یہ فیض ہے میرے مرشد کا
پوری مناظر کی فرمائش نظمی نے کر ڈالی ہے

فراق کوئے نبی میں بڑھا جنوں حد سے یہ کیا ہوا کہ ہم اپنا پتہ ہی بھول گئے
نظمی

طیبہ کا گلستاں

سارے جہاں سے اچھا طیبہ کا گلستاں ہے
اس سرزمین پہ میرے آقا کا آستاں ہے
قرآن ہے قصیدہ عنوان ہیں محمد
پڑھیے جو غور سے تو ان کی ہی داستاں ہے
آدم نے جس کو چاہا، عیسیٰ نے بھی سراہا
ہاں ہاں وہ میرا آقا سردار مرسلان ہے
سرکار کی محبت جس کے نصیب میں ہے
روحانیت کے ناطے وہ رستم زماں ہے
دوزخ طرف فرشتے جب لے چلیں گے مجھ کو
آقا کہیں گے چھوڑو یہ میرا نعت خواں ہے
ہم سنیوں کی مولیٰ بگڑی بنانے آئیں
چاروں طرف سے ہم پر یلغار دشمنان ہے

سرکار ہی سنین گے امداد بھی کریں گے
کیوں دھیان تیرا نظمی ناحق یہاں وہاں ہے

مصطفیٰ جانِ رحمت کی الفت لیے ہر مسلمان کا دل دھڑکتا رہے
توشہ حب احمد کی نعمت لیے کارواںِ زندگانی کا چلتا رہے
بزمِ میلاد اس کر و فر سے سبھی، قلبِ عشاق میں تازگی بھر گئی
جامِ عرفان حق آئے گردش میں اب بادہِ عشق احمد چھلکتا رہے
یہ علی کے عمل سے ہے ثابت ہوا، طاعتِ مصطفیٰ ہے عبادت کی جاں
زانوئے مرتضیٰ پر ہو آقا کا سر، ڈھل رہا ہو جو خورشید ڈھلتا رہے
اک حسین اک حسن دونو اسوں سے ہی سلسلہ خاندانِ نبی کا چلا
ارضِ مارہرہ میں بھی دونو اسوں سے ہی گلشنِ شاہِ برکت مہکتا رہے
رو برو ہو مرے آستانِ نبی وردِ صلِ علی ہو زباں پر مری
جھوم کر میں پڑھوں پھر سلامِ رضا وجد طاری رہے دم نکلتا رہے
بزمِ میلاد یوں ہی سجاتے رہیں نعتِ سرکار یوں ہی سناتے رہیں
ذکر احمد کیے جائیں ہم دم بدم جلنے والا جلے اور جلتا رہے
آقا اب میری فریاد سن لیجیے میری جھولی مرادوں سے بھر دیجیے
کیا پسند آئیگا آپ کو یہ حضور آپ کے در پہ نظمیں بلکتا رہے

جو بھیک لینے کی عشاق جستجو کرتے مدینہ جا کے نہ آئیں، یہ آرزو کرتے
وہ چار عین، عتیق و عمر، علی، عثمان نچوڑ دیتے جو دامنِ ملک وضو کرتے
مرے نبی کو خدا نے دیا تھا حسن ایسا کہاں برابری یوسف سے خوب رو کرتے
ہزار بار ہمیں گر طلب کا حق ملتا ہر ایک بار مدینہ کی آرزو کرتے
یہ کون ہستی ہیں، پوچھا کیے فرشتے سوال نبی کے سامنے ہم کیسے گفتگو کرتے
اگر کلیم کو آقا کا دور مل جاتا تو وہ بھی امتی ہونے کی آرزو کرتے
بلال جیسا نہ ہو عشق اگر تو سب بے کار اگرچہ عمر کٹے ساری ہا و ہو کرتے
جو شیخِ نجدی ہمیں ایک بار مل جاتا تو نامِ آقا پہ ہم اس سے دو بدو کرتے
ہمیں غلامی میں کر لیجیے حضور قبول عریضہ پیش یہ آقا کے روبرو کرتے
ہمارے بس میں نہیں اور اگر کہیں ہوتا ہر اک وہابی کے منہ پر ہم آخ تھو کرتے
کلامِ نظمیں میں شامل رضائے نوری ہے
عدو جلیں جھینیں تا عمر من و تو کرتے

سچا اعجاز

قبر میں جلوہ دکھانے والے جنتی ہم کو بنانے والے
ہاں یہی ہیں وہ مسیحا اعجاز قلب مردہ کو چلانے والے
عرش پہ کون بلانے والا اور کیا خوب ہیں جانے والے
چوم لوں، آترے قدموں کو میں ارے او طیبہ سے آنے والے
ہمیں محرومی کا احساس ہو کیوں مصطفیٰ ہیں جو کھلانے والے
ہم بھی طیبہ کی گلی دیکھیں گے جب بلائیں گے بلانے والے
ہم تو پڑھتے ہیں کھڑے ہو کے سلام بیٹھے جلتے رہیں تھانے والے
رند کے سر سے نشہ کیا اترے غوث اعظم ہیں پلانے والے
نظمی تم پر تو ہے آقا کا کرم کیا ستائیں گے زمانے والے

غل مچا، عاشقو آؤ آؤ
نظمی ہیں نعت سنانے والے

کہاں چلے گئے

دل، جان، ہوش اور خرد سب کارواں چلے گئے تم بھی مدینہ چل پڑو، سب تو وہاں چلے گئے
عشقی کا فکر و فلسفہ، عینی کا رعب و دبدبہ نوری کا مشرب سنا، یہ سب کہاں چلے گئے
مایوسیوں نے جب کبھی گھیرا غلام غوث کو یا غوث کہہ دیا تو سب سود و زیاں چلے گئے
دل، علم اور عمر کی تھیں کچھ لکیریں ہات میں اک دن نہ جانے کیا ہوا سارے نشان چلے گئے
تبلیغ مسلک رضا تھا جن کا مقصد حیات وہ سنیوں کے مقتدا سید میاں چلے گئے
چوَن برس جنھوں نے کی ترویج دین مصطفیٰ سید حسن، وہ نازش قاسم میاں چلے گئے

سوچا تھا آگے اور بھی نعتیں سنیں گے ان سے ہم
ایسے میں ہم کو چھوڑ کر نظمی میاں چلے گئے

برکت والا آیا ہے

جس کے نام مبارک سے ٹل جائے مصیبت دور ہوں غم
صلی اللہ علیہ وسلم برکت والا آیا ہے
إِنَّا أَعْطَيْنَكَ الْكَوْثَرَ جس کی شان ہے قرآن میں
قاسم نعت، صاحب رحمت کثرت والا آیا ہے
ماہ ربیع الاول ہم قربان ہوں تیری عظمت پر
لے کے ظہور نور الہی تو متوالا آیا ہے
جس کے قلم کی ہر جنبش میں نعت ہے اپنے نانا کی
آپ کی بستی میں وہ نظمی نسبت والا آیا ہے

مسند دیلمی میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اشتد غضب اللہ علی من آذانی فی عترتی یعنی
اس شخص پر اللہ کا قہر نازل ہوتا ہے جو میرے اہل بیت کے سلسلے میں مجھے اذیت دیتا ہے۔

آمنہ بی بی کے آنگن میں برکت والا آیا ہے
ہاشمی، قرشی، مکی، مدنی نعت والا آیا ہے
جس کی شریعت نے انساں کو نیک چلن کا درس دیا
ہاں وہ خلوص و حلم کا پیکر رحمت والا آیا ہے
مصر میں حسن یوسف دیکھ کے ہات کٹے تھے کتنے ہی
راج دلوں پر کرنے کو وہ صورت والا آیا ہے
چاند ہوا شق سورج پلٹا کلمہ پڑھا کنکریوں نے
مظہر دست قدرت بن کر قدرت والا آیا ہے
سارے گنہگار ان امت محشر میں مسرور ہوئے
جنت کا پروانہ لے کر جنت والا آیا ہے
دائی حلیمہ کی قسمت پر رشک فرشتے کرتے ہیں
گود میں ان کی نور مجسم طلعت والا آیا ہے
ثُمَّ دَنَا فَتَدَلَّى کا مصداق بنا معراج کی شب
عرش سے آگے منزل کرنے ہمت والا آیا ہے
جس کے بدن سے نکلی خوشبو مشک ختن کو مات کرے
طیب و طاہر نور مجسم نکھت والا آیا ہے
اہل عرب کو کس نے سکھائے جینے کے انداز نئے
ہاں وہی ابن ذبیح اعظم شہرت والا آیا ہے

دل کا فسانہ لگتا ہے

اپنے پرانے سے بے گانہ لگتا ہے یہ تو محمد کا دیوانہ لگتا ہے
 رخت سفر باندھ اے دل چل طیبہ کو چلیں ان کے شہر کا آب و دانہ لگتا ہے
 اللہ کا محبوب اور ایک معمولی بشر! ایسا تصور بھی بچکانہ لگتا ہے
 جب کوئی آقا کی اہانت کرتا ہے اپنا ہو تب بھی بے گانہ لگتا ہے
 فرقت طیبہ کی جب باتیں ہوتی ہیں ہم کو اپنے دل کا فسانہ لگتا ہے
 ایک ہی پیالہ رہزن کو ابدال کرے یہ تو بغدادی مے خانہ لگتا ہے
 ہر جانب انوار کی بارش ہوتی ہے خواجہ کا در کیا ہی سہانا لگتا ہے
 نسبت والے پیروں کا ہوتا ہے کرم مارہرہ طیبہ کا آنا لگتا ہے

گنبد خضریٰ نام آتے ہی مضطر ہو
 نظمی طیبہ کا مستانہ لگتا ہے

کلکِ رضا کی برکت

جو پست پست کیا عاصیوں کو وحشت نے تو مست مست کیا مصطفیٰ کی رحمت نے
 حبیب دو ہوں تو محبوبیت کا کیا مطلب بنایا دوسرا احمد نہ دست قدرت نے
 ہزاروں سجدے کریں ان کی ذات کو کم ہے ہمیں تو باندھ دیا ان کی ہی شریعت نے
 تمھاری دوستی اور دشمنی ہو حق کے لیے ہمیں سکھایا یہی ہے کتاب و سنت نے
 منیٰ میں موت کو میں نے قریب سے دیکھا بچایا مجھ کو مرے مرشدوں کی نسبت نے
 مفاد ذات کی خاطر کسی سے کچھ مانگوں کبھی کیا نہ گوارا یہ میری غیرت نے
 کمال ہے کہ بریلی کے خان زادوں کو فروغ بخشا ہے مارہرہ کی سیادت نے
 کہاں رسول کی مدحت کہاں قلم میرا سلیقہ بخشا مجھے روح اعلیٰ حضرت نے

تمھاری نعتوں کا انداز منفرد نظمی
 کمال کر دیا کلکِ رضا کی برکت نے

نعت ہفت رنگ

رفعت مصطفائی پر عرش کی عقل دنگ ہے
 ان کی ہر اک ادا میں کیا محبوبیت کا رنگ ہے
 خوشبوئے مصطفیٰ سے ہیں دونوں جہاں کی نکلتیں
 جنبش لب کی اک ادا مصحف خوش ترنگ ہے
 والیل و الضحیٰ سے ہیں آقا کے زلف ورخ مراد
 دل نور جسم نور ہے نورانی انگ انگ ہے
 عظمت و شان مصطفیٰ کوئی بتا سکے گا کیا
 ہوش کے ہوش گم ہوئے فکر رسا کو لنگ ہے
 کیسی ہے سیر لامکاں جو تھا نہاں ہوا عیاں
 روح الایمیں سے پوچھیے کیسے کا آج سنگ ہے
 آغاز سے اخیر تک قرآن ہے نعت مصطفیٰ
 محبوب کے بیان کا کیسا انوکھا ڈھنگ ہے
 کیسے ہیں خوش نصیب وہ سوتے ہیں جو بقیع میں
 مجھ کو بھی واں جگہ ملے دل میں مرے امنگ ہے
 انکار علم مصطفیٰ گھٹی میں ہے تری پڑا
 نجدی ترا ٹھکانا کیا تُو تو کئی پتنگ ہے
 گستاخ مصطفیٰ ہے تُو چل رے وہابی دور ہو
 پھٹکار تیری شکل پر دل پہ بھی تیرے زنگ ہے

محبوب کبریا کی ذات واجب احترام ہے
 توہین ان کی جو کرے اس سے ہماری جنگ ہے
 ملتا ہے مصطفیٰ کا در آلِ رسول کے طفیل
 مارہرہ سے مدینے تک روحانی اک سرنگ ہے
 عشقی کا عشق دیکھیے عینی کا نور دیکھیے
 اچھے میاں کی بارگاہ گلشن ہفت رنگ ہے
 نظمیں کیے ہی جائے گا میلاد مصطفیٰ بیاں
 اس کو کبھی نہ روکنا سنی بڑا دبنگ ہے
 نظمیں کو نار کی طرف لے چلیں جب ملائکہ
 آقا کہیں کہ چھوڑ دو یہ تو مرا ملنگ ہے

اور کیا ہے

عظمت مصطفیٰ جاننے کے لیے صدق دل اور فکر رسا چاہیے
 قربت رب ہے اس بات پر منحصر دل کی دھڑکن میں صل علیٰ چاہیے
 ہم مدینے کی گلیوں میں جا کر بسیں رات دن انکے قدموں میں لوٹا کریں
 اپنے آقا کا صدقہ اتارا کریں ہم غلاموں کو بس اور کیا چاہیے
 جب حرارت گناہوں کی حد سے بڑھے مہر روز قیامت سروں پر چڑھے
 ایسی نازک گھڑی میں خدا کی قسم ان کے دامن کی ٹھنڈی ہوا چاہیے
 مصطفیٰ خلد میں جب رکھیں گے قدم کھل اٹھے گا مسرت سے باغ ارم
 ہم بھی آقا کے قدموں میں پائیں جگہ اور کیا ہم کو اس کے سوا چاہیے
 سبز گنبد کی زیارت جسے مل گئی اس کی قسمت کی گویا کلی کھل گئی
 یوں مدینے کو جائیں کہ لوٹیں نہ ہم عشق کہتا ہے ایسی دعا چاہیے
 خاندان نبی سے ہے رشتہ مرا پھر بھی جنت پہ میرا اجارہ نہیں
 نیک و صالح بنوں با شریعت رہوں آپ لوگوں کی اتنی دعا چاہیے
 غوث اعظم کا سایہ ہے سر پر مرے مجھ پہ خواجہ کی بھی ہے نگاہ کرم
 شاہ برکت کے در کا میں دربان ہوں مجھ کو پیروں کی نوری ضیا چاہیے
 فیض نظمی کو مرشد کے در سے ملا اس کو بھی نعت کہنے کا فن آ گیا
 پر ابھی پختگی اس میں آئی نہیں تھوڑی تاثیر کلک رضا چاہیے

تو پھر اور کیا ہے

نبی کی ولادت کا جلسہ منائیں، عبادت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے
 یہاں ذکر ان کائناتیں اور سنائیں، یہ قسمت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے
 ہمیں بارہویں سے ہے اتنی عقیدت کہ عیدوں سے بڑھ کر اسے جانتے ہیں
 مناتے ہیں آقا کا یوم ولادت، سعادت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے
 خدا کی طرف سے تھی اسرئی کی دعوت چلے عرش کو وہ بصد نشان و شوکت
 سر لامکاں مصطفیٰ جا کے ٹھہرے، یہ رفعت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے
 مدینہ کے خطے خدا تجھ کو رکھے، ہے نسبت تجھے سرور انبیا سے
 تری سمت ہم سر کے بل چل کے آئیں، یہ چاہت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے
 نظر میں بسا ہے وہ آقا کا گنبد تصور میں ہیں ان کے محراب و منبر
 ہمیں موت آ جاتی اس سرزمین پر، یہ حسرت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے
 وہ ہیں مالک کل مگر پھر بھی ان کی غذا ہے وہی جو کی سوکھی سی روٹی
 شکم پر بندھا ہے جو آقا کے پتھر، قناعت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے
 کریں گے مرے آقا محشر کا سجدہ ملے گا شرف ان کو رب کی رضا کا
 سنائیں گے ہم کو وہ جنت کا مژدہ، شفاعت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے
 وہ تھے میرے دادا علی جن کے سر پر بندھا یوم خیبر نیابت کا سہرا
 اکھاڑا بچشم زدن باب خیبر، شجاعت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

رسول معظم کا کلمہ پڑھیں جو مگر پھر بھی ان کی برائی کریں جو

بشر اپنے جیسا کہیں مصطفیٰ کو عداوت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

پڑھی جب بھی نظمیں نے نعت محمد تو ایمان والے سبھی جھوم اٹھے

قلم کا یہ اعجاز احمد رضا کی کرامت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

اندازِ محبوبیت

حشر میں مصطفیٰ کی شفاعت پہ ہم عاصیوں کو بڑا فخر ہے ناز ہے

ہات میں ان کے ہوگا لوا احمد کا ان کی محبوبیت کا یہ انداز ہے

روح آدم کو ان کی بدولت ملی سارے انوار اُس نور پر منتہی

خلق اور خلق میں اُن کی ہی برتری نور احمد ہی تو حرف آغاز ہے

عرش سے آگے کس کو بلایا گیا کس کو اسرئ کا دولہا بنایا گیا

پردہ ذات کس پر اٹھایا گیا، کیا کہا کیا سنا یہ بھی اک راز ہے

تو نے باندھی ہے دستارِ جود و سخا، میرے تن پر ہے جرم و خطا کی عبا

میں سراپا معاصی میں ہوں مبتلا، عفو اور درگزر میں تو ممتاز ہے

حور و غلام ملائک کی پیشانیاں تیرے ہی نام سے پائیں تابانیاں

فرش سے عرش تک شرق سے غرب تک میرے سرکار تیری ہی آواز ہے

میرے کشکول حاجات میں یا نبی ڈال دیجیے اجابت کی تھوڑی سی بھیک

آپ کے در سے سائل نہ خالی پھرے آپ کا جودِ مگنتوں کا دم ساز ہے

نظمی کو جو رضا کا مخالف کہے، مرتے دم اسکے لب پر نہ کلمہ رہے

ہمہ دانی کا دعویٰ ہے جس شخص کو وہ منافق ہے، جھوٹا دغا باز ہے

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

☆ قیامت کے دن اس کے خطرات سے زیادہ سے زیادہ محفوظ دنیا میں درود پڑھنے والا ہوگا۔

☆ کثرت سے درود پڑھنے والا قیامت کے دن مجھ سے سب سے زیادہ قریب ہوگا۔

☆ جو شخص مجھ پر درود کسی کتاب میں بھیجے (لکھے) ہمیشہ فرشتے اس پر درود بھیجتے رہیں

گے جب تک میرا نام اس کتاب میں رہے گا۔



عقیدت کے گلاب

مصطفیٰ کیسے بشر ہیں کوئی کیا پہچانے ان کی تخلیق کا رُمران کا خدا ہی جانے
 بو لہب نے تو فقط ان کا سراپا دیکھا دیو کا بندہ نبی کو بھلا کیونکر مانے
 ہم تو محشر میں کہیں کے بھی نہ رہتے واللہ رکھ دیا ہات شفاعت کا شہ بطحانے
 عشق احمد نہ ہو دل میں تو عبادت ہے فضول لاکھ پھیرا کرو تسبیح کے سوؤں دانے
 فاتحہ نام سے دیو بندی بہت چڑتا ہے پر پہنچ جاتا ہے شُبرات کا ہلوا کھانے
 غوث اعظم کے بھروسے پہ ہیں رن میں اترے ہے کوئی آئے جو ہم مردوں سے سر ٹکرانے
 آیا اسلام مساوات کا پیغام لیے نئے سر سے سچ تہذیب کے تانے بانے
 در بدر ٹھوکریں کھانے سے نہ کچھ حاصل ہو پیر میرا مجھے کافی ہے یہ جانے مانے

نظمی اُوسر میں کھلاتا ہے عقیدت کے گلاب
 بیٹھے ہیں دانتوں تلے انگلی لیے فرزانے

وہ عالم تو نہیں ہے

نامہ میں مرے بارگنہ کم تو نہیں ہے
 طیبہ سے وطن چلنے کو کہتا ہے ابھی سے
 آنسو نے مرے حال کا پردہ نہیں رکھا
 ہر سانس پڑھے جا مرے آقا کا قصیدہ
 گا گا کے اے نادان نہ کر قرأت قرآن
 آقا کا تصور ہے مرے قلب کی زینت
 ہو جائے کسی طور سے آقا کے برابر
 ماں باپ دل و جان یہ رنگینی دنیا
 سرکار کی یاد آتے ہی تسکین ملی ہے
 شعروں میں مرے رنگ جھلکتا ہے رضا کا
 ہر شعر عقیدت کے ترازو پہ ٹٹلے گا
 آقا ہیں شفیع پھر مجھے کچھ غم تو نہیں ہے
 دشمن ہے تو اے دل میرا ہم دم تو نہیں ہے
 یہ آنکھ مرے قلب کی محرم تو نہیں ہے
 دھڑکن اے مرے دل تری مدھم تو نہیں ہے
 نغمہ ہے یہ توحید کا، سرگم تو نہیں ہے
 عاشق کو یہ نعمت بھی کوئی کم تو نہیں ہے
 اتنا کسی انسان میں دم خم تو نہیں ہے
 آقا کی محبت پہ مقدم تو نہیں ہے
 پہلا سا مرے دل کا وہ عالم تو نہیں ہے
 زیادہ نہ سہی عشق مگر کم تو نہیں ہے
 یہ نعت ہے اخبار کا کالم تو نہیں ہے

نظمی تری نعتوں میں بلا کی ہے روانی
 آقا کا کرم تجھ پہ کبھی کم تو نہیں ہے

شنائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

پیغام نور بزمِ ثنائے رسول ہے نوری ہے وہ جو دل سے فدائے رسول ہے
 اولؑ کہا جہاں کے بڑوں کی کتاب نے دنیا میں ہر طرف ہی ہوائے رسول ہے
 سرکار جب اَنَا بَشَرٌ مِثْلُکُمْ کہیں نجدی سمجھ کہ یہ بھی ادائے رسول ہے
 آقا کا نام آتے ہی جس نے پڑھا درود ہم نے سمجھ لیا کہ یہ بھی گدائے رسول ہے
 اِقْرَاءِ بِاسْمِ رَبِّکَ کی بازگشت سن غارِ حرا کو یاد ندائے رسول ہے
 ظنِ خدا ئے پاک سراپا نبی کا ہے چٹان بھی ہو موم وہ پائے رسول ہے
 اک شعر بھی کہوں کہاں اتنی مری بساط میری یہ نعت گوئی عطائے رسول ہے
 چرچا مرا ابھی سے فرشتوں کے بیچ ہے نظمیں وہی جو دل سے فدائے رسول ہے

ہندوستان میں آج یہ پہچان ہے مری
 نظمیں وہی جو وقفِ ثنائے رسول ہے

یورپ سے مائیکل ہارٹ نامی مصنف نے ایک کتاب لکھی ہے جس میں دنیا کے سو بڑوں کا ذکر ہے۔
 اس میں سب سے پہلا نام ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہے۔

طیبہ کی آرزو

طیبہ کی آرزو میں میرا دل اداس ہے طیبہ کی آرزو میں میرا دل اداس ہے
 منسوخ ہو چکی ہیں تمامی شریعتیں منسوخ ہو چکی ہیں تمامی شریعتیں
 محبوب کبریا کی فضیلت تو دیکھیے محبوب کبریا کی فضیلت تو دیکھیے
 قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ کی رٹ قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ کی رٹ
 ہاں مَا اَنَا بِقَارِیٰ فقط انکسار تھا ہاں مَا اَنَا بِقَارِیٰ فقط انکسار تھا
 کیا پوچھتے ہیں آپ، ہے کیا خُلِقَ مصطفیٰ کیا پوچھتے ہیں آپ، ہے کیا خُلِقَ مصطفیٰ
 جالی در رسول کی میں چوم لوں مگر جالی در رسول کی میں چوم لوں مگر
 اس کو بھلا ہو فکر نکیرین کس لیے اس کو بھلا ہو فکر نکیرین کس لیے
 رند ان معرفت کی بجھے کیسے تشنگی رند ان معرفت کی بجھے کیسے تشنگی
 نور ازل کا جلوہ اول حضور ہیں نور ازل کا جلوہ اول حضور ہیں
 طیبہ کی ارض پاک پہ تدفین ہو مری طیبہ کی ارض پاک پہ تدفین ہو مری
 قرآن پاک نے ہمیں تعلیم دی یہی قرآن پاک نے ہمیں تعلیم دی یہی
 مارہرہ ہند میں ہے مدینہ عرب میں ہے مارہرہ ہند میں ہے مدینہ عرب میں ہے
 پیوست لب ہوں اسم محمد پہ بار بار پیوست لب ہوں اسم محمد پہ بار بار
 نظمیں کو فخر اپنے نسب پر نہیں مگر نظمیں کو فخر اپنے نسب پر نہیں مگر
 نظمیں کفن میں یوں ہی نہیں مسکرائے ہیں نظمیں کفن میں یوں ہی نہیں مسکرائے ہیں
 دیدار مصطفیٰ کی اسے پوری آس ہے دیدار مصطفیٰ کی اسے پوری آس ہے

ہر ادا نئی

اجالا جس کا ہے دو جہاں میں وہ میرے آقا کی روشنی ہے
 انھیں کے قدموں کی برکتوں سے یہ زندگی آج زندگی ہے
 انھیں کا چرچا ہے آسمان پر زمیں پہ بھی ذکر ہے انھیں کا
 ہر ایک گل میں ہر اک کلی میں مہک انھیں کی بسی ہوئی ہے
 گناہگاروں کے حق میں رحمت پر ہیزگاروں کے حق میں راحت
 وہ ذات اقدس کہ جس کی شفقت ہر اک پہ یکساں برس رہی ہے
 وہی منزل وہی مدثر وہی ہیں شاہد وہی مبشر
 وہی ہیں قاسم وہی ہیں حاتم انھیں کو کثرت عطا ہوئی ہے
 بشیر وہ ہیں نذیر وہ ہیں ظہیر وہ ہیں بصیر وہ ہیں
 امیر وہ ہیں کبیر وہ ہیں ہر ایک خوبی انھیں ملی ہے
 وہ مصطفیٰ ہیں وہ مجتبیٰ ہیں وہ ظل رب نور کبریا ہیں
 حبیب وہ ہیں قریب وہ ہیں انھیں سے بزم جہاں سبھی ہے
 جمیل وہ ہیں شکیل وہ ہیں وکیل وہ ہیں کفیل وہ ہیں
 جلیل وہ ہیں خلیل وہ ہیں ہر اک ادا ان کی نت نئی ہے
 وہی ہیں رافع وہی ہیں دافع وہی ہیں نافع وہی ہیں شافع
 وہی ہیں سامع وہی ہیں جامع انھیں کے حصے کی افسری ہے
 مبین وہ ہیں متین وہ ہیں امین وہ ہیں مکین وہ ہیں
 سراپا تفسیر نور وہ ہیں انھیں سے عالم میں روشنی ہے

صفی وہی ہیں نجی وہی ہیں نقی وہی ہیں تقی وہی ہیں
 رسول اکرم نبی اعظم جو ان کو مانے وہ جنتی ہے
 وہی ہیں ماجد وہی ہیں ساجد وہی ہیں عابد وہی ہیں زاہد
 جو ان کے اوصاف کا ہے منکر وہ دوزخی ہے جہنمی ہے
 شفیع روز جزا وہی ہیں اُمم کے حاجت روا وہی ہیں
 ہمارے مشکل کشا وہی ہیں نظر انھیں پر جبی ہوئی ہے
 حبیب رب علا وہی ہیں خدائی کے ناخدا وہی ہیں
 غریب کا آ سرا وہی ہیں انھیں کے در سے تو نگری ہے
 وہی مفسر وہی محدث وہی ہیں شارح وہی ہیں شارح
 وہی ہیں ناظم وہی ہیں کاظم انھیں کو علم جلی خفی ہے
 وہی ہیں آصف وہی ہیں واصل وہی ہیں عارف وہی ہیں کاشف
 وہ احمد مجتبیٰ کہ جن کو امامت انبیا ملی ہے
 وہ بزم والے وہ رزم والے وہ عزم والے وہ نظم والے
 وہ راز والے وہ ناز والے انھیں پہ ہر وصف منتہی ہے
 وہ سر وحدت وہ راز قدرت وہ رمز خلقت وہ کنز رحمت
 وہ شان و شوکت کہ ہر زباں پر انھیں کی تعریف ہو رہی ہے
 وہ انبیا اولیا کے ملجا وہ اصفیا اذکیا کے ماویٰ
 وہ اتقیا اغنیا کے مولیٰ انھیں کو زیبا یہ سروری ہے
 وہ نام والے کلام والے سلام والے پیام والے
 قیام والے مقام والے انھیں سے عرفان و آگہی ہے
 وہ سرور کشور رسالت وہ کان راحت وہ جان رحمت
 وہ شان عظمت کہ خود خدا نے قرآن میں جس کی گواہی دی ہے

کَلیم وہ ہیں کلام ان کا شریعتوں کی اساس ٹھہرا

رحیم وہ ہیں کہ ذات اقدس میں رحمتوں کی بھرن بھری ہے

بلخ وہ ہیں بلاغتوں کا ہے قافیہ تنگ ان کے آگے

فصیح وہ ہیں فصاحتوں کو انھیں کے در سے زباں ملی ہے

رحیم وہ ہیں کہ رحمتوں پر خدا نے ان کو دیا ہے قبضہ

کریم وہ ہیں کرم کے ان کے جہاں میں اک دھوم سی مچی ہے

رفیع وہ ہیں کہ رفعتوں پر انھیں کے قدموں کا ہے اجارہ

شفیع وہ ہیں شفاعتوں پر انھیں کی مہر کرم لگی ہے

شریف وہ ہیں شرافتوں کو شرف ملا ہے انھیں کے در سے

نجیب وہ ہیں نجابتوں کو انھیں کے قدموں میں جا ملی ہے

مسافر لامکاں وہی ہیں جہاں کی روح رواں وہی ہیں

وجود رب کے نشان وہی ہیں انھیں کو محبوبیت ملی ہے

صداقت ان کی عدالت ان کی سخاوت ان کی شجاعت ان کی

سیادت ان کی شہادت ان کی ہر ایک میداں میں برتری ہے

قرآن خلق عظیم جن کا خدا غفور و رحیم جن کا

لقب رؤف و رحیم جن کا انھیں کی یہ بات ہو رہی ہے

انھیں کے دست کرم کے نیچے ملک بشر جن و حور و غلاماں

وہی ہیں سلطان وہی ہیں ذی شان انھیں کو کرسی عطا ہوئی ہے

ہے عرش پر نام ان کا احمد زمیں پہ کہلائے وہ محمد

زمیں کے نیچے وہی ہیں حامد انھیں کو محمودیت ملی ہے

شعور کے رخ سے اٹھ رہے ہیں یقیں کے ہاتوں گماں کے پردے

وہ ربّ واحد یہ عبد واحد یہی ہے وحدت یہی دوئی ہے

وہ خوشبوئے زلف مصطفیٰ ہے کہ مشک بھی ہیچ جس کے آگے

مہکتی گلایاں یہ کہہ رہی ہیں سواری ان کی ابھی گئی ہے

کلی کلی میں ہے ان کی نکلت ہے ذرہ ذرہ میں ان کی طلعت

جہاں بھی دیکھو جدھر بھی دیکھو ظہور نور محمدی ہے

وہ سجدہ یوم حشر جس پر حیات موقوف ہے اُمم کی

ہے امتی امتی لبوں پر حضور کی بندہ پروری ہے

وہ نعل اقدس کہ تاج شاہاں سے بھی فزوں تر ہے جس کا رتبہ

یہ سر پہ رکھنے کو گر ملے تو یہی حقیقی شہنشاہی ہے

درود پڑھنا سلام پڑھنا ہر ایک پل ان کے نام پڑھنا

جو عرض کرنا ہو ان سے کرنا سکھایا رب نے ہمیں یہی ہے

حضور اقدس کو دو جہاں کے خزانے اللہ نے دیے ہیں

وہ بخش دیں جس کو جو بھی چاہیں انھیں یہ قدرت عطا ہوئی ہے

یہ چاند سورج ستارے سارے انھیں کے جلووں کا فیض پائیں

شفق کے گالوں پہ ہے جو سرنخی یہ ان کے تلووں کی روشنی ہے

وہ سبز گنبد وہ ان کا روضہ وہ ان کی مسجد کا گوشہ گوشہ

قدم قدم پر لگے ہے ایسا فلک سے جنت اتر پڑی ہے

وہ کیاری جنت کی پیاری پیاری وہ ان کی محراب ان کا منبر

نہ کیوں منور ہو چپہ چپہ یہ رب کے محبوب کی گلی ہے

کہاں ہے دنیا میں شہر ایسا مدینے جیسا مدینے جیسا

ہے فخر جنت زمیں کا ٹکڑا جہاں مزار نبی بنی ہے

جو وہ نہ ہوتے تو کچھ نہ ہوتا ہے ان کے ہونے سے سب کا ہونا

وہ ہیں تو سب ہے وہ ہوں تو سب ہو جو وہ نہ ہوں ہر طرف نفی ہے

شریعتیں ان سے منسلک ہیں طریقہ میں ان میں منہک ہیں
وہ مہتمم ہیں وہ منتظم ہیں عنان ان کی بہت قوی ہے
وہ نور ان کا ہی تھا کہ جس سے جسد میں آدم کے روح ٹھہری
خلیل کے صلب میں وہی تھے کہ نارنگزار بن گئی ہے
وہ شان فرماں روائی ان کی خدائی ساری فدائی ان کی
وہ تخت والے وہ تاج والے مگر اداؤں میں سادگی ہے
حیا انھیں کی سخا انھیں کی وفا انھیں کی صفا انھیں کی
وہ جان ایماں وہ روح قرآں یہی حقیقت ہے ہاں یہی ہے
خدائے برتر نے میرے آقا کو اپنے ناموں سے نام بخشے
انھیں کو کہتے ہیں اسم اللہ، یہ فضیلت بہت بڑی ہے
کھجور کی کھردری چٹائی ہے اس شہنشاہ کا بچھونا
نشست و برخاست سے ہویدا رسول اعظم کی سادگی ہے
انھیں کو اسری کی رات رب نے طلب کیا لامکاں سے آگے
قریب اتنے ہوئے کہ تمثیل قاب قوسین بن گئی ہے
حساب کا دن کٹھن تو ہوگا مگر ہمیں ان کا آسرا ہے
وہ آہی جائیں گے بخشوانے شفاعت ان کو عطا ہوئی ہے
وہی ہیں احمد وہی محمد وہی ہیں محمود وہ ہیں حامد
حمید وہ ہیں سعید وہ ہیں انھیں سے نظم کی لوگی ہے
عارفین کا کہنا ہے کہ درود پڑھنے والا تین قسم کے دریاؤں میں غوطہ لگاتا ہے: پہلا نور توحید کا دریا،
دوسرا نور نبوت کا دریا، تیسرا نور ولایت کا دریا۔ جب بندہ پڑھتا ہے اَللّٰهُمَّ تَوَكَّلْتُ عَلَيْكَ اَسْأَلُكَ خُشْيًا
تلاوت کر کے توحید کی فضیلت حاصل کر لی۔ جب درود خواں کہتا ہے صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ تَوَكَّلْتُ عَلَيْكَ اَسْأَلُكَ خُشْيًا
وَلَعَلَّكَ تَرْضَاهُ۔ اور جب وہ پڑھتا ہے وَعَلٰی اٰلِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ تَوَكَّلْتُ عَلَيْكَ اَسْأَلُكَ خُشْيًا
فَضْلًا وَكَرَمًا۔ اور کرامت کے دریا میں غوطہ کھاتا ہے۔

کانپ اٹھتا ہے

مراد دل جب کبھی دردِ عالم سے کانپ اٹھتا ہے
کرم کی اک نظر جب میرے آقا ڈال دیتے ہیں
حرا پر وہ تخت کی مبارک خلوتیں واللہ
بتوں کے شہر میں اک بت شکن کی ہمت عالی
زمین پر گر گئے صبح ولادت چودہ کنگورے
ہٹا دیتے ہیں آقا جب بھی زلفیں اپنے چہرے سے
وہ جن کو کہتے ہیں شیر خدا مشکل کشا حیدر
صراط اوپر غلام مصطفی چلتا ہے اترا کر
میں نام آقا کا لے لیتا ہوں سب ڈر کانپ اٹھتا ہے
عمر کی دشمنی کا سارا تیور کانپ اٹھتا ہے
تصور کرتے ہی ایک ایک پتھر کانپ اٹھتا ہے
جو ہو عزم برا ہی تو آذر کانپ اٹھتا ہے
نبی کے آتے ہی کسریٰ کا سب گھر کانپ اٹھتا ہے
ضیا رخسار کی پاتے ہی خاور کانپ اٹھتا ہے
علی کا نام آتا ہے تو خیر کانپ اٹھتا ہے
تو اس کے نور سے دوزخ کا جوہر کانپ اٹھتا ہے
گنہگاروں کو نظمی شافع محشر بچاتے ہیں
وہ رحمت بن کے آتے ہیں تو محشر کانپ اٹھتا ہے

نعت جانِ رحمت ﷺ

لامکاں سے بھی آگے جس کی شانِ رفعت ہے
دیو بندی کہتا ہے جشنِ نور بدعت ہے
کائنات کی ہر شے جس کے نور سے پیدا
نجدی جان پائے کیا شانِ رفعت احمد
جتنا ہم کو روکے گا، اتنا ہی منائیں گے
کیوں نہ ہم پڑھے جائیں نعتِ مصطفیٰ ہر دم
ذکرِ مصطفیٰ میں ہے ذکرِ کبریا پنہاں
اور ہوں گے جو تڑپیں خلد کی تمنا میں
اسوہ رسول اللہ صدق دل سے اپنانا
منکر و نکیر ہم سے جب سوال پوچھیں گے
بعض لوگ منکر ہیں علمِ غیبِ احمد کے
ان کے نام کا سکھ دو جہاں میں چلتا ہے
ہر زباں پہ محشر میں ہوگا یا رسول اللہ
بعد انبیاء جس کی ذات سب سے افضل ہے
سب برابر و یکساں یہ تھا عدل فاروقی
تھا غنی لقب جن کا وہ تھے حضرت عثمان
بولتا ہوا قرآن ہم علی کو کہتے ہیں
جن کی سادہ لوجی کا معترف زمانہ ہے

وہ نبی برحق ہے رازدارِ وحدت ہے
اور ہم یہ کہتے ہیں عین رب کی سنت ہے
وہ محمد عربی ﷺ سید رسالت ہے
اُسکے سر تو شیطان کی خاص خاص شفقت ہے
جشنِ نور اے شیطان سستی کی علامت ہے
جب کہ خود کلام اللہ نعت جانِ رحمت ہے
احمد و احد میں اک میم کی مسافت ہے
اہل دل کو طیبہ ہی بہترین جنت ہے
یاں یہی شریعت ہے ہاں یہی طریقت ہے
ہم درود پڑھ دیں گے جو ہماری عادت ہے
غیب کی خبر دینا ہر نبی کی فطرت ہے
روئے ارض پر ہر جان کی ہی حکومت ہے
اور وہابی کہتا ہے ایسا کہنا بدعت ہے
وہ خلیفہ اول مظہر صداقت ہے
کیا کہیں بھی دنیا میں ایسی اک عدالت ہے
آج تک مثالوں میں ان کی وہ سخاوت ہے
ذوالفقار حیدر کی دو جہاں میں شہرت ہے
وہ حسن جگت میں جو صاحبِ سیادت ہے

جس نے دین احمد کو خون دے کے سینچا ہے
ہم کو مکر شیطان کی فکر کیا ہو غم کیوں ہو
ہم نے کس کے پکڑا ہے اپنے خواجہ کا دامن
آلِ مصطفیٰ سے ہم مصطفیٰ کو مانگیں گے
ہم گناہ گاروں پر اک نگاہِ رحمت ہو
اک طرف مدینہ ہے کعبہ ایک جانب ہے
جب سے میں نے دیکھا ہے پاک گنبدِ خضریٰ
اب کے جو وہاں جاؤں پھر نہ لوٹ کے آؤں
سیدہ ہیں ماں میری باپ ہیں علی میرے
نعتِ مصطفیٰ پڑھنا نعتِ مصطفیٰ سننا
سورہ لہب پڑھیے خود ہی جان جائیں گے
تم کو نظمی نسبت ہے اہل بیت اقدس سے

جلتا ہے وہابی جو جشنِ نور پر نظمی
جلنا تو ہمیشہ سے اس کی پھوٹی قسمت ہے

سترآنی کردار

جب محشر میں پہنچوں گا میں عصیاں کا انبار لیے
آج بھی فتح و نصرت پر قبضہ ہو قوم مسلم کا
جب کوئی بد دیں دشمن مجھ سے ٹکر لینے آئے گا
مسلک پر قائم رہنا ہی دین کی سچی خدمت ہے
وعدہ خلافی، جھوٹ، زنا، مٹہ بازی، سب کیا ہے
تم سے زمانہ ڈرتا تھا اب تم ڈرتے ہو زمانے سے
جاگ مسلمان جاگ عقائد کی شمعوں کو روشن کر
باب ارم پر جب پہنچوں گا نام محمد لب پہ لیے
یا شہ جیلاں شہیداً للہ، اپنا وظیفہ ہے ہر دم
روح کو صیقل کروانے کو آؤ چلو اجمیر چلیں

نظمی تیری نعتوں میں دل کی عکاسی ہوتی ہے
اک اک نعت سجاتا ہے تو مدحت کے اشعار لیے

پوچھو پوچھو سترآں سے

شان رسالت ہم سے نہ پوچھو، پوچھو پوچھو سترآں سے
نور محمد پہلے بنا پھر آدم کی تخلیق ہوئی
یہ اولیت ہم سے نہ پوچھو، پوچھو پوچھو سترآں سے
شان رفعت ہم سے نہ پوچھو، پوچھو پوچھو سترآں سے
حسن نہایت ہم سے نہ پوچھو، پوچھو پوچھو سترآں سے
واقعہ ہجرت ہم سے نہ پوچھو، پوچھو پوچھو سترآں سے
ان کی قدرت ہم سے نہ پوچھو، پوچھو پوچھو سترآں سے
شان شفاعت ہم سے نہ پوچھو، پوچھو پوچھو سترآں سے
ان کا دشمن رب کا دشمن، ان کا دوست اللہ کا ولی
یُعْطِیْکَ فَرما کر رب نے ان کو سب کچھ بخش دیا

آؤ نظمی ہر دم بس اللہ و رسول کا ذکر کریں
ذکر کی برکت ہم سے نہ پوچھو، پوچھو پوچھو سترآں سے

مصطفیٰ کی بات چلے

درود پڑھتے رہیں مصطفیٰ کی بات چلے شہ مدینہ حبیب خدا کی بات چلے
 نہ ہو جو عشق نبی زندگی ہے لاحاصل بقا ہے بعد میں پہلے فنا کی بات چلے
 کیا قرآن نے واشتمس میں بیاں جس کا اُسی حسین رخ مصطفیٰ کی بات چلے
 برس برس رہا آقا کی خلوتوں کا امیں نفس نفس اُسی غارِ حرا کی بات چلے
 عطا ہوا جسے رحم و کرم کا گنجینہ چلو کہ پھر اُسی دست دعا کی بات چلے
 پکارا آقا نے جن کو عتیق اور صدیق وہ نام آئے تو صدق و صفا کی بات چلے
 یہ کون راکب دوش نبی ہوا مشہور علی کے نام سے شیر خدا کی بات چلے

تمھاری نعتوں میں تاثیر ہے عجب نظمی
 سخن تمھارا ہو کلک رضا کی بات چلے

آ اے صباے طیب

نکھت ہے تن بدن میں، فضا میں نکھار ہے آ اے صباے طیبہ ترا انتظار ہے
 ان کا وجود رحمت پروردگار ہے ان پر ہماری جان، سبھی کچھ نثار ہے
 ان کے ہی نور سے ہے دو عالم میں زندگی ان کے ہی دم قدم سے جہاں میں بہار ہے
 محشر میں ان کی شان شفاعت تو دیکھیے ایک سجدے پر نجات کا دار و مدار ہے
 غارِ حرا ! تجھے ملیں وہ پاک خلوتیں جن پر ہماری ساری عبادت نثار ہے
 کوثر عطا ہوا تو سبھی کثرتیں ملیں ان کے ہی اختیار میں سب کاروبار ہے

نظمی تو ان کی مدح پکارے جا روز و شب
 اس میں ہی زندگی کے چمن کی بہار ہے

کیا کہوں تجھے

مالک کہوں کہ صاحبِ رحمت کہوں تجھے
تیری صفت میں زمزمہ خواں خود کلامِ حق
والشمس والضحیٰ میں ترے زلف و رخ کا ذکر
اللہ نے خزانے تجھے سارے دے دیے
تو مصطفیٰ ہے ظلِ خدائے قدیر ہے
قصرِ دنا میں تیری رسائی کی دھوم ہے
انسان کی مجال کہ تجھ کو سمجھ سکے
تیری طرف ہیں سارے رسولوں کی نسبتیں
بعثت پہ تیری ختمِ نبوت کا سلسلہ
مالک خدا نے تجھ کو بنایا خدائی کا
محشر کے روز جب ترے ہاتوں میں ہو لیا
مالک ہے تو ہی کوثر و تسنیم کا شہا
ارض و سما کو نور ترے نور سے ملا
آدم سے تا مسیح یہ تیرا ہی ذکر ہے
ہاں زندگی میں تیرے ہی دم سے ہے زندگی
تیری ہی ذاتِ رحمت و اکرام کا سبب
تیرے صحابہ مثلِ مہ و مہر و کہکشاں

پروردگار خلق کی نعمت کہوں تجھے
ہاں ہاں اسی قرآن کی آیت کہوں تجھے
اے جانِ حُسنِ روح کی راحت کہوں تجھے
معطیٰ ہے رب تو قاسمِ نعمت کہوں تجھے
پھر کیوں نہ شمعِ بزمِ ہدایت کہوں تجھے
معراج والے، صاحبِ رفعت کہوں تجھے
آقا میں شاہِ کارِ قدرت کہوں تجھے
مولیٰ میں شاہِ بزمِ رسالت کہوں تجھے
پھر کیوں نہ مہرِ ختمِ نبوت کہوں تجھے
رب کی عطا سے قاسمِ نعمت کہوں تجھے
اے جانِ جاں میں جانِ شفاعت کہوں تجھے
اے تاجِ والے صاحبِ کثرت کہوں تجھے
خالق کا بندہ، باعثِ خلقت کہوں تجھے
رب کے چنے ہوؤں کی بشارت کہوں تجھے
اس زندگی کا منبعِ حرکت کہوں تجھے
بندوں کے حق میں رب کی عنایت کہوں تجھے
اے نور والے مرکزِ طلعت کہوں تجھے

اے سیدِ البلادِ مدینہ کہیں جسے جی چاہتا ہے نازشِ جنت کہوں تجھے
اے سبز رنگِ گنبدِ خضریٰ ترے نثارِ مومن کے دل کی آخری چاہت کہوں تجھے
نظمی یہ وہ سخن نہیں جو ختم ہو سکے
نورِ ازل کی جاری حقیقت کہوں تجھے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کے سامنے میرا تذکرہ آجائے اس کو چاہیے کہ مجھ پر درود
بیجھے۔ اور فرمایا جو مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ درود بھیجے گا اس کی دس
خطائیں معاف کرے گا اور دس درجے بلند کرے گا۔ اور فرمایا مجھ پر درود بھیجنا قیامت میں نور ہے۔



روح حیات

روح حیات عشق حبیب خدا میں ہے
جو غیب کی بتائے اسی کو نبی کہیں
اقم الصلاة کہہ دیا قرآن پاک نے
موسیٰ کو لن ترانی کا ملتا رہا جواب
کوثر عطا ہوا تو سبھی کثرتیں ملیں
قرآن میں جگہ جگہ ارشاد ہے یہی
فرمائیں گے انا لہا سرکار حشر میں
قرآن پاک آپ کا خلق عظیم ہے
کشکول دل لیے میں کھڑا ہوں ترے حضور
احمد رضا کی نعتیں ہیں مشہور و مستند
نظمی پہ ہو ہی جائے عنایت کی اک نظر
آقا غلام آپ کا کرب و بلا میں ہے

نعت شہ بطحا صلی اللہ علیہ وسلم

وہ بختاور ہیں جن کو دم بدم یاد خدا آئے
مرے آقا نے جس دھرتی پہ اپنا گھر بسایا ہے
سفر معراج کا جس دم بیاں فرمایا آقا نے
پکارا جب کبھی ہم نے انھیں مشکل کشائی کو
مسلمانوں پہ ناحق جنگ کی تہمت لگائی ہے
وہابی دیوبندی جب بنے اسلام کے دشمن
فرشتو لے چلے مجھ کو کہاں، ٹھہرو ذرا ٹھہرو
ہماری بات جب پوچھی جناب غوث نے پوچھی
ولی صورت ولی سیرت ہمارے مفتی اعظم
دیا سید میاں نے درس صبر و استقامت کا
پڑھو نظمی پڑھے ہی جاؤ نعت مصطفیٰ ہر دم
تمھاری قبر سے بھی بس صدا صلیٰ علی آئے

مسند دہلی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
ارشاد فرمایا: اثبتکم علی الصراط اشدکم حباً لاهل بیتی و اصحابی۔ (یعنی پل
صراط پر سب سے زیادہ ثابت قدم وہی لوگ ہوں گے جن کے دلوں میں میرے اہل بیت
اور میرے صحابہ کی محبت سب سے زیادہ ہوگی۔

نقش نور خدا

کس کے چہرے میں یہ خورشید اتر آیا ہے نقش نور خدا کس ماتھے ابھر آیا ہے
 نعمتیں بانٹتا قاسم وہ جدھر آیا ہے رحمت رب کا قلم دان اُدھر آیا ہے
 کفرزاروں میں جلاتا ہوا ایماں کے چراغ ق وہ قریشی مدنی مکی بشر آیا ہے
 دیکھنے میں وہ بشر ہے مگر ہے خیر بشر خالق الخلق کا وہ نور نظر آیا ہے
 اُس کی آنکھوں کی سعادت کا تو کہنا ہی کیا زیارت روضہ سرکار جو کر آیا ہے
 خواب محبوب ادھر، ڈوبتا سورج ہے ادھر
 یاد نظمی مجھے وہ دیدہ تر آیا ہے

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
 يوشك ان ياتي على الناس زمان لا يبقى من الاسلام الا اسمه ولا يبقى من
 القرآن الا اسمه مساجدهم عامرة وهي خراب من الهدى علماء هم شر من
 تحت اديم السماء من عندهم تخرج الفتنة وفيهم تعود يعني عنقریب لوگوں پر ایسا
 وقت آئے گا کہ اسما کا نام صرف باقی رہ جائے گا اور قرآن کا صرف رواج ہی رہ جائے گا۔ ان کی
 مسجدیں آباد ہوں گی مگر ہدایت سے خالی ہوں گی۔ ان کے علماء آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہوں
 گے۔ انھی سے فتنہ اٹھے گا اور انھی میں لوٹ جائے گا۔ (مشکوٰۃ شریف)

نشہ ارادت

ٹھہرو ٹھہرو رہ جاؤ یہیں کیوں طیبہ نگر سے دور چلے
 کیا اور کہیں رہ پاؤ گے جو لے کے دل مجبور چلے
 اللہ نے اپنے ولیوں کو قدرت سے نوازا ہے اتنا
 اندھا دیکھے، بہرا سن لے، گونگا بولے، معذور چلے
 کیوں راز کو راز نہیں رکھا، کیوں کھول دیا نادانوں پر
 اس جرم کی ہی پاداش میں سوئے دارو رس منصور چلے
 معراج کا قصہ قرآن میں کچھ یوں ہی نہیں مذکور ہوا
 یہ بات کوئی معمولی نہیں جب نور کی جانب نور چلے
 یہ برکاتی میخانہ ہے، یاں قادری جام چھلکتے ہیں
 یاں ساتی اچھے ستھرے ہیں، ہر رند یہاں مخمور چلے
 جب فیض رضا کا حاصل ہو، جب پیر سے نسبت کامل ہو
 پھر نظمی کیوں نہ ارادت کے روحانی نشے میں چور چلے

دل میں عشق مصطفیٰ کا رنگ بستا جائے ہے
عاشقوں کے ہر تصور میں بسے ہیں مصطفیٰ
وہ ہیں خوش قسمت کہ جن کو طیبہ جانامل گیا
عشق احمد رب کا تحفہ ہے غلاموں کے لیے
ہم اسیروں کو نہیں آزاد رہنے کی طلب
یوں تو ہوں سب کچھ مگر جب بک گئے کچھ بھی نہیں
خاندان شاہِ برکت ہے نبی کا خاندان
ہاں ہاں مارہرہ سے ہی طیبہ کا رستہ جائے ہے

نظمی تو بھی شعر کہہ لیتا ہے اچھے نعت میں
تیرے شعروں سے دل دشمن جھلستا جائے ہے

مدینہ کا سفر ہے اور نگاہوں میں یہ حسرت ہے
وہ محبوب خدا جن کی ورائے عرش شہرت ہے
محمد ہی سے پہچانا ہے ہم نے رب اکبر کو
فرشتے جن کے تلووں سے لگائیں اپنی پیشانی
ادھر ہو امر بالمعروف، ادھر نبی عن المنکر
وہ گنبد سبز نورانی ہے دھڑکن قلب مومن کی
جہاں میں مصطفیٰ والوں کے یہ انداز ہوتے ہیں
حضور اچھے میاں کے در پہ میلہ ہے مریدوں کا
سبق سیکھا ہے ہم نے حضرت نوری کے مکتب سے
کبھی مرشد کے در پر پاؤں میں جوتا نہیں پہنا
ہوئے نوری کے تو نوری بنے ہیں مفتی اعظم
وہ دیکھو سید العلماء وہاں آرام فرما ہیں

غلامی شاہِ برکت کی جسے حاصل ہوئی نظمی
نظر میں ہیچ اس کے ساری دنیا کی حکومت ہے

چل چل مرے دل طیبہ کی طرف، آقا کا بلاوا آیا ہے
 سرکار کے قدموں میں سر ہو، وہ وقت سہانا آیا ہے
 محشر میں رسول و نبی سارے اور ان کی امتیں حیراں تھیں
 سر تاج شفاعت کا پہنے تب حشر کا دولہا آیا ہے
 دنیائے عرب پر چھائے تھے شرک اور جہالت کے بادل
 توحید کا اجیارا لے کر وہ نور سراپا آیا ہے
 آقا نے اپنے غلاموں کو اچھے اخلاق کا درس دیا
 جو کہا وہ کر کے دکھلایا، کیا اچھا ستھرا آیا ہے
 بغدادی عمامہ باندھے ہوئے میں طیبہ نگر میں حاضر ہوں
 سرکار بس اتنا فرما دیں مرے غوث کا شیدا آیا ہے
 جس حجرے میں اعلیٰ حضرت شہ آل رسول کے ہات بکے
 میرے ہی حصے میں ان کا وہ حجرہ کم جا آیا ہے
 لے چلے فرشتے نظمی کو دوزخ کی طرف تو اس نے کہا
 رک جاؤ ذرا، دیکھو تو سہی وہ جنت والا آیا ہے

یارب الفت سرور دے روح کے اندر باہر دے
 سارے فرائض پورے ہوں وہ ایمانی جوہر دے
 ہم بھی مدینہ دیکھ سکیں اللہ ایسا مقدر دے
 اپنے حبیب کے دامن میں یارب ہم کو محشر دے
 پل سے گزریں جب یارب روح امیں کا شہ پر دے
 حق کے لیے جو کٹ جائے یارب ہم کو وہ سر دے
 خوش ہو جائیں سب بندے داتا جھولی بھر بھر دے
 صدقہ احمد میں مولیٰ علم و عمل کی چادر دے
 اے رب کے محبوب کریم اپنی الفت جی بھر دے
 آقا اپنے پیاسوں کو ساغر ساغر کوثر دے
 یارب میری قبر میں تُو گنبد سبز کا منظر دے
 قادری مستی چھا جائے وہ بغدادی ساغر دے
 اے آقا طیبہ والے
 نظمی کو حستاں کر دے

محفل نعت

خاک طیبہ مرے سینے سے لگا دی جائے ہاں بشارت مجھے جنت کی سنا دی جائے
محفل نعت پھر اک بار سجا دی جائے قلب دشمن کی جلن اور بڑھا دی جائے
ہوش آئے گا نہ دنیا کی دواؤں سے مجھے نعل سرکار دو عالم کی ہوا دی جائے
جس پسینے کی مہک مکے کی گلیوں میں رچی وہی خوشبو مجھے اک بار سنگھا دی جائے
ابن خطاب کو فاروق بنایا جس نے وہی تصویر مرے دل میں بٹھا دی جائے
عشق گر جرم ہے پھانسی کی سزا دو مجھ کو در محبوب پہ لیکن یہ سزا دی جائے
یا نبی مجھ کو بھی حاصل ہے غلامی کا شرف میری نعتوں میں بھی تاثیر رضا دی جائے
عشق احمد کے سوا اور نہ کچھ سوچ سکے قلب نظمی کو کچھ اس طور چلا دی جائے

حشر کے روز میں آقا کی سناؤں نعتیں
رب کہے نظمی کو فردوس میں جا دی جائے

نعت درویشانہ

حق اللہ کی بولی بول الا اللہ سے گھیرا کھول
اللہ ہو سے قلب جگائے جا اللہ ہو سے قلب جگائے جا
بندے تُو مت کر من مانی یہ تو دنیا ہے فانی
فانی دنیا کو کلمہ پڑھائے جا فانی دنیا کو کلمہ پڑھائے جا
پیارے دل کی آنکھیں کھول ایماں کا سودا انمول
نیک بن اوروں کو بنائے جا نیک بن اوروں کو بنائے جا
دنیا رنگ برنگی میلہ یہ تو دو دن کا ہے کھیلا
اس کی مایا سے تُو من کو بچائے جا اس کی مایا سے تُو من کو بچائے جا
لا الہ کے دیپک میں الا اللہ کا روغن ڈال
اللہ ہو کی باقی جلائے جا اللہ ہو کی باقی جلائے جا
ان حد کی حد کھو جے مت احمد ہے تیری قسمت
اپنے قلب کو طیبہ بنائے جا اپنے قلب کو طیبہ بنائے جا
ظاہر باطن نیک بنا نفس کو اپنے نیک بنا
رب کے حکم پہ خود کو چلائے جا رب کے حکم پہ خود کو چلائے جا
قرآن کا عامل بن جا تُو مرد کامل بن جا
راہ حق پر سب کو چلائے جا راہ حق پر سب کو چلائے جا
طیبہ سے تو رشتہ جوڑ اور سارے رشتوں کو توڑ
اپنے آقا کے ترانے گنگنائے جا اپنے آقا کے ترانے گنگنائے جا

اس پیاری دھرتی کو چوم گنبد کے سائے میں گھوم
 اپنے عشق کی دھوئیں بچائے جا
 قادر کا بندہ بن جا عبد قادر کا ہو جا
 بھیک علی کے گھرانے کی کھائے جا
 خواجہ کے جھنڈے میں آ شاہ برکت کو اپنا
 نوری در سے فیض اٹھائے جا
 چھوڑ کے سارا مایا جال مارہرہ میں ڈیرا ڈال
 پیچی جی سے من کو لگائے جا
 اپنے پیر کو چھوڑے مت دوجے پیر کو چھیڑے مت
 اپنی نسبت آگے بڑھائے جا
 نام محمد کر لے جا پ دھل جائیں گے سارے پاپ
 رات دن اس کی ضربیں لگائے جا
 ان کی یاد میں رہ مشغول تبھی بنے گا تُو مقبول
 ان کے نام پہ سب کچھ لٹائے جا
 نظم تُو مت پیچھے رہ ہاں ہاں کہہ آقا سے کہہ
 اپنی پتا سوامی کو سنائے جا

لَا تَنْسَى ذِكْرَ اللَّهِ

جس سے ملے ہر دل کو سکوں دور کرے جو ذہنی جنوں
 بدلے جس سے حال دروں جذب صفا ہو روز فزوں
 دور ہو جس سے کرب و بلا
 لَا تَنْسَى ذِكْرَ اللَّهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
 حق لا اله الا الله اُمنّا برسولِ الله
 اللہ اللہ کرتے رہیں نام نبی کا لیتے رہیں
 نام نبی کا دم پر دم بھولیں ہم سب دکھ اور غم
 اور خوشی میں دیں نعرہ
 لَا تَنْسَى ذِكْرَ اللَّهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
 حق لا اله الا الله اُمنّا برسولِ الله
 گنبد سبز کی دید ہو جب ہر عاشق کی عید ہو تب
 جن کے نام پہ چومے لب ان کو سامنے دیکھا اب
 قسمت سے یہ موقع ملا
 لَا تَنْسَى ذِكْرَ اللَّهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
 حق لا اله الا الله اُمنّا برسولِ الله
 رب ہے مالکِ یومِ دیں اور محمد سرورِ دیں
 شافعِ محشر، عرشِ مکیں ان کی شفاعت کا ہے یقیں
 رب سے ان کو اذن ملا

لَا تَنْسَى ذِكْرَ اللَّهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

حق لا اله الا الله اُمنّا برسولِ الله

غیب کے علم کے حامل ہیں رب کے مظہر کامل ہیں

جن کا نام محمد ہے وہ تعریف کے قابل ہیں

قرآن میں ہے ان کی ثنا

لَا تَنْسَى ذِكْرَ اللَّهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

حق لا اله الا الله اُمنّا برسولِ الله

ذکرِ الہ محمد ہیں اسمِ الہ محمد ہیں

ان کی دید ہے رب کی دید ظلِ الہ محمد ہیں

وہ ہیں قدرت رب کی ضیا

لَا تَنْسَى ذِكْرَ اللَّهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

حق لا اله الا الله اُمنّا برسولِ الله

علی کا لنگر عام چلے اور حسینی جام چلے

محبوب سبحانی سے قادری صہبا بھر کے ملے

روح کی ہو اک نئی جلا

لَا تَنْسَى ذِكْرَ اللَّهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

حق لا اله الا الله اُمنّا برسولِ الله

خواجہ جی اپنا لیجے چشتی جام پلا دیجے

کب تک اور رہیں پیاسے اب اجیر بلا لیجے

عطا کریں روحانی غذا

لَا تَنْسَى ذِكْرَ اللَّهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

حق لا اله الا الله اُمنّا برسولِ الله

نور مدینے سے جو چلا مارہرہ آکر ٹھہرا

عشقی عینی نوری کا فیض جہاں میں عام ہوا

چلی چلی برکاتی ہوا

لَا تَنْسَى ذِكْرَ اللَّهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

حق لا اله الا الله اُمنّا برسولِ الله

علمائے دیں زندہ رہیں دل ان کے تابندہ رہیں

جو بھی ان کا برا چاہے یا رب وہ مٹی چاٹے

اونچا رہے سنی جھنڈا

لَا تَنْسَى ذِكْرَ اللَّهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

حق لا اله الا الله اُمنّا برسولِ الله

پرچم اہل سنت کا روز بروز رہے اونچا

جڑا رہے تا روز جزا اعلیٰ حضرت کا رشتہ

جن کا یہی پیغام رہا

لَا تَنْسَى ذِكْرَ اللَّهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

حق لا اله الا الله اُمنّا برسولِ الله

برکاتی مسلک پہ چلیں اور رضا سے پیار کریں

جتنے سنی مرکز ہیں ان کا بھی ہم ادب کریں

روشن ہو الفت کا دیا

لَا تَنْسَى ذِكْرَ اللَّهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

حق لا اله الا الله اُمنّا برسولِ الله

مرشد کے قدموں میں رہیں نیک بنیں اور نیک رہیں

نیک بنیں اور نیک رہیں

عالم قرآن ہو کے جنیں اور نبی کے کہے پہ چلیں

دل کی دھڑکن دے یہ صدا

لَا تَنْسَى ذِكْرَ اللَّهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

حق لا اله الا الله اٰمنا برسولِ الله

لوگوں کی فرمائش تھی ایسے بھی ہو ذکر نبی

سب کی یہ فرمائش بھی نظمی نے پوری کر دی

دیں گے نانا جان صلہ

لَا تَنْسَى ذِكْرَ اللَّهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

حق لا اله الا الله اٰمنا برسولِ الله

نعرہ تکبیر اللہ اکبر

باطل کے جب جب بدلے ہیں تیور
نعرہ تکبیر اللہ اکبر نعرہ تکبیر اللہ اکبر
پیارے نبی نے جینا سکھایا
نعرہ تکبیر اللہ اکبر نعرہ تکبیر اللہ اکبر
پہنایا اخلاق و ایماں کا زیور
نعرہ تکبیر اللہ اکبر نعرہ تکبیر اللہ اکبر
خود بھی جیو جینے دو سبھی کو
نعرہ تکبیر اللہ اکبر نعرہ تکبیر اللہ اکبر
اسلام کا یہی درس منور
نعرہ تکبیر اللہ اکبر نعرہ تکبیر اللہ اکبر
صدیق و فاروق و عثمان و حیدر
نعرہ تکبیر اللہ اکبر نعرہ تکبیر اللہ اکبر
ان سب کا احساں ہم سب کے اوپر
نعرہ تکبیر اللہ اکبر نعرہ تکبیر اللہ اکبر
بغدادی میخانہ چلتا رہے گا
نعرہ تکبیر اللہ اکبر نعرہ تکبیر اللہ اکبر
نوری میاں دیں گے برکاتی ساغر
نعرہ تکبیر اللہ اکبر نعرہ تکبیر اللہ اکبر
میزان پر آقا ہم کو بچھڑیو
نعرہ تکبیر اللہ اکبر نعرہ تکبیر اللہ اکبر
اتنا کرم یا شافع محشر
نعرہ تکبیر اللہ اکبر نعرہ تکبیر اللہ اکبر
راہ خدا میں گھر کو لٹائیں
نعرہ تکبیر اللہ اکبر نعرہ تکبیر اللہ اکبر
عقبی کی دولت لوٹیں بھر بھر
نعرہ تکبیر اللہ اکبر نعرہ تکبیر اللہ اکبر
سچے سدا اقوال ہمارے
نعرہ تکبیر اللہ اکبر نعرہ تکبیر اللہ اکبر
تب ہوگا رب مہرباں ہم پر
نعرہ تکبیر اللہ اکبر نعرہ تکبیر اللہ اکبر

سب حق ہے

شمس و قمر حق، برگ و شجر حق
جن و بشر حق، قد و حجر حق
شام و سحر حق، مد و جزر حق
تیر و تبر حق، زیر و زبر حق

کہاں کہاں ڈھونڈے گا حق کو ناحق گھومے ادھر ادھر

سب حق ہے سب حق ہے بھائی سب حق ہے

آب و ہوا حق، خاک و خلا حق
نور و ضیا حق، صبح و مساء حق
راہ فنا حق، ملک بقا حق
جذب خطا حق، نفس عطا حق

کہاں کہاں ڈھونڈے گا حق کو ناحق گھومے ادھر ادھر

سب حق ہے سب حق ہے بھائی سب حق ہے

میں حق تو حق، ہا حق ہو حق
جام و سبو حق، گل حق بو حق
غسل و وضو حق، لحن و گلو حق
ناز زلیخا، یوسف رو حق

کہاں کہاں ڈھونڈے گا حق کو ناحق گھومے ادھر ادھر

سب حق ہے سب حق ہے بھائی سب حق ہے

حمد و ثنا حق، صدق و صفا حق
مہر و وفا حق، خوف و رجا حق
حب و ولا حق، شرم و حیا حق
رب کی رضا حق، ماں کی دعا حق

کہاں کہاں ڈھونڈے گا حق کو ناحق گھومے ادھر ادھر

سب حق ہے سب حق ہے بھائی سب حق ہے

مسجد حق، بت خانہ نا حق
پیالہ حق، پیما نہ نا حق
صوفی حق، مستانہ نا حق
ملا حق، دیوانہ نا حق

کہاں کہاں ڈھونڈے گا حق کو ناحق گھومے ادھر ادھر

سب حق ہے سب حق ہے بھائی سب حق ہے

گلشن حق ہے صحرا حق ہے
قریہ حق ہے، قصبہ حق ہے
پرست حق ہے دریا حق ہے
کل کل کرتی ندیا حق ہے

کہاں کہاں ڈھونڈے گا حق کو ناحق گھومے ادھر ادھر

سب حق ہے سب حق ہے بھائی سب حق ہے

غربت حق ہے ثروت حق ہے
کثرت حق ہے وحدت حق ہے
ستھری صاف تجارت حق ہے
سود سے پاک معیشت حق ہے

کہاں کہاں ڈھونڈے گا حق کو ناحق گھومے ادھر ادھر

سب حق ہے سب حق ہے بھائی سب حق ہے

کعبہ اور حرم کا رشتہ
مندر اور صنم کا رشتہ
مسک اور دھرم کا رشتہ
ایک انیک جنم کا رشتہ

کہاں کہاں ڈھونڈے گا حق کو ناحق گھومے ادھر ادھر

سب حق ہے سب حق ہے بھائی سب حق ہے

نظمی کا نعتوں کا رشتہ
نعتوں کا احمد کا رشتہ
احمد اور احد کا رشتہ
محبوب اور محب کا رشتہ

اس کے آگے کیا ڈھونڈے گا ناحق گھومے ادھر ادھر

سب حق ہے سب حق ہے بھائی سب حق ہے

یا اللہ یا رَحْمَنُ یا رَحِیم

یا اللہ یا رَحْمَنُ یا رَحِیم

یا سَتَّارُ یا غَفَّارُ یا کَرِیم

دنیا کی ہر شے میں ہے تیرا ہی نور ہر جا ہر سو ہر جانب تیرا ہی ظہور
تو خالق تو ہی مالک تو ہی داتا تیرے حکم بنا پتہ نہیں ہل پاتا
تیری صَّاعی کی مظہر سب اقلیم

یا اللہ یا رَحْمَنُ یا رَحِیم

ارض و سما اور ان کے بیچ میں جو کچھ ہے صدقہ نور محمد ہے یہ جو کچھ ہے
وہ جو نہ ہوتے کچھ بھی نہ ہوتا دنیا میں ان کی بدولت سب کچھ آیا دنیا میں
خلقت سے مقصود ہے بس ان کی تکریم

یا اللہ یا رَحْمَنُ یا رَحِیم

ہمیں بنایا رب نے عبادت کرنے کو اور رسول پاک سے الفت کرنے کو
ختم رسل ہیں اور ہیں جو اللہ کے حبیب ان سے قریب جو ہے وہ ہے اللہ کے قریب
ان کی ملک میں دی رب نے فردوس نعیم

یا اللہ یا رَحْمَنُ یا رَحِیم

یا رب ہم کو علی کے گھر کی بھیک ملے حسن حسین سے قربانی کی سیکھ ملے
راہ حق میں سب کچھ ہم قربان کریں سچائی تک لے جائے وہ لیکھ ملے
کبھی نہ بھولیں غوث و خواجہ کی تعلیم

یا اللہ یا رَحْمَنُ یا رَحِیم

سیدھی راہ چلا تا رکھ مالک ہم کو حق کی طرف بڑھاتا رکھ مالک ہم کو
تیرے حبیب کے عشق کا دم ہم بھرا کریں اور عصیاں سے بچاتا رکھ مالک ہم کو
دور رہے کوسوں تک ہم سے نارنجیم

یا اللہ یا رَحْمَنُ یا رَحِیم

مارہرہ کے عرس میں حاضر آئے ہیں اپنی عقیدت کا نذرانہ لائے ہیں
بے شجرہ سید کو پیر بنائیں کیوں جب ہم پر اصلی سادات کے سائے ہیں
راج کرے دنیا پر برکاتی تنظیم

یا اللہ یا رَحْمَنُ یا رَحِیم

آؤ نظمی جذب و صفا کی بات کریں عاشق صادق مرد وفا کی بات کریں
علم و عمل اور عشق کا جو مجموعہ تھا ہاں ہاں اپنے اسی رضا کی بات کریں
جس کی سرشت کا حصہ تھے صبر و تسلیم

یا اللہ یا رَحْمَنُ یا رَحِیم

بعد از خدا بزرگ توئی

مصطفیٰ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

اپنا وجود بھول جا، عشق نبی میں جھوم جھوم
سجدہ دل تُو کر ادا، چوکھٹ کو ان کی چوم چوم
طیبہ کی سرزمین پر چلنا ہے چل تُو سر کے بل
پڑھ لے نماز عشق تُو اک اک گلی میں گھوم گھوم
کس کی جبین ناز پر سہرا بندھا شفیع کا
فرش سے لامکاں تلک کس کی مچی ہے دھوم دھوم

صل علی نبینا، صل علی محمد

ان کے ہی تذکرے میں ہے ہر ہر زبان قلم قدم
ان کی ہی جستجو میں ہے ہر کارواں قدم قدم
ان کے ہی احترام میں سر بسجود حرم حرم
زیبا ہے ان کی ذات کو جو دوسرا کرم کرم
ان کے ہی نعت خواں رہے سارے رسول دم بدم
محشر کے روز ان کے ہی لب پر رہے منم منم

صل علی نبینا، صل علی محمد

ان کے ہی نور کا ظہور کونین میں جگہ جگہ
ان کی ہی آب و تاب سے روشن ہوئی نگہ نگہ
ان سے جو متصل ہوا جنت کا مژدہ پا گیا
ان سے جو منحرف ہوا قلب ہوا سیہ سیہ
ان کی ہی نسل پاک نے پایا لقب منورہ
انوار مصطفیٰ سے ہی روشن ہوئے یہ مہر و مہ

صل علی نبینا، صل علی محمد

نظمی تمھارے نام کا شہرہ ہوا نگر نگر
نعت رسول کے طفیل عزت ملی ڈگر ڈگر
دشمن تمھارے ٹھوکریں کھاتے پھریں گے در بدر
اپنے تمھارے جو بھی ہیں خوش حال ہوں گے سر بسر
آخر میں اس کلام پر اپنا کلام ختم کر
بعد از خدا بزرگ تُو، ہے یہی قصہ مختصر

صل علی نبینا، صل علی محمد

میری سانسوں میں تم، دل کی دھڑکن میں تم
شہر و صحرا میں تم، گلشن و بن میں تم
جس طرف دیکھوں میں تم ہی جلوہ نما
مصطفیٰ مصطفیٰ مصطفیٰ مرحبا مرحبا مرحبا

سید الانبیاء، اشرف الاولیاء احسن الاتقیاء، افضل الاصفیاء

تم ہی مشکل کشاؤں کے مشکل کشا
مصطفیٰ مصطفیٰ مصطفیٰ مرحبا مرحبا مرحبا
خوب سے خوب تر، شاہ جن و بشر
ہیں تمھاری اطاعت میں شمس و قمر

نور سارے جہاں کو تمھی سے ملا
مصطفیٰ مصطفیٰ مصطفیٰ مرحبا مرحبا مرحبا
مرکز بندگی، منبع زندگی ہفت افلاک میں تم سے تابندگی
تم کلام الہی میں شمس و ضحیٰ

مصطفیٰ مصطفیٰ مصطفیٰ مرحبا مرحبا مرحبا
دو جہاں میں تمھاری ہی شاہنہشی سلسے سب تمھی پر ہوئے منتہی
تم ہی تخلیق بزم جہاں کی بنا
مصطفیٰ مصطفیٰ مصطفیٰ مرحبا مرحبا مرحبا

تاج والے ہو تم، راج والے ہو تم
ہم گنہگاروں کی لاج والے ہو تم
تم ہی ہو ساری مخلوق کا آسرا
مصطفیٰ مصطفیٰ مصطفیٰ مرحبا مرحبا مرحبا

ہم گنہ گار ہیں، ہم خطاوار ہیں جس کی بخشش نہ ہو وہ سزاوار ہیں

حشر میں ہم کو لینا بچا

مصطفیٰ مصطفیٰ مصطفیٰ مرحبا مرحبا مرحبا

نظمی پر نعت میں ہے رضا کی نظر اس کے ہر شعر میں ہے اثر ہی اثر

اس کی تحریر میں رنگ کلک رضا

مصطفیٰ مصطفیٰ مصطفیٰ مرحبا مرحبا مرحبا

ان کی یاد کی برکت

میں تھا اور مری تنہائی تھی، تنہائی بس تنہائی کوئی نہ ساتھی کوئی نہ ہم دم، یاس کی گھور گھٹا چھائی
تب پھر یاد مدینہ لے کر باد صبا صرصر آئی گنبد سبز کی رنگت سے پھر روح میں ہریالی آئی
دیکھی ان کی یاد کی برکت صلی اللہ علیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

لمس سے کس کے قدموں کے یہ عرش الہی اتر آیا ملکوت و جبروت کے پردے طے کرتا یہ کون آیا
کس بندے کو اس کے رب نے اپنی جانب بلوایا دیکھو دیکھو کون بشر خالق کے اتنے قریب آیا
ہاں وہی نوشہ بزم جنت، صلی اللہ علیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

دنیا کو جینے کا سلیقہ کس نے سکھایا، آقا نے جنت تک کا سیدھا رستہ کس نے دکھایا، آقا نے
کیا ہے ثواب اور کیا ہے گناہ، کس نے بتلایا، آقا نے رب تک کیسے پہنچو گے، کس نے سمجھایا، آقا نے
ہادی اعظم صاحب حکمت، صلی اللہ علیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ان کے گھر میں جبریل آئیں بنا اجازت، ناممکن رب کے یہاں سے رد ہو کسی دم ان کی شفاعت، ناممکن
سارے جہاں میں ان سے بہتر کوئی فصاحت، ناممکن بانٹے ان کے علاوہ کوئی رب کی نعمت، ناممکن
مالک کثرت صاحب رحمت، صلی اللہ علیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

خالق کل نے مالک کل کس کو ٹھہرایا، کون ہیں یہ رحمت عالم کس کے لیے رب نے فرمایا، کون ہیں یہ
چنے ہوئے بندوں میں کسے محبوب بنایا، کون ہیں یہ اور شفاعت کا خلعت کس کو پہنایا، کون ہیں یہ
ہاں ہاں شمع بزم ہدایت، صلی اللہ علیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

نعت کا یہ انداز نیا کس نے اپنایا، نظمی نے کلک رضا کا سایہ جگ کو کس نے دکھایا، نظمی نے
ایک شعر میں رنگ رضا کس نے چکایا، نظمی نے قلم کا جادو گھر گھر دل کس نے جگایا، نظمی نے
یہ ہے شہ بطحا کی عنایت، صلی اللہ علیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص صبح کو دس بار اور شام کو دس بار درود پڑھے
قیامت کے دن میری شفاعت اس کے لیے لازم ہوگی۔ اور فرمایا مجھ پر ایک بار درود پڑھنا
ایسا ہے جیسے راہ خدا میں ایک غلام آزاد کرنا۔ اور فرمایا جو مجھ پر درود بھیجے گا وہ عرش کے
سائے میں ہوگا۔



وہ حبیب خدا

ان کی رفعت کا شاہد ہے عرشِ علا

وہ حبیب خدا، مصطفیٰ مصطفیٰ

ان کی شانِ رحیمی ہے عفوِ خطا ان کی شانِ کریمی ہے جود و سخا

وہ حبیب خدا، مصطفیٰ مصطفیٰ

سرورِ دو جہاں شافعِ عاصیاں ان کی ہر بات لاریب و جی خدا

وہ حبیب خدا، مصطفیٰ مصطفیٰ

ان کے اظہارِ عظمت کو دنیا بنی ان کی ہی نعت پڑھتے ہیں سب انبیا

وہ حبیب خدا، مصطفیٰ مصطفیٰ

ان کی فطرت کے اجزا ہیں رحم و کرم ان کی عادت میں شامل قناعت و غنا

وہ حبیب خدا، مصطفیٰ مصطفیٰ

خود پہ سہتے رہے جبر و ظلم و ستم جب اٹھا دستِ شفقت دعا کو اٹھا

وہ حبیب خدا، مصطفیٰ مصطفیٰ

مصحفِ پاک میں ان کی ہی نعت ہے ہے ورق در ورق ان مدح و ثنا

وہ حبیب خدا، مصطفیٰ مصطفیٰ

لامکاں تک انھی کی رسائی ہوئی قابِ قوسین اظہارِ قربت ہوا

وہ حبیب خدا، مصطفیٰ مصطفیٰ

ان کے تلموؤں کا دھوون ہے آبِ حیات اور لعابِ دین میں شفا ہی شفا

وہ حبیب خدا، مصطفیٰ مصطفیٰ

ان کے نعلین ہیں تاجداروں کے تاج ان کی خاک گذرِ سرمہ انبیا

وہ حبیب خدا، مصطفیٰ مصطفیٰ

وہ جسے چاہیں جو چیز بھی بخش دیں رب نے ان کو خزانوں کا مالک کیا

وہ حبیب خدا، مصطفیٰ مصطفیٰ

سب زمانے میں ان کے ہی محتاج ہیں جس کو جو بھی ملا ان کے در سے ملا

وہ حبیب خدا، مصطفیٰ مصطفیٰ

نظمی ان کی ثنا لکھتے رہے سدا پڑھیے صل علی، پڑھیے صل علی

وہ حبیب خدا، مصطفیٰ مصطفیٰ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم جہاں کہیں بھی ہو مجھ پر درود پڑھتے رہو
بے شک تمہارا درود مجھ کو پہنچتا رہتا ہے۔ اور فرمایا جب کوئی چیز بھول جاؤ تو مجھ پر
درود پڑھو، انشاء اللہ یاد آ جائے گی۔



طیبہ رشک جناب

طیبہ رشک جناب خلد زار، اللہ اللہ اللہ

جس طرف دیکھیے ہے بہار، اللہ اللہ اللہ

یہاں رات دن ہیں فرشتے اترتے مزار نبی پر سلام عرض کرتے

مرحبا روضہ تاجدار، اللہ اللہ اللہ

طیبہ رشک جناب خلد زار، اللہ اللہ اللہ

تبسم میں ان کے ہے جنت کی کنجی اشارے میں ان کے شفاعت کی کنجی

شافع و منس و غم گسار، اللہ اللہ اللہ

طیبہ رشک جناب خلد زار، اللہ اللہ اللہ

ثنا ان کی آیات قرآن میں آئی انھیں کے لیے رب نے دنیا بنائی

ہیں وہی رحمت کردگار، اللہ اللہ اللہ

طیبہ رشک جناب خلد زار، اللہ اللہ اللہ

شفاعت کا سہرا بندھا ان کے سر پر کیا رب نے ان کو عطا حوض کوثر

ان کا ہے خلد پر اختیار، اللہ اللہ اللہ

طیبہ رشک جناب خلد زار، اللہ اللہ اللہ

سبھی انبیا کو ہے حاجت انھیں کی ہے بخشش کا سماں عنایت انھیں کی

میرے آقا کی ہے سب بہار، اللہ اللہ اللہ

طیبہ رشک جناب خلد زار، اللہ اللہ اللہ

انھیں غیب کا علم رب نے دیا ہے خزانوں کا محتاج ان کو کیا ہے

ہیں وہی قاسم روزگار، اللہ اللہ اللہ

طیبہ رشک جناب خلد زار، اللہ اللہ اللہ

وہ معراج والے وہی راج والے۔ وہ منہاج والے وہی تاج والے

جنتوں کے وہی شہر یار، اللہ اللہ اللہ

طیبہ رشک جناب خلد زار، اللہ اللہ اللہ

صداقت انھی کی، عدالت انھی کی سخاوت انھی کی، شجاعت انھی کی

ہیں وہی تاجور تاجدار، اللہ اللہ اللہ

طیبہ رشک جناب خلد زار، اللہ اللہ اللہ

وہی سرور کشور مرسلان ہیں وہ ممدوح قرآن وہ ایمان کی جاں ہیں

ان کے اوصاف ہیں بے شمار، اللہ اللہ اللہ

طیبہ رشک جناب خلد زار، اللہ اللہ اللہ

وہ اخلاص والے، وہ اخلاق والے وہ اعجاز والے وہ یشاق والے

شان رب ذی حشم باوقار، اللہ اللہ اللہ

طیبہ رشک جناب خلد زار، اللہ اللہ اللہ

فصاحت میں یتا، بلاغت میں یتا نبوت میں یتا، رسالت میں یتا

آپ ہیں یکہ روزگار، اللہ اللہ اللہ

طیبہ رشک جناب خلد زار، اللہ اللہ اللہ

پڑھو نظمیں ان کی ثنا پڑھتے جاؤ ہر ایک سانس صلیٰ علیٰ پڑھتے جاؤ

وجد میں جھوم کر بار بار، اللہ اللہ اللہ

طیبہ رشک جناب خلد زار، اللہ اللہ اللہ

ذکر محبوب

افق افق تھیں ظلمتیں

شفق شفق ضلالتیں

نگر نگر تھیں بدعتیں

ڈگر ڈگر کرد ورتیں

برہنگی کی رسم ہی عبادتوں کی جان تھی

وہ جنگ کے حلیف تھے

وہ امن کے حریف تھے

وہ خلوتوں کے راہزن

وہ نفرتوں کے پاسباں

عداوتوں کے تھے امیں

یہ تھے وہی عرب کہ جوادب کے شہسوار تھے

زباں پہ ان کو ناز تھا

وہ کہتے اپنے آپ کو کہ ہم ہیں بولتے ہوئے

ہمارے آگے دوسرے سبھی ہیں گونگے بے زباں

وہ اپنی بے حیائیوں کو شعر روپ ڈھالتے

وہ اپنی بدقماشوں کو فخر سے

بڑوں کی محفلوں میں سب کے روبرو اچھالتے

تھیں ان کے پاس کاروبار کی سبھی مہارتیں

مگر اسی کے ساتھ ساتھ

فتیج سے فتیج تر تھا ان کا طرز زندگی

جہالتوں کی چھاؤں میں

ضلالتوں کی بانہوں میں

گزر رہی تھی زندگی۔

انھی میں کچھ شریف تھے

جنہیں خدا کا خوف تھا۔

خلیل اور ذبیح کا وہ عالی خاندان تھا

اسی شریف خاندان میں

بی بی آمنہ کے گھر

وہ پاکباز آگئے

جو عرشیوں کی جان تھے

وہ مصطفیٰ وہ مجتبیٰ

وہ مرتضیٰ، وہ حق نما

کہ جن کا نام ساق عرش پر

جلی حروف میں تھا منسلک خدا کے نام سے

نبی وہ تب بھی تھے کہ جب

وجود آدمی نہ تھا

انھی کے نام کو دوام بخشنے کے واسطے

خدائے ذوالجلال نے

یہ کائنات خلق کی

خدا کے بندے وہ بھی تھے

مگر مقام بندگی میں منفرد

نہ ان کے جیسا اور کوئی بندہ تھا، نہ ہے، نہ ہو
 تبھی تو مصطفیٰ تھے وہ، چنے ہوئے
 خدا نے ان کے ذکر پاک کو بلند تر کیا۔
 کلام رب میں جا بجا انھی کی نعت درج ہے
 انھوں نے کائنات کو
 سکھایا طرز زندگی
 امانتوں میں منفرد
 صدقتوں کے منتہی
 شریعتوں کے پاساں
 ہدایتوں کی آبرو
 انھی کے نام کی گئیں شفاعتیں
 انھی کے دست پاک کو عطا ہوئیں کرامتیں
 انھی کی پیروی کو اصل بندگی کہا گیا
 انھی کے عشق کو کمال زندگی کہا گیا
 سماج کو نیا مزاج
 امن و آشتی کا راج
 اخوت و برابری کا زرنگار تاج
 انھی کے در سے ہی ملا
 بلال ہوں، صہیب ہوں، اسامہ ہوں کہ زید ہوں
 علی حسین اور حسن کو ان پہ برتری نہ تھی مساویانہ مرتبہ کا بے مثال فلسفہ
 نہ مشرقی کے پاس تھا
 نہ مغربی کے پاس ہے

کھجور کی چٹائی پر کیے گئے وہ فیصلے
 نہ جانے کتنی قوموں اور راجیوں کو
 زندگی کا سنو دھان دے گئے
 جو کہہ گئے وہ حکم ہے
 جو کر گئے وہ ضابطہ
 شریعتیں انھی میں گم
 طریقتیں انھی میں ضم
 ہدایتیں انھی کے گھر کی بھیک ہیں
 شفاعتوں پہ ان کا حق
 حرام اور حلال پر انھی کا کلی اختیار
 وہ رحمتوں کی جان ہیں
 وہ راحتوں کی کان ہیں
 شرافتوں، نجاتوں، کرامتوں
 صدقتوں، عدالتوں، سخاوتوں
 شجاعتوں، سیادتوں، شہادتوں
 ولایتوں پہ ہے انھی کا دبدبہ
 وفا، صفا، ولا، عطا، سخا، حیا، انھی کے گھر کی چیز ہے
 قرآن ان کا معجزہ
 حدیث جس کا تکملہ
 وہ شان رب، نشان رب
 وہ رب کائنات کے حبیب بھی قریب بھی
 نبی، ولی، صفی، نجی، سخی، غنی، جلی خفی

جسے جسے بھی جو ملا
 انھی کے فیض سے ملا
 جوان کی ہاں تو رب کی ہاں
 جوان کی نا تو رب کی نا
 یہ مرتبہ یہ بدبہ یہ غلغلہ
 مگر ہے پھر بھی سادگی
 نشست میں قیام میں
 مکان میں عوام میں
 صیام میں طعام میں
 حیات پاک کی ہر ایک طرزِ خاص و عام میں
 وہ عفو و درگزر کہ بدترین دشمنوں کو بھی
 عطا کریں معافیاں
 وہ حلم و انکسار کہ جو ایک بار دیکھ لے
 غلام عمر بھر رہے۔
 وہ خُلق پاک آپ کا
 قرآن میں ڈھلا ہوا
 امانتوں، دیانتوں میں بے نظیر
 وہ عظمتوں میں بے مثال
 وہ رفعتوں کی انتہا
 وہ قدرتوں میں باکمال۔
 حسین وہ، جمیل وہ، وجیہ وہ، شکیل وہ
 وکیل وہ، کفیل وہ

ملیج وہ، صلیج وہ، شفیع وہ، رفیع وہ
 انھی کے حسن پاک سے جہاں کو روئیں ملیں
 انھی کی خاک پافلک کی مانگ جگمگا گئی
 ستاروں کی یہ روشنی رہین نور احمدی
 یہ مہر و ماہ، بحر و بر، شجر و حجر
 فرشتے جن و انس سب
 انھی کے دم کی برکتیں۔
 حلیمہ بی سے پوچھیے
 کہ کیسا بچپنا تھا وہ
 ان آمنہ کے لعل کا
 جو ایک طرف کا دودھ پی کے
 دوسری طرف کا دودھ چھوڑ دیتے
 اپنی پیاری بہن کو
 جو دخترِ حلیمہ تھیں۔
 یہ کیسا بے نظیر عدل، یہ کیسا بے مثال خُلق!
 قریش کے ستم شعار
 حالت نماز میں طرح طرح سے چھیڑتے
 کبھی تو خاردار جھاڑیاں بچھاتے راہ میں
 کبھی تو پشت پاک پرانڈیلتے غلاظتیں
 مگر وہ منع کرم، نہ دیتے بد دعا کبھی
 ہمیشہ دست پاک اٹھا کے رب سے کی یہی دعا
 الہی میرے خاندان کے لوگ مجھ کو جانتے نہیں

تُو اپنے فضل سے انھیں ہدایتوں کی بھیک دے۔
 یہ کیسا لا جواب رحم! یہ کیسا عالی ظرف حلم!
 حدیبیہ کے بعد جب کہ فاتحانہ شان سے
 یہ حق پرست کارواں
 دخیل مکہ مکرمہ ہوا
 تو ظلم کی گھٹائیں ساری چھٹ گئیں
 قریش کو یہ ڈر ہوا
 کہ لشکر محمدی بنے گا آج منتقم
 گذشتہ ظلم و زیادتی کے
 ایک ایک پل کا اب حساب لیں گے فاتحان
 مگر وہ رحمت کبیر
 امیر عفو و درگزر
 خدا کے حکم سے رحیم اور کریم بن گئے
 ہر ایک خاص و عام کو امان بخش دی گئی
 یہ کیسی لا جواب اماں! یہ کیسا بے مثال رحم!
 یہ کیسا بے نظیر عدل!
 پھر ایک باریوں ہوا
 صحابہ کرام میں سے
 بعض نے کیں بھوک کی شکایتیں
 نبی نے کچھ نہیں کہا
 ہٹادی پیٹ سے عبا
 یہ دیکھا حاضرین نے

کہ جس کے دست پاک میں
 عطا خدا نے کی ہے دو جہاں کی ملک
 اسی کے نوری پیٹ پر
 ہے ایک سِل بندھی ہوئی
 حبیب رب نے عمر بھر
 نہ کھائی نان گندمی
 بس ایک نان جو رہی غذا تمام زندگی
 یہ سادگی کی بات تھی
 قناعتوں کا درس تھا۔
 وہ بادیہ نشین نبی
 کہ جن کے پاس دو جہاں کا راج تھا
 وہ اپنے دست پاک سے
 خود اپنے جوتے گاٹھتے
 وہ نوریوں کے رہ نما
 وہ تاجدار انبیا
 لباس بوریئے کاہات سے سلا ہوا
 پہنتے جسم پاک پر
 یہ سادگی کا درس تھا
 قناعتوں کی بات تھی۔
 وہ صادق و امین لقب
 امانتوں، دیانتوں کے تاجور
 جو مکہ چھوڑتے ہوئے

علی کے پاس اپنے پاس کی سبھی امانتیں رکھا گئے
 وہ پائی پائی کا حساب
 مکہ سے روانگی سے قبل ہی چکا گئے
 امانتوں کا پاس تھا
 دیانتوں کا تھا لحاظ
 اسی نبی کی تربیت کا تھا یہ ایک خاصہ
 صحابہ کرام اپنی زندگی کے فیصلے
 خدا رسول کی رضا پہ چھوڑتے
 وہ قول و فعل و حال میں
 حضور ہی کے اتباع کو سمجھتے روح زندگی
 اسی لیے حضور نے
 صحابہ کرام کو ستاروں سے مثال دی
 ہدایتوں کی اصل کا مقام دے دیا
 یہ وہ نفوس قدسیہ تھے
 جن کی زندگی کا ایک ایک پل تھا
 وقف بندگی
 رسول کی یہ آل تھے
 اور ان کے اہل بیت بھی
 جہی تو ہر نماز میں تحیہ و ثنا کے ساتھ
 ان نفوس قدسیہ صحابہ کرام پر
 درود بھیجتے ہیں ہم۔
 یہ وہ نفوس قدسیہ تھے

جن کی زندگی کا ایک ایک پل تھا وقف بندگی۔
 غلام ہوں تو ایسے ہوں
 بلال حبشی ایک طرف
 صہیب رومی ایک طرف
 اسامہ زید ایک طرف
 عتیق، عمر، غنی، علی، حسن، حسین ایک طرف
 یہ وہ نفوس قدسیہ تھے
 جن کی ایک ایک سانس وقف خدمت نبی رہی
 جنہوں نے اپنے رات دن
 نبی پہ کر دیے ثنار
 فنا ہوئے بقا ملی۔
 تھے ان میں دس صحابہ خوش نصیب
 جن کو جیتے جی بشارت جنان ملی
 عذاب سے اماں ملی
 اسی لیے تو رب کے بندگان قرب پر
 سلام بھیجتے ہیں ہم
 نبی پہ بھی سلام ہو
 علی پہ بھی سلام ہو
 ولی پہ بھی سلام ہو
 سلامتی کا کارواں یوں ہی رواں دواں رہے
 رضائے مصطفیٰ ملے
 عطائے مصطفیٰ ملے

تاریخ اسلام

غار حرا کی کالی چٹانیں
بھوری اور ٹیلی چٹانیں
کس کے نور سے روشن ہو گئیں
پتھر یلی ہریالی چٹانیں
نوری نغمہ غار حرا پر اقرا کی صورت گونجا تھا
پھر فاران کی چوٹی سے اک سورج نکلا
نور سراپا، بشری جامہ
لاہوتی انداز لیے
صادق اور امین کے نام سے جانا جاتا
نوری پیکر
وحدت کا پیغام لیے
لات و منات و ہبل کے گھر میں
الا اللہ کا نعرہ لے کر پہنچا تھا
اس کو اپنوں نے ٹھکرایا
خون کے رشتے ہو گئے اس کے خون کے پیاسے
مکہ چھوٹا، کعبہ چھوٹا
رب نے دیا تھا حکم ہجرت
دونوں فانونس چلے پھر
یشرب کی اندھیاری بستی روشن کرنے

ردائے مصطفیٰ کے نوری سائے میں
الہی سارے سنیوں کو سیدھا راستہ چلا
نبی ولی کا راستہ
صفی نجی کا راستہ

وہ راستہ جو سچ کی سلطنت کی شاہراہ ہو
کہ جس کے اک سرے پہ ہوں
رضائے حق کی وادیاں
اور اُس کنارے پر ہو عشق مصطفیٰ کا گلستاں
شگفتگی کلی کلی
بہار ہی بہار ہو

ثنائے مصطفیٰ کا پر شکوہ سلسلہ
ہمارے دل کی دھڑکنوں کے ساتھ ساتھ ہی چلے۔

0000

ایک نبی تھا ایک ولی تھا
 صادق اور صدیق بہم تھے
 منزل منزل رکتا
 قافلہ نورانی اپنی منزل یعنی مدینہ پہنچا
 یثرب نامی اجڑی بستی
 ان کی خاک کف پا پا کر
 مثل گلستاں سرسبز و شاداب ہو گئی
 امن کی دھوپ سنہری نکھری
 پیار محبت بھائی چارے کی میٹھی میٹھی سی دھڑکن
 ہر دل کی میراث بن گئی
 دوئم سال ہجرت میں کعبے کی جانب قبلہ بدلا
 مکے کے کالے دل والے شیطانی منصوبے لے کر
 پریم کی اس بستی کو مٹانے
 پوری طاقت سے چڑھ دوڑے
 سبز پوش سالار کے پیرو
 ہاں ہاں وہ مٹھی بھر مومن
 سچ اور جھوٹ کا فرق بتانے
 اتر پڑے تھے بدر کے ریتیلے میدان میں
 خرمے کی سوکھی شاخیں تلوار بن گئیں
 آسمان سے اتر پھر ملکوتی لشکر
 نوری فوجی پرے جمائے
 رب کے فضل و کرم پر شا کر

شوق شہادت دل میں سجائے
 اپنے آقا کے قدموں میں قرباں ہو جانے کا جذبہ
 من میں سموئے
 جم گئے، ڈٹ گئے
 باطل کی بنیادیں ہل گئیں
 مسلم لشکر فاتح بن کر گھر کو لوٹا
 بدلے کے جذبے نے مکے والوں کو پھر سے اکسایا
 سارے قبیلے ایک ہو گئے
 احد کے میدان میں دونوں لشکر دوبارہ جنگ کو اترے
 نوری لشکر ایک طرف تھا
 ایک طرف تھا ناری لشکر
 سب نے ایک انہونی دیکھی
 نوری لشکر کے دستے کی غلطی سے
 ساری جیت ہار میں بدلی
 ناری لشکر بھاگ چلا تھا، واپس پلٹا
 کچھ پل پہلے جو فاتح تھے
 اگلے پل مغلوب ہوئے وہ۔
 آقا کے محبوب چچا حمزہ نے احد میں
 جام شہادت نوش کیا
 آقا کے دندان مبارک کو زک پہنچی
 مولیٰ نے پھر سے اپنے لشکر کو سمیٹا
 رزم گاہ کا نقشہ بدلا

فتح و ظفر کی ٹھنڈی چھاؤں میں نوری لشکر
 کلمہ طیب کا پرچم لہراتا طیبہ واپس آیا
 غزوہ خندق میں آقائے
 اپنے ہات سے خندق کھودی
 قریش و یہود عرب کے قبائل
 بارہ ہزار کا لشکر لے کر
 ایک ماہ تک گھیرے رہے مسلم لشکر کو
 آخر پھوٹ پڑی دشمن میں
 سردی کا موسم تھا پھر بھی
 ایسا طوفاں آیا کہ خیموں کی طنابیں اکھڑ گئیں
 اور گھوڑے چھوٹے
 دشمن کا سامان رسد بھی ختم ہو گیا
 گھیرا ٹوٹا
 دشمن اپنے گھر کو لوٹا۔
 چھٹا سال ہجرت کا تھا جب
 ماہ ذی قعدہ میں آقا
 چودہ سو اصحاب کو لے کر
 عمرے کی نیت سے نکلے
 مکہ سے نو میل ادھر سرکارِ حدیبیہ پر اترے
 موسم گرما، پیاس کی شدت،
 کنوئیں کا پانی ختم ہو گیا
 فخر و عالم نے پانی کی کلی

ڈالی حدیبیہ کے کنوئیں میں
 خالی کنواں لبریز ہو گیا
 یہی جگہ تھی
 جہاں نبی کے دست مبارک سے لہرائے
 نور کے چشمے
 پانی کے برتن میں بہا دیا ہے رحمت
 پھر ظہور میں آیا
 حدیبیہ کا مشہور معاہدہ
 جس کے کاتب مولا علی تھے
 پیارے نبی نے اپنے صحابی حضرت عثمان کو
 خط دے کر مکہ بھیجا
 مکہ والوں نے عثمان کو زیرِ حراست روکے رکھا
 اس اثنا افواہ اڑی
 کہ حضرت عثمان مکہ میں مقتول ہو گئے
 ایک ببول کے پیڑ کے نیچے
 سرکارِ طیبہ نے اپنے سارے صحابہ سے بیعت لی
 بیعت رضواں جو کہلائی
 يَذُ اللّٰهُ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ قرآن میں مذکور ہوا
 پھر ہفتم سال ہجرت میں
 غزوہ خیبر پیش آیا تھا
 اللہ اکبر، خَرِبَتْ حَيْبَرُ
 یہ نعرہ تھا زبانِ نبی پر

قوم یہود کے سات قلعے

نوری لشکر نے فتح کر لیے

کوہ قموں پہ ایک قلعہ تھا

عرب کے زور آور مرحب کا

مولیٰ علی کو فتح کا پرچم سالار اعظم نے سونپا

فضل خدا، تائید نبی سے

شیر خدا نے باب خیبر جڑ سے اکھاڑا۔

ہشتم سال ہجرت کے ماہ رمضان کی

دس تاریخ کو سرور عالم

غزوہ فتح مکہ کی تیاری کر کے گھر سے نکلے

دس ہزار کا نوری لشکر

پرچم فتح و ظفر کا لے کر

ہوئی گیا مکہ میں داخل

رحمت عالم نے اعدائے دین کو عام معافی دے دی

پھر سرکار نے غسل کیا، ہتھیار سجائے

اپنی چہیتی اونٹنی قصو پر جلوہ افروز ہوئے

اپنے غلام اسامہ کو بھی اپنے ساتھ بٹھایا

کو کعبہ نبوی پوری شان و شوکت سے

سوئے کعبہ روانہ ہوا

دائیں بائیں آہن پوش صحابہ کا جھرمٹ تھا

بیت اللہ میں داخل ہو کر

آنحضرت نے سب سے پہلے

بوسہ دیا حجر اسود کو

پھر اونٹنی پر بیٹھے بیٹھے بیت اللہ کا طواف کیا

کعبے کے گرد اور اوپر تھا

تین سو ساٹھ بتوں کا قبضہ

سید عالم نے ایک لکڑی ہات میں لے کر

سارے بتوں کو دیا ٹھوکا

جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ

إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا

ایک ایک بت یہ نعرہ سن کر

گرتا تھا اوندھا منہ کے بل

پھر آقائے کعبہ کا دروازہ کھولا

ہر جانب تکبیر پکاری

پھر کعبے کے دروازے کے بازو پکڑ کر

قریش کے بارے میں اعلان عفو کیا

رحمت عالم کی رحمت اور شفقت سب پر کھل کر برسی۔

دسواں برس ہجرت کا آیا

حج و داع ادا فرمایا

الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ كَاعِرْفَہِ مِیں سندیسہ پایا۔

گیا رھواں سال، ربیع الاول

بارھواں روز دوشنبہ تھا جب

نور ازل کے جلوہ اول نے

انسانی آنکھوں سے پردہ فرمایا

مولیٰ علی نے غسل دیا جسدا طہر کو
حجرہ بی بی صدیقہ میں دفن ہوئے۔

صورت اور سیرت میں کیلتا
کامل حسن کا اکمل پیکر

روئے مبارک نور الہی کا آئینہ
اتنا منور اتنا روشن تھا

کہ جناب صدیقہ نے اس کی چمک میں
کھوئی ہوئی سوزن ڈھونڈ نکالی

پیٹھ کے پیچھے دیکھنے والی سرگیں آنکھیں
قوت بینائی ایسی کہ شرق و غرب کو یکساں دیکھیں
لمبی اور باریک بھنویں تھیں

دور سے یوں لگتا تھا جیسے جڑی ہوئی ہیں
دونوں بھنویں کے بیچ ایک رگ تھی

جو غصہ کی حالت میں حرکت میں آتی
اور تن جاتی

بینی اقدس لمبی، حسیں اور بیچ میں ابھری
اور بن بنی پراک نور درخشاں

جو اس کی بلندی کا ضامن تھا

حضرت حساں نے پیشانی کے بارے میں یہ فرمایا:
”کالی رات میں جب بھی آپ کی پیشانی ظاہر ہوتی
تو تاریکی کے روشن چراغ کے مثل چمکتی“

ہر دو گوش مبارک کامل و تام تھے اس محبوب خدا کے

قوت بصر کے مثل خدا نے قوت سمع بھی عمدہ بخشی
اسی لیے تو اپنے صحابہ سے فرماتے:

”تم وہ دیکھ نہیں سکتے جو مجھ کو نظر آ جاتا ہے
اور جو کچھ میں سن لیتا ہوں

وہ تم نہیں سن سکتے ہو کبھی

میں افلاک کی آوازیں بھی سن لیتا ہوں“

دہن مبارک لگتا تھا نوری سانچے میں ابھی ابھی
ڈھل کر نکلا ہے

رخسار سرکار دو عالم جیسے دو نورانی پیالے

دنداں ہائے پیشیں تھے روشن اور تاباں

جب کلام فرماتے تو دندان مبارک میں سے
نور نکلتا دکھتا

جب ہنس دیتے دیواریں روشن ہو جاتیں

وہ لب شیریں

جن پہ گماں ہو باغ ارم کے سب سے حسیں

گل کی پتی کا۔

حضرت مسعود انصاری کی بیٹیوں نے

سرکار کا جوٹھا اک دن کھایا

مرتے دم تک ان کے منہ سے

خوشبو کے فوارے چھوٹے

کوئی منہ کی بیماری ان کو نہ ہوئی پھر آ خردم تک۔

تھا اکسیر لعاب دہن مبارک ان کا

زخمی اور بیماروں کو۔

مولیٰ علی کی دکھتی آنکھیں

اسی لعاب سے خیر کے دن اچھی ہو گئیں

ایسی اچھی جیسے کبھی کچھ ہوا نہیں تھا۔

غار ثور میں صدیق اکبر کے پاؤں میں

سانپ نے کاٹا

درد کی شدت اتنی بڑھی

کہ آنکھ سے آنسو جاری ہو گئی

آقائے فوراً ہی زخم پہ اپنا لعاب دہن لگایا

چشم زدن میں زخم بھر گیا

درد کی شدت ختم ہو گئی۔

بدر کے روز رفاعہ بن رافع کی آنکھ میں

تیر لگا تھا

سرور عالم نے فوراً ہی

آنکھ کے زخم میں اپنا لعاب دہن لگایا

اور دعا کی

ساری اذیت دور ہو گئی

آنکھ بھی ہو گئی پہلے جیسی۔

آپ کے خادم انس کے گھر میں ایک کنواں تھا

آپ نے اپنا لعاب دہن اس کنویں میں ڈالا

پانی ایسا شیریں ہوا

کہ طیبہ بھر میں اس سے بڑھ کر

کوئی میٹھا کنواں نہیں تھا

امّ معبد نے فرمایا:

”آپ کی باتیں میٹھی میٹھی

حق کیا ہے اور باطل کیا ہے

اس کا فرق بتانے والی

نہ حد سے کم نہ حد سے زیادہ

گویا لڑی سے گرتے موتی۔“

خوش آواز تھے میرے آقا

مستورات گھروں میں بیٹھی

سارا خطبہ سن لیتی تھیں

گردن اقدس اتنی حسین اور اتنی سبک تھی

لگتا تھا چاندی میں ڈھلی ہے

دست مبارک

ریشم و دیبا سے بھی زیادہ نرم و نازک

ایک مصافحہ جو کر لیتا

دن بھر ہات میں خوشبو پاتا

جس بچے کے سر پر آقا اپنا دست مبارک رکھتے

وہ خوشبو میں اوروں سے ممتاز ہی رہتا

یہ وہی دست کرم تھا

کہ کبھی کوئی سائل

آپ کے در سے خالی ہات نہ واپس لوٹا

یہ وہی دست شفا تھا

جس کے لمس نے بیماروں کو شفا دی
یہی مبارک ہات تھا
جس کی ایک انگلی کے اشارے سے
دو ٹکڑے چاند ہوا تھا۔

حضرت ابیض بن حمال کے چہرے پر تھا داد پرانا
ایک روز آنحضرت نے ان کو بلوایا
اپنا دست شفا ان کے چہرے پر پھیرا
شام نہ ہونے پائی کہ وہ اچھے ہو گئے
جنگ احد میں ابوقحافہ کی ایک آنکھ کا
ڈیلا نکل کے آن پڑا رخسار کے اوپر
آقائے ان کو بلوایا
اپنے دست مبارک سے ڈیلے کو
آنکھ کے خول میں واپس رکھا
اور لعاب دہن لگایا
فوراً ہی آرام آ گیا۔

سیدہ اقدس
اسرار ربانی کا ایک گنجینہ تھا
اپنے قلب شریف کی نسبت خود سرکار نے
فرمایا ہے:

”آنکھ مری سو جاتی ہے پردل کو نیند نہیں آتی۔“
پشت مبارک ایسی صاف و سفید
کہ پگھلائی ہوئی چاندنی لگتی تھی

بچ میں دونوں شانوں کے تھا
گوشت کا ایک نورانی ٹکڑا
ابھرا ابھرا

جی ہاں! یہی تھی مہر نبوت۔
ہر دو پائے مبارک ان کے
ہاں ہاں ڈھلے نوری سانچے میں
قدم اقدس پتھر کے سینے میں اپنی جگہ بناتا
اور جب ریت پہ چلتے تو
کوئی بھی نشان نہ ظاہر ہوتا
یہ وہی قدم مبارک ہیں کہ قیام شب میں
ورم کر آتے

یہ وہی قدم مبارک ہیں
کہ مکہ اور بیت المقدس کو
ان سے ملا تھا شرف زائد
یہی وہ پاک قدم ہیں جنہوں نے
اسریٰ کی شب
عرش سے آگے منزل کی تھی۔
تھے سرکار میانہ قدمائل بہ درازی
لاکھوں کے مجمع میں سب سے بلند نظر آیا کرتے تھے
سایہ نہ تھا جسم انور کا
آپ نے اپنے رب سے ایک دعا یہ مانگی:
”اے اللہ تمام اعضا اور جہات میں

نور عطا کر مجھ کو“

ختم دعا پر یہ فرمایا:

”وَاجْعَلْنِي نُورًا“ اور مجھ کو نور بنادے۔

آپ کا سایہ نہ ہونے میں یہ حکمت تھی

کہ آپ کے سائے کو کوئی کافر

کرنہ سکے پامال کبھی بھی

رنگ مبارک گورا تھا اور روشن و تاباں

سرخ مائل

بعض جگہ سرکار کو گندم گوں لکھا ہے

جلد مبارک نرم اور خوشبودار تھی اتنی

مشک بھی پہنچ تھی جس کے آگے

والدہ سرکار نے دی ہے اس کی شہادت

مشک و عبیر سے خوش تر تھی سرکار کی خوشبو

خوشبودار پسینہ تھا سرکار کا ایسا

ایک صحابی گھر کو لے گئے بوتل بھر کے

ان کی بیٹی اسے لگاتی

خوشبودارے اہل مدینہ کو مل جاتی

یہ گھر ”خوشبودالوں کا گھر“ دور دور مشہور ہو گیا۔

ام سلمہ پسینہ اٹھر کو بوتل میں بھر لیتی تھیں

تاکہ ان کے بچے پائیں اس سے برکت

جس کو چے سے آپ گزرتے

وہ تادیر معطر رہتا

لوگ سمجھ لیتے کہ یہاں سے منبع نور و نکہت گزرا

مکھی آپ کے اعضا اور کپڑوں پہ نہ بیٹھی

اور نہ کبھی جوں نے ایذا دی

جن چوپایوں پر سرکار سواری کرتے

پاس ادب سے وہ چوپائے

بول و براز سے پاک ہی رہتے۔

بال نہ تو گھنگر و والے تھے

اور نہ بالکل سیدھے سادے

بچ میں ناف اور گردن کے بالوں کا ایک باریک سا خط تھا

دونوں بازو، شانوں اور سینے کے بالائی حصے میں

بال تھے زیادہ۔

آنحضرت کو تہہ بند چادر اور قمیص بے حد پسند تھی

یمن کی دھاری دار چادروں سے رغبت تھی

آپ نے ساری عمر اقدس

کبھی نہیں پہنا پاجامہ

اونی جبہ شامیہ اکثر پہنا کرتے

بعض اوقات عمامہ میں تحنیک بھی کرتے

یعنی ایک پیچ بائیں جانب سے

تھوڑی کے نیچے سے لاکر سر مبارک پر لپیٹتے

عمامہ اکثر سیاہ رنگ کا ہوتا

جس کا شملہ

کبھی تو ہوتا کبھی نہ ہوتا

نعلین اقدس چپل کی صورت تھیں
ہراک کے دودو تسمے دوہری تہہ والے۔

آنحضرت کی ذات اقدس
خلق عظیم کی ساری انواع و اقسام کی جامع تھی
ابراہیمی حلم و سخاوت
اسماعیلی صدق و وعدہ
شکرداؤد، عزم سلیمان
صبر ایوب، شان کلیسی
اور دم عیسیٰ

یہ اوصاف و محاسن رب نے
نبیوں کے سردار کو بخشے

حضرت سعد نے آنحضرت کے خلق کی بابت پوچھا
تو نبی بی صدیقہ نے فرمایا:
”پیارے نبی کا خلق تھا قرآن۔“

ارشاد صدیقہ کا مفہوم یہ ہے
کہ مصحف پاک میں جتنے بھی اخلاق حمیدہ ذکر ہوئے ہیں
وہ سب کے سب آنحضرت کی ذات اقدس میں شامل تھے
خلق اور خلق میں وہ سب نبیوں سے افضل تھے

کس میں تھا علم ان کے جیسا
اور کس میں ان کا سا کرم تھا
سرور عالم صبر و حلم و عفو کا منبع
رحمت اور شفقت کا دریا

حسن سلوک کے سچے مبلغ
سب سے بڑھ کر متواضع تھے
جو دو سخاوت میں یکتا

قوت عزم و استقلال و شجاعت میں بھی
سب سے برتر سب سے اعلیٰ
زہد و ریاضت خوف و عبادت
صدق و عدالت، عہد وفا میں سب سے افضل
عفت و عصمت شرم و حیا میں سب سے اچھے
معجزات دیگر نبیوں کو

الگ الگ تھے رب نے بخشے
وہ سب کے سب جمع ہوئے ذات احمد میں
سب سے بڑا اعجاز نبی کا قرآن ہی ہے۔

ان کے رب نے انھیں بلایا
اسرئی کی شب عرش سے آگے
انگلی کے بس ایک اشارے سے

دو ٹکڑے چاند ہو گیا
مولیٰ علی کی عصر کی خاطر
ڈوبا ہوا سورج پلٹا یا
حضرت جابر کی دعوت میں
مردہ بکری اور جابر کے مردہ بچوں کو
پھر سے زندہ فرمایا
سرکش اونٹ نے آپ کے آگے

عرش کے پایوں پر حوروں کے سینوں پر
 جنت کے محلوں، اشجار فردوس کے پتوں
 اور فرشتوں کے چشم و ابرو پر ان کا نام لکھا ہے۔
 جس نے حضور کو خواب میں دیکھا
 اس نے بے شک آپ کو دیکھا
 کیونکہ شیطان آپ کی صورت بن نہیں سکتا
 حضور کی قبر شریف ہے افضل
 کعبہ سے اور عرش علا سے
 قبر شریف پہ ایک فرشتہ
 رب کی طرف سے متعین ہے
 جو امت کے درود آپ تک پہنچاتا ہے
 صلی اللہ علیہ وسلم
 نظمی پڑھتے رہیے ہر دم
 یہی رضائے رب کی ضمانت
 یہی شفاعت کا پروانہ
 یہی ہے قبر کی سختی سے بچنے کا طریقہ
 صلی اللہ علیہ وسلم
 یہی تو جنت کی کنجی ہے۔

0000

پیشانی سجدے میں رکھی
 شیر بھیڑ یا بکری پتھر اور درخت
 سارے کے سارے فرماں بردار اور مطیع تھے پیارے نبی کے۔
 غیب کا علم دیا تھا رب نے
 ابن عمر سے یہ مروی ہے
 سرور عالم نے فرمایا:
 ”رب نے ساری دنیا میرے سامنے رکھ دی
 میں دنیا کو اور قیامت تک اس میں
 پیش آنے والے سارے حوادث کو
 اس طرح دیکھ رہا ہوں
 جیسے میرے سامنے ہے میری یہ ہتھیلی۔“
 سید عالم نے فرمایا:
 ”میری امت اول سے آخر تک
 مجھ پر پیش کی گئی
 میرے لیے بنوائی گئیں مٹی اور پانی سے سب شکلیں
 اور مجھ کو دکھلائی گئیں
 جتنا تم پہچانتے ہو اپنے ساتھی کو
 اس سے کہیں بہتر میں ہر فرد امت سے واقف ہوں۔“
 لوح و قلم کا علم آپ کے علم میں شامل
 ذات و صفات باری تعالیٰ کے
 اسرار و معارف کا وہ گنجینہ ہیں
 یوم الست میں سب سے پہلے آقا ہی نے ملی کہا تھا

خدا کا بندہ ہمارا آفت

حرامیں کس کو ضیالی تھی

یہ کون فاران پر چڑھا تھا

امین و صادق خطاب والا

خدا کی روشن کتاب والا

کہ جس کی صورت

خدائے واحد نے اپنے بندوں کو

نعمت لازوال بخشی

سلامتی امن و آشتی کے اصول دے کر

کسے خدا نے عرب میں بھیجا

عرب،

جہاں تھے زبان والے

زبان دانی پہ جن کو اپنی بڑا تھا غرہ

زمانے بھر کی برائیوں کو

جونکیوں میں شمار کرتے

شراب پیتے

قمار بازی پہ ناز کرتے

عرب کی شمشیر بات بے بات

اس پہ گرتی اسے گراتی

عرب!

جو بیٹی کو پیدا ہوتے ہی

زندہ درگور کر رہے تھے

عرب!

جو کعبے میں بت سجا کر

مطاف میں ڈھول اور تاشوں کی گت پہ

اپنی جہالتوں کو، روایتوں کو، ضلالتوں کو

نہ جانے کب سے نچا رہے تھے

تجارت ان کی عروج پر تھی

مگر وہ خود

گم رہی کے سکوں کی کھن کھنا کھن پہ

مست و مدہوش

بت پرستی کی منڈیوں میں

ضمیر اور ایمان اور عقیدے کو

مفت نیلام کر رہے تھے۔

یہ وقت وہ تھا کہ ساری دنیا میں

رب واحد کے ماننے والے

چند افراد رہ گئے تھے

شریعتیں گم رہی میں گم تھیں

طریقتیں کج روی میں ضم تھیں

حقیقتیں بد عقیدگی کے الاؤ پر

چرمر رہی تھیں

نصیحتوں کے گلے میں

طوق ملامت و لعن

جانے کب سے پڑا ہوا تھا۔

قریش کے خاندان عالی سے

آمنہ کا وہ لعل اٹھا

عرب کی ظلمات میں

وہ وحدت کی

نوری شمعیں جلاتا آیا

حرا سے اس کو ضیاء ملی تھی

عرب کو وحدت کا درس دینے

شرافتوں کا سبق سکھانے

ضلالتوں کا اثر مٹانے

وہی تو فاران پر چڑھا تھا

وہ انبیاء و رسل کا بلجا

خدا کا پیارا ہمارا آقا

وہ نیکوں کا پیام لایا

وہ امن لایا، سلام لایا

خدا کا سچا کلام لایا

وہ رحمتیں سب کے نام لایا

شریعتوں کو دوام بخشا

طریقتوں کو نظام بخشا

ہمیں مسلمان نام بخشا

زباں سے اس کی جو لفظ نکلا

حدیث و قرآن بن کے چمکا

وہ منبع رحمت و کرم تھا

صدائقوں کا، عدالتوں کا

سخاوتوں کا، شجاعتوں کا

سیادتوں کا، شہادتوں کا

ولایتوں کا، امامتوں کا

فضیلتوں کا، کرامتوں کا

وہ نوری پیکر

کہ جس نے قول و عمل کے ذریعہ

جہاں کو سچائیاں سکھائیں

ملل کو اچھائیاں دکھائیں

وہی تو تھا وہ نبی کہ جس کی بشارتوں کو

خلیل و موسیٰ ذبیح و عیسیٰ نے

اپنے خطبوں کا جزو بنا کر

رضائے رب کی نوید پائی۔

وہ انبیاء و رسل کا بلجا

خدا کا بندہ ہمارا آقا

ہماری خاطر

بڑی بڑی مشکلوں سے گزرا

قناعتوں کا، عنایتوں کا

شفاعتوں کا، ہدایتوں کا،

شرافتوں کا، نجاتوں کا

بلاغتوں کا، فصاحتوں کا

ملاحتوں کا وہ نوری پیکر

کہ جس نے امت کے سکھ کی خاطر
 وطن کو چھوڑا، مدینہ آیا
 اجاڑ بستی کو لہلہاتا چمن بنایا
 محبت و امن و آشتی کا
 خلوص و ایثار پیشگی کا
 برابری اور دوستی کا
 اہنسا اور شانتی کا
 نیا نرالا نظام لایا
 وہ نیکیوں کا پیام لایا
 وہ رحمتیں سب کے نام لایا۔
 پھر ایک ایسا بھی وقت آیا
 وہ نوری پیکر
 جو ایک مہاجر کے روپ میں
 اپنے گھر سے نکلا
 اسی نے فاتح کا تاج پہنا
 ہزاروں قدوسیوں کا لشکر لیے
 وہ اپنے وطن کو لوٹا
 کمان والا، امان والا
 بہت ہی اونچے نشان والا
 وہ انبیاء و رسل کا ملجا
 خدا کا بندہ ہمارا آقا
 کہ جس کے صدقے
 خدا نے تکمیل دیں کا مژدہ ہمیں سنایا

یہی وہ دین محمدی تھا
 کہ جس کا کلمہ
 ابوالبشر نے بھی
 جنت عدن میں پڑھا تھا
 یہی تھے وہ مصطفیٰ کہ جن کو
 تمام نبیوں نے اور رسولوں نے
 اپنا مولیٰ امام مانا
 پڑھیں نہ کیوں ہم درود ان پر
 درود ان پر، سلام ان پر
 کہ جن کے ہونے سے ہم ہوئے ہیں
 جو وہ نہ ہوتے تو کچھ نہ ہوتا
 ہے ان کے ہونے سے سب کا ہونا
 کرم ہے رب عظیم کا یہ
 ہے اس کا احساں ہمارے اوپر
 کہ ہم سیہ کار، کور بختوں کو
 اپنے پیارے حبیب کا امتی بنایا
 وہ انبیاء و رسل کے ملجا
 وہ اغنیاء اصفیاء کے مولیٰ
 خدا کے بندے ہمارے آقا
 ہم ان کی نورانی بارگہ میں
 ہزار سجدے کریں تو کم ہے
 مگر شریعت!!!!

برکتِ اسمِ محمد ﷺ

دین کا مجرم تھا وہ

ہاں عقیدے اور مذہب سے اسے انکار تھا

ہر برائی اس کی عادت بن گئی تھی

دوسروں پر ظلم کرنا

اپنوں غیروں کو ستانا

جبر و استبداد کی قربان گہ پر

بے گناہ معصوم لوگوں کو چڑھانا

قتل کرنا لوٹنا

ہر طرح کی جعل سازی

اس کی رگ رگ میں سمائی

دین کا مجرم تھا وہ

ہر صداقت اور دیانت سے اسے انکار تھا

حشر میں میزان پر اعمال جب تلنے لگے

اگلی پچھلی امتوں کے نامہ اعمال جب کھلنے لگے

وہ بھی آیا

اپنے بائیں ہات میں

اپنی بد اعمالیوں کا ایک سیہ دفتر لیے

جب ترازو پر چڑھا

پلہ گناہوں کا جھکا

سب یہی سمجھے کہ رب کا حکم ہوگا

اے فرشتو، یہ ہے نافرمان بندہ

ڈال دو اسکو جہنم میں ہمیشہ کے لیے۔

سب کو حیرت تب ہوئی

جب حکمِ ربی یہ ہوا

اے فرشتو، میرے اس محبوب بندے کو

ادب سے لے چلو

جنت الفردوس میں داخل کرو۔

اس کو یہ اعزاز کیوں حاصل ہوا؟

ایک دن یہ جارہا تھا

قتل و خوں کے اپنے معمولات پر

اس نے دیکھا

پارچہ تورات کا

اصل نسخہ سے الگ ہو کر زمیں پر تھا پڑا

اس نے کی عزت کلام اللہ کی

اور پرزہ وہ کتاب اللہ کا

جھک کراٹھایا اپنے ہاتوں سے اسے

دھول سے ستھرا کیا

اس نے دیکھا

آیتیں تورات کی ہیں

اور ان میں تذکرہ ہے اس نبی کا

جو ہے فخر انبیا

اور حبیب کبریا

جس کا اسم پاک احمد ہے لکھا تورات میں

دیکھ کر اسم مقدس اس رسول پاک کا

سر جھکا یا اور بوسہ لے لیا

اس پرزہ تورات کا۔

دین کا مجرم تھا وہ

ہر عقیدے اور مذہب سے اسے انکار تھا

ہر صداقت اور دیانت سے تھی اس کی دشمنی

لیکن اس نے کی جو تعظیم رسول ہاشمی

وہ ادا اس کی خدائے پاک کو بھی بھاگئی

حکم تھا دوزخ کا اس کے واسطے

پر اسے جنت میں داخل کر دیا۔

نام احمد کی یہی تاثیر ہے

اس کی برکت سے بدل جاتا ہے قسمت کا لکھا

جب یہودی کے لیے

اسم محمد کی یہ برکت ہے

تو پھر ہم تو ہیں ان کے امتی

ان کے غلام۔

اے خدا اسم محمد کی ہمیں برکت عطا کر

اپنے اس پیارے نبی کے عشق کی دولت عطا کر

لمحہ لمحہ ان کی یادوں کی ہمیں نعمت عطا کر

ان کے اہل بیت اور اصحاب کی چاہت عطا کر

تجھ سے ہم اتنی سی منت ماننے ہیں

ہم کو پیارے مصطفیٰ کی دید کی لذت عطا کر۔

چند قطعات و رباعیات

مارہرہ برکت نگری ہے قدم قدم پر برکت ہے
اس برکت میں پھوٹ جو ڈالے اس پر رب کی لعنت ہے
مارہرہ کے سید کے ہاتوں جو سودا بکتا ہے
اس سودے کو طیبہ کے بازار سے سچی نسبت ہے

وہ اونچا گنبد جس کو برکاتی گنبد کہتے ہیں
اس گنبد کا ہر کنگورہ جگ کے دل کی دھڑکن ہے
جس کے سائے میں ہم سب کے دادا مرشد رہتے ہیں
گنبد کے ہر کنگورے سے نور کے دریا بہتے ہیں

ہم مرید سید العلماء کے ہماری کا بوجھو ہو ریت
اچھے ستھرے نوری مرشد کا سایہ ہمارے سر پر
پیم نگر کے ہم ہیں باسی پنبی جی کے ہم ہیں میت
طیبہ سے ناتا جوڑے ہیں سیدھی سچی ہماری پریت

کنز ایماں ترجمہ جو ہر جگہ مشہور ہے
ہر سطر میں جس کی عشق مصطفیٰ جلوہ فگن
ہر ورق میں جس کے نعت مصطفیٰ مسطور ہے
ہاں وہ ہر سنی کے دل کا اور نظر کا نور ہے

ترجمہ ہے کنز ایماں کا جو انگش میں ہوا
کھلبلی سی مچ گئی ہے نجد سے دیو بند تک
نجدیوں پہ سنیوں کا اور ایک نیزہ چلا
زندہ باد احمد رضا پائیندہ باد احمد رضا

اعلیٰ حضرت کے قلم کا زور کیونکر ہو رقم
اس کی ہر جنبش میں عشق مصطفیٰ جلوہ نما
اعلیٰ حضرت کا قلم ہے اعلیٰ حضرت کا قلم
یہ قلم ہے سنیوں پر رب تعالیٰ کا کرم

اعلیٰ حضرت نے جو خدمت کی قرآن پاک کی
نجدیوں سے کیا گھٹے گا رتبہ احمد رضا
ان پہ تھی رحمت سراسر صاحب لولاک کی
حیثیت طوفاں کے آگے کیا خس و خاشاک کی

ارض مارہرہ سے برکت اعلیٰ حضرت کو ملی
نعت کا میدان ہو یا ترجمہ قرآن کا
ان کے نورانی قلم کی آج یہ شہرت ہوئی
کوئی لائے تو مثال اعلیٰ حضرت دوسری

مشعل نوری لیے جب چل پڑے احمد رضا
علم ظاہر علم باطن کی امامت مل گئی
نور احمد ان کے ہر ہر حال میں شامل رہا
فضل حق سے مل گیا وصف فنا فی المصطفیٰ

آل مصطفیٰ کا در جس کو مل گیا واللہ
طیبہ اور مارہرہ ایک جان و دو قالب
گویا اس کی قسمت میں ہے در رسول اللہ
دوہری دوہری نسبت پر سب کہو سبحان اللہ

خواجہ بیبا کا جب سے تھما ہے ہم نے دامن
مارہرہ والے سید ہم کو بتا گئے ہیں
غوث و علی سے سیدھا جڑ سا گیا کنکشن
اجیر میں بنا ہے حسنی حسینی جنکشن

نظمی بھاگیہ بڑا ہے تیرا سید جیسے پیر ملے
باپ تو تھے ہی پیر بنے اب دوہرا دوا ہر ارشتہ ہے
غوث اعظم تک پہنچایا کیا ہی اچھے پیر ملے
دین اور دنیا دونوں سنورے ایسے ستھرے پیر ملے

رضا کے نام پر سارا زمانہ ناز کرتا ہے
رضا کے نام پر مرتے ہیں لاکھوں لوگ دنیا میں
یہ وہ منصب ہے جو کہ ایک خوش قسمت کو ملتا ہے
کوئی خوش ہو کے مرتا ہے کوئی جل بھن کے مرتا ہے

بے بریلی سے لو اور میم لو مارہرہ سے
دیو بندی جو کبھی سامنے ہو کر گزرے

قلعہ نجد پہ اے سنیو بم برساؤ
کہہ کے یا غوث اسے اور بھی تم گرماؤ

خدا کے راستے میں ہم سے جو بھی بن سکے دیں گے
وہابی دیو بندی جب ہمارے سامنے آئیں

رسول اللہ کی الفت میں اپنی جان دے دیں گے
تو ہم بے ساختہ احمد رضا کا نام لے دیں گے

میں بوڑھا ہو گیا ہوں پھر بھی شعروں میں جواں ہوں
مجھے کلک رضا سے فیض ملتا ہے مسلسل

نظمی نام میرا نعت میں رطب اللساں ہوں
انھی شعروں کی شیرینی سے میں شیریں بیاں ہوں

گھنٹیاں بج گئی ہیں چلنے کی
اٹھیے تاکہ جگہ یہ خالی ہو

نظمی جی اب سمیٹے بستر
اور کوئی آئے آپ سے بہتر

سنیوں کی صفوں میں خوشی چھا گئی
دیو بندی کو جیسے کہ موت آ گئی

آ مکھوں میں نور دل میں سرور آ گیا
میں نے جب نام احمد رضا لے دیا

طیبہ کی زمیں پر میں چلوں سر کے بل
تعظیم نبی کو جو وہابی روکے

اس خاک مقدس سے لوں آنکھیں مل مل
کہہ دوں کہ ارے دوزخی چل چل، چل چل

دل یہ کہتا ہے کہ سرکار کی نعتیں لکھوں
اس طرح سے گزرے مرا اک اک لمحہ

اللہ کے محبوب کی باتیں لکھوں
ہاتوں میں قلم ہو مناجاتیں لکھوں

آقا رخ انور جو مجھے دکھلائیں
نعلین مقدس سے لپٹ جاؤں گا

جلووں سے مشرف جو مجھے فرمائیں
سرکار مری قبر میں آ بھر جائیں

اے رب رخ احمد کا نظارہ دے دے
معطی ہے تُو، قاسم کی نظر مانگتا ہوں

جس کو ہو قلب کی تسکین مطلوب
نور افشاں ہے جہاں ہر چہ

طور پر کون یہ ارنی کی صدا دیتا ہے
کرم خاص جو ہوتا ہے تو معراج کی شب

گیسو کھلے رسول کے ساری فضا مہک اٹھی
ان کے پسینے سے ملیں مشک ختن کو نکلتیں

سونے چاندی کو جانچنے کے لیے
اور سنی کو جاننے کے لیے

اعلیٰ حضرت کے قلم کی نوک کتنی تیز ہے
کاٹ کرتی ہے رسول اللہ کے دشمن کی یہ

اصل ایماں عشق محبوب خدا ہے دوستو
عشق سرکار دو عالم کا یہی اعجاز ہے

صدیق کے اس عشق سے حصہ دے دے
جنت نہیں درکار، مدینہ دے دے

سایہ گنبد خضریٰ میں رہے
رب دے توفیق تو طیبہ میں رہے

لن ترانی کسے اللہ سنا دیتا ہے
خود بلاتا ہے خدا، خود کو دکھا دیتا ہے

اور مسکرا دیئے نبی دنیائے دل لہک اٹھی
جس راہ آپ چل دیے اک اک کلی چٹک اٹھی

سنگ پارس سے کام لے لیجیے
اعلیٰ حضرت کا نام لے دیجیے

ذوالفقار حیدری کی جانشینی اس میں ہے
بہر عشاق محمد دل نشینی اس میں ہے

ہیں ثبوت اس کا سراسر حضرت احمد رضا
خان زادہ سیدوں کا اعلیٰ حضرت بن گیا

سلام

یا نبی سلام علیک
یا حبیب سلام علیک
السلام اے جان رحمت
السلام اے رمز خلقت
یا نبی سلام علیک
یا حبیب سلام علیک
سرور و شاہ اُمم ہو
نام لیوا ہیں تمہارے
یا نبی سلام علیک
یا حبیب سلام علیک
ہم کو بھی طیبہ بلاؤ
ہو تمہاری یاد دل میں
یا نبی سلام علیک
یا حبیب سلام علیک
ہے یہ شان مصطفائی
رب نے بخشے ہیں خزانے
یا نبی سلام علیک
یا حبیب سلام علیک
حشر میں چرچا تمہارا

یا رسول سلام علیک
صلوٰۃ اللہ علیک
السلام اے کان راحت
السلام اے کنز برکت
یا رسول سلام علیک
صلوٰۃ اللہ علیک
ذی وقار و محتشم ہو
ہم غریبوں پر کرم ہو
یا رسول سلام علیک
صلوٰۃ اللہ علیک
گنبد خضریٰ دکھاؤ
ایسا مستانہ بناؤ
یا رسول سلام علیک
صلوٰۃ اللہ علیک
کرتے ہیں مشکل کشائی
ہم فقیروں کی بن آئی
یا رسول سلام علیک
صلوٰۃ اللہ علیک
اونچا ہے جھنڈا تمہارا

دشمنانِ مصطفیٰ سے برسرِ پیکار تھے
قہر فاروقی تھے وہ بد دین اعدا کے لیے

اعلیٰ حضرت ذوالفقار حیدری کی دھار تھے
اور عشقِ احمدی میں ثانی کرار تھے

جبشی ہوں نہ رومی ہوں نہ قرنی ہوں میں
کچھ اور سلیقہ نہیں مجھ کو واللہ

صدقہ ہے انھی سب کا کہ ہندی ہوں میں
ہاں نعتیں کہے جاتا ہوں، نظمیں ہوں میں

ہم تو اعلیٰ حضرت کے گن ہمیشہ گائیں گے
سب وہابی اور نجدی خاک ڈالیں گے سر میں

اور بریلی کا سرمہ آنکھ میں لگائیں گے
ہم حدائقِ بخشش پڑھ کے جب سنائیں گے

ذکرِ اعلیٰ حضرت کا ہم نے جب کیا ہوگا
کہہ کے یا رسول اللہ مانگ لے دعا نجدی

ویسے ہی وہابی کا باپ مر گیا ہوگا
ہے یقین در توبہ تجھ پہ کھل گیا ہوگا

نامِ اعلیٰ حضرت پہ جاں نثار کرتے ہیں
سنیوں نے سیکھا ہے اپنے باپ دادا سے

ان کی نعتیں پڑھ پڑھ کے جیتے اور مرتے ہیں
اٹھتے بیٹھتے ہر دم، دم رضا کا بھرتے ہیں

نامِ مصطفیٰ لیجے دل سے اور عقیدت سے
دل کا سودا کیسے ہو تربیت لو حساں سے

یاد اپنے آقا کو کیجیے محبت سے
عشقِ مصطفیٰ کیا ہے سیکھو اعلیٰ حضرت سے

حصہ منقبت

سب نبی تم کو ہی دیکھیں
یا نبی سلام علیک
یا حبیب سلام علیک
جب نہ ہو کوئی ہمارا
کو لگائی ہے تمھی سے
یا نبی سلام علیک
یا حبیب سلام علیک
ہم مدینے کو جو جائیں
دفن ہوں طیبہ نگر میں
یا نبی سلام علیک
یا حبیب سلام علیک
صدق و عدل ہم کو عطا ہو
ہمت شیر خدا ہو
یا نبی سلام علیک
یا حبیب سلام علیک
یا نبی ہم پر کرم ہو
تھاما ہے دامن تمھارا
یا نبی سلام علیک
یا حبیب سلام علیک

ایسا ہے رتبہ تمھارا
یا رسول سلام علیک
صلوٰۃ اللہ علیک
اک تمھارا ہو سہارا
تھام لو اب تو خدا را
یا رسول سلام علیک
صلوٰۃ اللہ علیک
لوٹ کر پھر گھر نہ آئیں
یوں وفاداری نبھائیں
یا رسول سلام علیک
صلوٰۃ اللہ علیک
اور عثمان کی سخا ہو
برکت آلِ عبا ہو
یا رسول سلام علیک
صلوٰۃ اللہ علیک
دور سب رنج و الم ہو
رحم یا شاہ اُمم ہو
یا رسول سلام علیک
صلوٰۃ اللہ علیک

وزیر شاہ رسالت ﷺ

وزیر شاہ رسالت ہیں حضرت صدیق اسیر زلف نبوت ہیں حضرت صدیق
 مکیں قصر صداقت ہیں حضرت صدیق امین امن و امانت ہیں حضرت صدیق
 وہ جن کو بعد نبی افضل البشر کہیے سراپا اہل فضیلت ہیں حضرت صدیق
 کلام پاک کہے جن کو ثانی اثنین رفیق صاحب ہجرت ہیں حضرت صدیق
 انھوں نے دین پہ سب کچھ لٹا دیا اپنا حقیقی صاحب ثروت ہیں حضرت صدیق
 ملا ہے مومن اول کا افتخار انھیں نثار ماہ نبوت ہیں حضرت صدیق
 ملی ہے بعد نبی جن کو مسند ارشاد وہ تاجدار خلافت ہیں حضرت صدیق
 جنہیں نبی نے مصلیٰ عطا کیا اپنا وہ ناز و شان امامت ہیں حضرت صدیق

نہ کیوں ہو ناز ہمیں ان کے نام پر نظمی
 ہمارے جد کی کرامت ہیں حضرت صدیق

نعرہ حیدری

جس کے ہاتوں میں ہے ذوالفقار نبی جس کے پہلو میں ہے راہوار نبی
 دختر مصطفیٰ جس کی دولہن بنی جس کے بیٹوں سے نسل نبی ہے چلی
 ہاں وہی ہاں وہی وہ علی ولی نعرہ حیدری یا علی یا علی
 جس کے بارے میں فرمائیں پیارے نبی جس کا مولیٰ ہوں میں اس کا مولیٰ علی
 جس کی تلوار کی جگ میں شہرت ہوئی جس کے کنبے میں رسم شجاعت چلی
 ہاں وہی ہاں وہی وہ علی ولی نعرہ حیدری یا علی یا علی
 جس کو شاہ ولایت کا درجہ ملا جیتے جی جس کو جنت کا مژدہ ملا
 سید دو جہاں جس کو رتبہ ملا سلسلے سارے جس پر ہوئے منتہی
 ہاں وہی ہاں وہی وہ علی ولی نعرہ حیدری یا علی یا علی
 جو علی کا ہوا وہ نبی کا ہوا یا علی کہہ دیا سارا غم ٹل گیا
 وہ ہیں خیر شکن اور شیر خدا نام سے ان کے ہر رنج و کلفت ٹلی
 ہاں وہی ہاں وہی وہ علی ولی نعرہ حیدری یا علی یا علی
 سیدوں کے وہی جدِ اعلیٰ بھی ہیں میرے آقا بھی ہیں میرے مولیٰ بھی ہیں
 ہاں وہی ہاں وہی وہ علی ولی نظمی وہ ہی صفی وہ نجی وہ رضی
 ہاں وہی ہاں وہی وہ علی ولی نعرہ حیدری یا علی یا علی

یا شہید کربلا رضی اللہ عنہ

حسین کے نام پاک پر آج نوری میلہ جو سج گیا ہے
ہے نور ہی نور خاندانِ رسولِ اعظم کا بچہ بچہ
تحفظ دیں کا پاس ان کو شہید ہونے کی آس ان کو
نبی کا یہ لاڈلانا سا کھڑا ہے میداں میں بھوکھا پیاسا
بھتیجے بیٹے ہیں گرتے جاتے جگر کے ٹکڑے ہیں کٹتے جاتے
یزیدیوں کے پرے ہٹائے فرات پر وہ امام آئے
ہماری ساری نمازیں قرباں اس ایک سجدے کی عظمتوں پر
خدا کے رستے میں گھر لٹانا ہمیشہ حق کا ہی ساتھ دینا
یہ نور احمد کا ہے تصدق ہر ایک نوری بنا ہوا ہے
طہارتِ اہل بیت کی تو قرآن تصدیق کر رہا ہے
حسین والے یہ جانتے ہیں خدا کا وعدہ بہت بڑا ہے
وہ جس کا کوثر پہ ہے اجارہ اسی کا سوکھا ہوا گلا ہے
حسین آگے ہیں بڑھتے جاتے رواں جہاں کو یہ قافلہ ہے
مگر یہ پانی پیئیں تو کیسے خیالِ زینب کا آ گیا ہے
وہ سجدہ جو فاطمہ کے بیٹے نے کربلا میں ادا کیا ہے
یہ وہ سبق ہے حسین نے جو گلا کٹا کے ہمیں دیا ہے

حسین کا نام اور ماتم نہیں یہ اہل سنن کا شیوہ
شہید مرتے نہیں ہیں نظمِ قرآن اعلان کر رہا ہے

نذرِ حسین رضی اللہ عنہ

افقِ شفق میں ہے ظاہر وہی لہو اب تک
حسین نے جو کیا تھا وہ آخری سجدہ
جو خوں بہا تھا گلوئے امام سے اس دن
زمین مشہدِ اقدس ہنوز گریہ کنناں
وہ ہات جس کو یزیدی اسیر کر نہ سکے
وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ کی آیت سے
گریباں چاک ہیں جن کے وہی تو قاتل ہیں
حسینیو اٹھو کہہ دو ذرا زمانے سے
ہمیں نہ چھیڑو کہ ہم کربلا سے آتے ہیں

تمہیں ہے نظمِ تعلق شہیدِ اعظم سے
سنجھالے بیٹھے ہو دادا کی آبرو اب تک

مہک رہی ہے جہاں میں وہ مشکِ بواب تک
فضا میں گونج رہی ہے صدائے شُواب تک
شفق کے روپ میں چمکے ہے وہ لہو اب تک
ہے ذرہ ذرہ میں خونِ نبی کی بواب تک
وہ ہات سبطِ نبی کا ہے با وضو اب تک
چلی حیاتِ شہیداں کی گفتگو اب تک
ہے کو فیوں کو حسینوں کی جستجو اب تک
ہماری قوم میں باقی ہیں جنگجو اب تک
رگوں میں دوڑ رہا ہے وہی لہو اب تک

مدح اہل بیت

کون لاسکتا ہے دنیا میں مثال اہل بیت آیہ تطہیر ہے شان کمال اہل بیت
قطب وغوث وخواجہ و اوتاد و ابدال و ولی حامل نور نبی اصحاب و آل اہل بیت
سیدھا سچا راستہ کیا ہے ہمیں بتلا دیا قول و فعل مصطفیٰ ہے قیل و قال اہل بیت
صدق و ایثار و سخا، ایمان و ایقان و وفا مظہر شان نبی جو دو نوال اہل بیت
حضرت صدیق و فاروق و غنی شیر خدا چار یاری آئینے میں دیکھو حال اہل بیت
ایک جانب ہیں حسن اور دوسری جانب حسین مظہر نور محمد ہے جمال اہل بیت

ذکر اہل بیت تو نظم کی گھر کی چیز ہے
اس سے بہتر کون کہہ سکتا ہے حال اہل بیت

فتادری ترانہ

غوث اعظم کی شوکت پہ لاکھوں سلام شاہ ملک کرامت پہ لاکھوں سلام
لَا تَخْفُفْ کی تسلی مریدوں کو دیں ان کی شان شفاعت پہ لاکھوں سلام
جس تکلم پہ حیراں زبان عرب اس فصاحت بلاغت پہ لاکھوں سلام
قلب انساں کو ایماں کی بخشی ضیا ان کے وعظ و نصیحت پہ لاکھوں سلام
سارے ولیوں کی گردن پہ جن کا قدم اس مدار ولایت پہ لاکھوں سلام
لے کے جن کی اجازت مہینے چلیں افتخار نظامت پہ لاکھوں سلام
جس دہن کو لعاب نبی مل گیا اس کی شیریں خطابت پہ لاکھوں سلام
مصطفیٰ کے قدم پر ہے جن کا قدم ایسی شان نیابت پہ لاکھوں سلام
ان کا تقویٰ زمانے میں مشہور ہے پاسدار شریعت پہ لاکھوں سلام
جو حسینی بھی ہیں اور حسنی بھی ہیں ان کی دوہری سیادت پہ لاکھوں سلام
حکم سے ان کے کشتی کو ساحل ملے عبد قادر کی قدرت پہ لاکھوں سلام
مردے زندہ کیے کھیل ہی کھیل میں کم سنی کی کرامت پہ لاکھوں سلام
اولیا ان کے تلووں سے آنکھیں ملیں اس خدا داد عظمت پہ لاکھوں سلام

صدقہ غوث میں نظم پڑھتا ہے یہ
مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام

یا غوث اعظم المدد

جس نور سے روشن ہوئے یہ سب زمین و آسمان طیبہ سے تا بغداد ہے وہ نور نسبت ضوفشاں
 یا غوث اعظم المدد یا شاہ جیلاں المدد
 توحی دیں تو قطب دیں تو حامی دین متیں ہر دل عقیدت سے بھرا تیری طرف سجدہ کنائیں
 یا غوث اعظم المدد یا شاہ جیلاں المدد
 تو راز دار انبیاء، تو تاجدار اولیا تو ہی وقار اتقیا، تو پاس دار مرسلان
 یا غوث اعظم المدد یا شاہ جیلاں المدد
 تیرا قدم ولیوں کے سر، تیری ولایت سر بسر روحانیت میں ہر طرف تیرا ہی سکہ ہے رواں
 یا غوث اعظم المدد یا شاہ جیلاں المدد
 سایہ پڑے تیرا اگر، کافور ہوں آسیب و جن برکت سے تیرے نام کی مٹ جائیں سب گمراہیاں
 یا غوث اعظم المدد یا شاہ جیلاں المدد
 ہے تجھ کو رب کی یہ عطا، ناقص کو تو کامل کرے تیری غلامی جو کرے بن جائے وہ خود حکم راں
 یا غوث اعظم المدد یا شاہ جیلاں المدد
 تیرا مرید با صفا رنج و الم سے دور ہو سر پر غلاموں کے رہے پرچم ترا سایہ کنائیں
 یا غوث اعظم المدد یا شاہ جیلاں المدد
 تو نے مریدی لا تخف کہہ کر تسلی ہم کو دی تیرا سہارا ہے بڑا اے حامی تر دامنناں
 یا غوث اعظم المدد یا شاہ جیلاں المدد
 ہے سلسلہ تیرا قوی نسبت تری عالی رہی خطبے ترے مشہور ہیں تیری کرامت ہے عیاں
 یا غوث اعظم المدد یا شاہ جیلاں المدد

دے دے مرے داتا مجھے صدقہ حسین پاک کا وسعت دے میرے علم کو مانند انجم کہکشاں
 یا غوث اعظم المدد یا شاہ جیلاں المدد
 آیا ترے دربار میں نظم جو بیٹا ہے ترا اس پر کرم ہواے شہا قطب مدار انس و جاں
 یا غوث اعظم المدد یا شاہ جیلاں المدد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایسے عالم کی صحبت میں بیٹھو جو پانچ چیزوں کو چھڑا کر
 پانچ چیزوں کی ترغیب دیتا ہو: دنیا کی رغبت سے نکال کر زہد کی ترغیب دیتا ہو، ریا سے
 نکال کر اخلاص کی تعلیم دے، غرور سے چھڑا کر تواضع کی ترغیب دے، کاہلی اور سستی سے
 بچا کر پند و نصیحت کرنے کی ترغیب دے، اور جہالت سے نکال کر علم کی ترغیب دے۔

(غنیۃ الطالبین)

مدینہ کی انگوٹھی

مدینہ کی انگوٹھی ہے نگینہ غوث اعظم کا
مریدی لا تحف کی دی تسلی ہم غلاموں کو
وسیلہ قرب رب کا ہیں محمد مصطفیٰ بے شک
نہ جانے کس بنا پر مشک و عنبر فخر کرتے ہیں
ہر ایک سنی کے گھر میں گیارھویں کا جشن ہوتا ہے
قدم میرا سبھی ولیوں کی گردن پر، یہ فرمایا
محیالدین وہ اور یہ معین الدین اجمیری
ہماری زندگی بھی خدمت مخلوق میں گزرے

سر محشر پکارا جائے گا یوں نام نظمی کا
یہ نظمی کون ہے، ہاں ہاں وہی نہ غوث اعظم کا

تذکرہ غوثیہ

غوث اعظم کی جس پر نظر پڑ گئی چور کل تک جو تھا وہ ولی ہو گیا
شاہ جیلاں کے در کا کرم دیکھیے جو نکما تھا شیر جری ہو گیا
شاہ بغداد نے جب یہ فرما دیا سارے ولیوں کی گردن پہ میرا قدم
اولیا نے کیا سر تسلیم خم، ہر طرف شہرہ بندگی ہو گیا
سایہ مصطفیٰ شاہ غوث الوری، لاکھوں مردہ دلوں کو عطا کی چلا
عبد قادر کی قدرت کا اعجاز ہے جو بھی ان کا ہوا جنتی ہو گیا
محمی دیں کو ولایت کی سیر بھی ملی، بحر عرفان حق ذات والا بنی
ان کی تقلید رحمت کی ضامن رہی، اندھا شیشہ بھی تابندگی ہو گیا
غوث اعظم امام اتقی والحق، جلوہ شان قدرت کا وہ آئینہ
جس پہ بھی عکس اس آئینہ کا پڑا، روشنی روشنی ہو گیا
سالہا سال کی ڈوبی بارات کو ایک لمحے میں ساحل عطا کر دیا
کشتی نوح ترائی تھی نانائے کل، ناخدا آج سبط نبی ہو گیا
گلشن فاطمہ کے وہ شاداب گل، وہ مسیحا نفس شاہ عالی نسب
کھیل ہی کھیل میں مردے زندہ کیے قلم باذنی جو حکم قوی ہو گیا
قدریت پہ نظمی تجھے ناز ہے تیری برکاتیت کا یہ انداز ہے
نعت اور منقبت کا یہ اعجاز ہے تو سرا سر قلم کا دھنی ہو گیا

منقبت در شانِ خواجہ

خواجہ جی دل میں مرے کیا گل کھلایا آپ نے
سنت غوث الوریٰ کو آپ نے زندہ رکھا
رہ نمائی آپ کی ہے باعثِ رحمت ہمیں
آپ نے بخشا تصوف کو کمال جاوداں
جب شہاب الدین غوری جنگ میں نالاں ہوئے
تاکہ یہ بن جائے ولیوں صوفیوں کی سرزمین
جب مریدوں نے مصیبت میں پکارا آپ کو
آزمائش کے لیے یکجا جو جادوگر ہوئے
بت پرستی میں جو صدیوں سے رہے تھے مبتلا
تھا جو اک اجڑا ہوا سا شہر ریگستان کا
آپ کے آگے سبھی کے رنگ پھیکے پڑ گئے
ایسا چوکھا رنگ وحدت کا جمایا آپ نے

فیضِ خواجہ سے چلا ہے آج نظمی کا قلم

مجھ کو کچھ لکھنے کے بھی قابل بنایا آپ نے

اجمیر چلو اجمیر چلو

اجمیر چلو اجمیر چلو دربار لگا ہے خواجہ کا
رندو اپنے ساغر بھر لو میخانہ سجا ہے خواجہ کا
سلطان الہند کو حاصل ہے طیبہ سے ولایت کی ڈگری
بھارت میں چپہ چپہ پر کیا رنگ جما ہے خواجہ کا
کشمیر سے لے کر کیرل تک ہر سمت تھے ظلمت کے سائے
توحید کی لے پر ہند میں تب نقارہ بجا ہے خواجہ کا
مذہب تو جدا ہے ہر ایک کا پر جذبِ عقیدت یکساں ہے
ہندو مسلم عیسائی سکھ ہر شخص گدا ہے خواجہ کا
توحید کی مے ہو بغدادی پینے کو جام ہے اجمیری
جی بھر کے پیو اے مستانو کیا دور چلا ہے خواجہ کا
کیوں شرمائیں کیوں گھبرائیں کیوں دل کو ہم ہلکان کریں
اے عاصیو دوڑو بخشش کو دروازہ کھلا ہے خواجہ کا
نظمی بھی غلامِ خواجہ ہے خواجہ کا ہی دم بھرتا ہے
پشتینی غلامی کا اس کو تمنغہ یہ ملا ہے خواجہ کا

تاحدار ولایت خواجہ

خواجہ خواجگاں کی نظر ہو گئی میری قسمت تھی بگڑی ہوئی بن گئی
فیض اجیر سے مجھ کو اتنا ملا چشتیت میرے دل کی کلی بن گئی

جب سے خواجہ کو اپنا یاد دل نے مرے میری روحانیت کو سکوں آ گیا
تن بدن میں نئی تازگی بھر گئی میری دنیا مجسم خوشی بن گئی
چھ رجب کو ملا ایسا عالی شرف نام خواجہ کی دھو میں مچیں ہر طرف
ہند کے شہر اجیر کی ہر گلی گلشن خواجہ ہند الولی بن گئی

تاحدار ولایت ہیں خواجہ پیاسارے ولیوں کو ان کے ہی در سے ملا
باب جنت کو کچھ ایسی شہرت ملی وہ جگہ ہی نبی کی گلی بن گئی
وہ غریبوں فقیروں کے فریاد رس خواجہ خواجگاں دین حق کے معین
ہند بھر میں انہی کا ہے سکھ رواں ان کی روحانیت عالمی بن گئی

نظمی تیرے قلم کو ہے فیض رضا شاہ برکت کا تجھ پر کرم یہ ہوا
تیرے ہر شعر میں جذب عشق و وفا شاعری عاشقی عاشقی بن گئی

خواجہ دین و ملت پہ لاکھوں سلام

افتخار ولایت پہ لاکھوں سلام تاجدار شریعت پہ لاکھوں سلام
سارے اجیر کے پانی جن کے مطیع ان کے کوزے کی وسعت پہ لاکھوں سلام
اونٹ بیٹھے تھے راجا کے بیٹھے رہے اس فقیری حکومت پہ لاکھوں سلام
شانتی آشتی جس کا پیغام ہے خواجہ دین و ملت پہ لاکھوں سلام
بچ اٹھی جوگی کے سر پہ تیری کھڑاؤں خواجہ، تیری کرامت پہ لاکھوں سلام
جس نے اسلام کو ایک نئی روح دی مظہر قادریت پہ لاکھوں سلام
دین حق کے معین خواجہ ہند الولی ان کی نورانی تربت پہ لاکھوں سلام
منسلک جن کے روضہ سے جنت ہوئی باب جنت کی شوکت پہ لاکھوں سلام
خواجہ کا سلسلہ قطب دیں نے دیا میر صغریٰ کی ثروت پہ لاکھوں سلام
چشتیت قادریت کا سنگم بنا مارہرہ تیری قسمت پہ لاکھوں سلام
خواجہ کے فیض سے نظمی پڑھتا رہے
مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام

آبروئے نسل حیدر

زہد و تقویٰ کا تھا شہرہ جن کا ہندوستان میں وہ تھے تلمیذ جناب خضر میر عبد الجلیل ☆
 بلگرامی تھے مگر آباد مارہرہ کیا اپنے اوصاف ولایت میں شہیر عبد الجلیل
 فرد تنخیر خلاق، خوش خصال و خوش مآل قول و فعل و حال میں روشن ضمیر عبد الجلیل
 آبروئے نسل حیدر، صاحب جذب و صفا فاتح اقلیم حکمت بے نظیر عبد الجلیل

نظمی تم بھی تو انھیں کے خاندان کے فرد ہو
 جن کو کہتے ہیں سبھی پیروں کے پیر عبد الجلیل

☆ ہمارے جد اعلیٰ تاجدار مارہرہ حضرت میر عبد الجلیل بلگرامی قدس سرہ السامی۔

برکت کی برکات

شاہ برکت کی برکات کیا پوچھیے جس کو جو بھی ملا ان کے گھر سے ملا
 پرتو طیبہ مارہرہ جب بن گیا، نور کا فیض نوری کے در سے ملا
 تاج دار مدینہ کا یہ کارواں آیا واسط سے جب ملک ہندوستان
 قطب کا کی تھے دلی میں جلوہ فگن خاندان خاندان یک دگر سے ملا
 جان رحمت کے دربار سے مل گئی جن کی سبع سنابل کو مقبولیت
 عبد واحد کو یہ مرتبہ یہ شرف جان رحمت کے فیض نظر سے ملا
 وارث غوثیت شاہ اچھے میاں علم اور زہد و تقویٰ کے عالی نشان
 عہدہ قطبیت پر وہ مامور تھے ان کو منصب یہ چشتی نگر سے ملا
 گلشنِ فاطمہ کے وہ شاداب گل یعنی فخر زمن شاہ آل رسول
 ان کی بیعت پہ نازاں تھے احمد رضا کیسا رشتہ یہ خیر البشر سے ملا
 نوری درث کے حامل تھے نوری میاں عام تھیں جن کی سب پر ضیاء باریاں
 مفتی اعظم ہند سے پوچھیے جو ملا کیا اسی نوری در سے ملا
 نوری گدی کے وارث تھے سید میاں عالم باعمل نازش سنیاں
 ذکر و میلاد کا یہ مبارک چلن ان کی ہی کوششوں کے اثر سے ملا
 خاندان نبی کے ہیں دو ہی سرے اک امام حسن اک امام حسین
 چاہے قرآن ہو چاہے تلوار ہو ہمیں اسلام زہرا کے گھر سے ملا
 مصطفیٰ کی نظر جس پہ پڑ جائے گی اس کا پلہ ترازو میں جھک جائے گا
 خود ہی جنت کہے گی چلے آئیے یہ صلہ عشق خیر البشر سے ملا
 جن کی گودی میں سر رکھ کے تم نے کبھی کلمہ توحید کا سب سے پہلے پڑھا
 نعت کہنے کا نظم سلیقہ تمہیں اپنی ماں کی دعا کے اثر سے ملا

نوری آستانہ

نوری آستانے میں ہر قدم پہ برکت ہے
نوری آستانے پر نوری برکھا برست ہے
سرزمین مارہرہ تجھ پہ جان و دل صدقے
مرشدان مارہرہ فیض بخش عالم ہیں
ہم ہیں اچھے ستھرے کے اور وہ ہمارے ہیں
شاہ برکت اللہ جو کالپی سے لائے تھے
ہم کا پیم نگری ماں پتی جی بسا لینا
ہم سے سونے نینوں ماں نور ڈال دیو سرکار
نعت و منقبت کے ہیں راستے بڑے نازک
فخر ہے ہمیں ہم ہیں آلِ مصطفیٰ والے
نام اعلیٰ حضرت پر جاں نثار کرتے ہیں

تم کو نظمیں نسبت ہے اہل بیت اقدس سے

جن کی شان کی مظہر آیہ طہارت ہے

نور نوری کا

نور نوری کا ہمیں نوری بناتا جائے گا
ہم سجاتے جائیں گے نعت نبی کی محفلیں
دیکھو خود کو بیچ کر اچھے میاں کے ہات پر
حشر میں میزان پر اعمال جب تلنے لگیں
عشق محبوب خدا ہے انتہائے بندگی
میں نواسا اور پوتا حضرت نوری کا ہوں
شیخ نجدی بزم برکاتی میں آئے گا ضرور
شان یہ ہوگی غلام مصطفیٰ کی حشر میں
رونہ اے دل حضرت سید میاں کو یاد کر
قادریم نعرہ یا غوث اعظم می زخم
نور یوں کو نور احمد سے ملاتا جائے گا
شیخ نجدی زندگی بھر منہ کی کھاتا جائے گا
ان کا روحانی کرم اچھا بناتا جائے گا
اک غلام مصطفیٰ بس مسکراتا جائے گا
یہ وہ جذبہ ہے جو دوزخ سے بچاتا جائے گا
دوہرا دوہرا رشتہ دشمن کو جلاتا جائے گا
یا رسول اللہ سنے گا بلبلاتا جائے گا
پل سے جب گزرے گا ہنستا مسکراتا جائے گا
ان کی نظریں پڑتے ہی آرام آتا جائے گا
حشر میں نظمیں یہی نعرہ لگاتا جائے گا

قبر میں نظمیں سے پوچھیں گے فرشتے جب سوال

وہ درود غوثیہ فر فر سناتا جائے گا

نور ہی نور

ہے اوج پر آج ان کی رحمت بڑے خزانے لٹا رہی ہے
نگاہ نوری کا پھر کرم ہے نگاہ نوری پلا رہی ہے
شراب نوری ہے جام نوری، ہے ساقی نوری ہیں رند نوری
ہے نور ہی نور بزم نوری عجیب مستی سی چھا رہی ہے
ہے نوریوں کا ہجوم ہر سو فضا میں ہے آج نوری خوشبو
زمین مارہرہ تیرے صدقے کہ نور سے جگمگا رہی ہے
کیا ہے پیر مغاں نے وعدہ نہ جائے گا کوئی آج پیاسا
چلو چلو نوریو چلو پھر نگاہ نوری پلا رہی ہے
نظر نظر میں ہے نوری جلوہ، جگر جگر میں ہے نوری جذبہ
یہ نوری تقریب زندگی کے نئے سلیقے سکھا رہی ہے
پکڑ کے نوری میاں کی چادر نہ جانے کتنے مراد پائیں
ولی ہمیشہ حیات میں ہے مزار نوری بتا رہی ہے
وسیلہ نوری میاں کا لے کر مرادیں اللہ سے مانگتے ہیں
کسی کے در پر نہ جائیں نظمی یہ نوریوں کی ادا رہی ہے

مداح حضور نور

مرکز راز حقیقت آستان بوالحسین
سنیوں کا ہے عقیدہ اولیا مرتے نہیں
برکت برکات کا سودا خریدو نوریو
جس کی شاخیں آسمان میں جس کی جڑ مضبوط ہے
دکھش و دلچسپ و شیریں دل نشین و دل پسند
اتباع سنت حسنین پر نازاں ہیں ہم
جن کے دل ہیں نورایماں نور عرفاں سے بھرے
یہ کرم ہے حضرت نوری پہ نانا جان کا
بھاگ چھوٹے دشمنان دین میداں چھوڑ کر
حضرت سید میاں کے دم قدم کی خیر ہو
ہے تلمذ تم کو نظمی سید ذی جاہ سے
اور سید ہند میں ہیں ترجمان بوالحسین

تاریخ خانوادہ برکات

یہ خاندان ہے

امانتوں کا، شرافتوں کا، فضیلتوں کا، نجاتوں کا

سلامتی کا یہ خاندان ہے

امانت نسل مصطفیٰ کو سنبھال کر ہم رکھے ہوئے ہیں

شریعت احمدی کے ہر ضابطے کو ہم نے

حیات کا جزو بنا رکھا ہے

کرم ہے رب عظیم کا یہ

ہے اس کا احساں ہمارے اوپر

کہ ہم کو توفیق حق عطا کی

ہمارے اجداد ارض طیبہ سے جو فضیلت لیے چلے تھے

دیار بغداد آ کے اس کو اک آفتابی جلا ملی تھی

عراق کے ایک شہر واسطہ کو

ہم نے اپنا وطن بنایا

ہمارے اجداد نے جہاں اپنے علم و فضل

اور زہد و تقویٰ سے

عامۃ الناس کے دلوں میں

محمدی خاندان کی الفت کا ایک نوری دیا جلایا

عراق سے کارواں ہمارا براہ ایراں

دیار ہندوستان میں آیا

یہ وقت وہ تھا کہ شمس دیں آتش ساسلاں

وہ مرد درویش فقر ساماں

زمین ہندوستان پہ امن و اماں کا سکہ چلا رہا تھا

اسی کے کہنے سے میر صغریٰ ہمارے دادا

سپاہ شمس لیے ہوئے بلگرام پہنچے

ظفر ”خداداد“ (۱) ان کے حصے میں

لوح محفوظ پر لکھی تھی

وطن ہوا بلگرام ان کا

خلافت بختیار کا کی نے ان کو روحانیت عطا کی

حسینیت ان کے خون میں تھی

جو ایک سے دوسرے کو پہنچی

اسی گھرانے کے ایک روشن چراغ تھے میر عبد واحد

شریعتوں سے جو منسلک تھے

طریقتوں میں جو منہمک تھے

سلوک اور جذب کے منازل

تصوف و فکر کے مراحل

خدائے برتر کے فضل سے طے کیے انھوں نے

کتاب سبع سنابل ان کی

حضور سرکار دو جہاں میں ہوئی ہے مقبول

یہ خاندان رسول اکرم

بہت سی شاخوں میں ہو کے تقسیم

ہند کے مختلف علاقوں میں بس گیا ہے

یہ خانقا ہیں جو ہند میں ہیں
یہ سب اسی خاندان قدسی صفات کی
نوری کرنوں سے جگمگائیں
یہی وہ نسل رسول ہے جو
کہ پاک اصلاہ کا تواتر لیے دیار برج میں پہنچی
جہاں کبھی بانسری کی تانیں
شعور کی گوپیوں کے ہوش و حواس کو
گم رہی کی دھن پر نچا رہی تھیں
اسی برج میں نبی کے کنبے نے
عامۃ الناس کے دلوں میں
اور ان کے ذہنوں میں
رب اعظم، رسول اکرم کو
ماننے جاننے سمجھنے قبول کرنے کا شوق ڈالا
شعور کے رخ سے اٹھ گئے پھر
یقین کے ہاتوں گماں کے پردے
قرآن کی آیتوں نے
گنگ و جمن کے ساحل سے
منتر اور منتر کی طنابیں اکھاڑ پھینکیں
سجائے وحدت کے شامیانے
لگائیں ایمان کی قاتیں
چھتوں چھتوں پھر اذانیں گونجیں
یہ رب تعالیٰ کی مصلحت تھی

کہ عبد واحد کے پیارے بیٹے
وہ میر عبد الجلیل نامی
بحالت جذب سالہا سال
ساری مخلوق سے الگ ہو کے
خالق کل کی جستجو میں ادھر ادھر جنگلوں میں گھومے
معلم سبز پوش نے ان کو
معرفت کے رموز و اسرار
مکتب غیب میں پڑھائے
وہ میر عبد الجلیل نامی دیار مارہرہ میں بسے پھر
جو خانہ کاہ تھا شروع میں
وہ صورت خانقاہ ابھرا ،
یہ ارض مارہرہ جس کی تقدیس کی قسم کھائی
برندا بن نے
بدایوں، متھرا، بریلی جس کو خراج تحسین دیتے آئے
یہیں پہ عبد جلیل کی خانقاہ عالی سے
برکتوں کی پھوار نکلی
اسی افق پر ہزاروں سورج
ادب کے خورشید بن کے چمکے
یہ وقت وہ تھا
ابو ظفر محی دین اورنگ زیب
دلی کے تخت شاہی کی زیب و زینت بڑھا رہے تھے
اسی زمانے میں شاہ برکت (۲)

زمین مارہرہ سے جگت کو
بقائے باہم، سلامتی اور امن عالم کا
اک نیا فلسفہ، نظریہ سکھارہے تھے
کبھی وہ عشقی کا روپ لے کر
محب و محبوب اور محبت کا ربط ہم کو بتا رہے تھے
کبھی یہی شاہ برکت اللہ
برج کی میٹھی زبان میں
اپنے ہندی دیوان ”پیہم پرکاس“ کے توسط سے
بھکتی تحریک کے شرنگار رس سے سرشار
دوہے ہم کو سنارہے تھے
کبھی یہی تاجدار مارہرہ
کاپلی جا کے خاندان محمدی کے
درخشاں خورشید شاہ فضل الہ (۳) سے
صہبائے قادریت کے جام لبریز پی رہے تھے
خمار سرکار کاپلی کا چڑھا کچھ ایسا
کہ شاہ برکت نے پیہم نگری کو
قادری میکدہ بنایا
یہیں سے عینی (۴) نے فکر و ذکر خدائے واحد
حدیث و قرآن کے خاندانی رموز و اسرار
اپنے قول و عمل کے ذریعہ
قلوب انسان میں انڈیلے
یہیں سے اچھے میاں (۵) نے دنیاۓ سنیت کو

سلوک اور جذب کے مراحل کی آگہی دی
یہیں سے آل رسول (۶) نے
اہل بیت اطہار کے تقدس کا سنیوں کو سلیقہ بخشا
یہی تھے وہ خاتم الاکابر
کہ جن کے ہاتوں بکے بریلی کے خان زادے
مرید احمد رضا تھے ایسے
کہ جن پہ نازاں تھے ان کے مرشد
یہی وہ احمد رضا تھے جن کو
علوم ظاہر علوم باطن میں سب نے اپنا امام مانا
انہیں کی تقلید اس زمانے میں
سنیت کی کسوٹی ٹھہری
انہوں نے دنیا کو یہ بتایا
کہ پیر کا احترام کیا ہے
انہوں نے شعر و سخن کے میدان میں
نعت گوئی کا ایک اچھوتا شعور بخشا
رضا کے موئے قلم نے
عجبدی ملاعنہ کے حواس پر بجلیاں گرائیں
”حسام الحرمین“ (۷) ذوالفقار علی کی صورت
چلی سپاہ وہابیہ پر
سکھایا احمد رضا نے دنیا کو
حق و باطل میں فرق کرنا
یہ فیض آل رسول کا تھا

امام احمد رضا نے دنیا میں اعلیٰ حضرت خطاب پایا
یہی وہ آل رسول تھے
جن کے وارث و جانشین نوری میاں (۸) بنے تھے
جنہوں نے عرفان و معرفت کے چراغ روشن
شہر شہر گاؤں گاؤں گھر گھر
دلوں کے طاقتوں پہ تھے سجائے
یہی وہ مارہرہ ہے جہاں
ایک مرد درویش، شاہ طینت
جناب مہدی حسن کو
میراث غوثیت کی عطا ہوئی تھی
ہدایت و رشد کا یہ ورثہ
حضور مہدی میاں نے سید میاں (۹) کو بخشا
عوام کے روبرو انھیں اپنا
وارث و جانشین بنایا
حریم مارہرہ کا یہ سید پیام برکاتیت کا لے کر
شہر شہر گاؤں گاؤں گھوما
علوم قرآن کے مراکز کی نیوڈالی
یہی وہ سید تھا جس نے دنیا کو
ایک تنظیم اک جماعت کے روپ میں
اتحاد رکھنے کا ایک اعلیٰ اصول بخشا
وصال کے وقت ان کے ہاتوں میں
سیرت مصطفیٰ کی نوری کتاب

یعنی شفا ئے قاضی عیاض تھی جو
حدیث انوار مصطفیٰ پر کھلی ہوئی تھی
پھر ان کا اکلوتا بیٹا
آل رسول حسنین مسند نوریہ پہ بیٹھا
وراثت آل مصطفیٰ کو سنبھالنے کی
صلاحیت اس کو رب نے بخشی
وہ اپنے گھر کی روایتوں کو گلے لگائے
خدا کے فضل و کرم پہ شاکر
قناعت و شکر نعمت رب کی
شمع روشن کیے ہوئے ہے
خدا ئے برتر تو اس حسینی چراغ کو
نور مصطفیٰ کی تمام تابانیاں عطا کر
یہ شاہ برکات کا گھرانہ
جہاں کی آنکھوں کا نور بن کر
نفس نفس کا سرور بن کر
صدافتوں کا، عدالتوں کا، سخاوتوں کا، شجاعتوں کا
سیادتوں کا، شہادتوں کا، کرامتوں کا
نقیب کہلائے
یا الہی
امانتوں کا شرافتوں کا
فضیلتوں کا نجاتوں کا یہ خاندان ہے
ہمیشہ یہ الفت و محبت کا آئینہ بن کے

جگ میں چمکے

اور اس کی تابندگی سے ہو جائیں
آنکھیں دشمن کی خیرہ خیرہ

خدائے واحد

تو اس گھرانے کو اتنا دے دے

کہ دوسروں کو بھی فیض پہنچے

تو اس کو اچھائیاں عطا کر

برائیاں اس سے دور کر دے

خدائے برتر!

یہ تیرے محبوب کا چمن ہے

تو اس کے ہر پھول ہر کلی کو

بہار کا رنگ بخش دینا

یہ کاروان محمدی ہے

حیات کی شاہراہ پر ان مسافروں کو

تو اپنے فضل و کرم کے سائے میں

منزلوں کی طرف چلانا

تو ان کو جسمانی مالی روحانی مشکلوں سے

سدا بچانا

تو ان کے آنگن کو مثل گلشن

ہر ابھرا صبح و شام رکھنا

الہی نظم کی یہ دعا ہے

کہ شاہ برکت کی پیغمبری کو

یوں ہی آباد و شاد رکھنا

اے رب ہمارے!

تو بھی جی کے پریمیوں کو پریم والا بنائے رکھنا

یہ التجار ایگاں نہ جائے

قبول کر لے قبول کر لے

دعائیں میری قبول کر لے

الہی اپنے کرم سے میری زباں میں اتنا اثر عطا کر

ادھر دعا ہو میری زباں پر ادھر فرشتے پکاریں ”آمین“۔

(۱) لفظ خداداد سے فتح بلگرام کی تاریخ ۶۱۴ ہجری نکلتی ہے۔

(۲) مخدوم شاہ برکت اللہ ابن میراویس ابن میر عبد الجلیل بلگرامی قدس سرہم۔

(۳) میر فضل اللہ قادری ابن میر احمد ابن میر محمد کاپڑی قدس سرہم۔

(۴) سیدنا شاہ حمزہ قدس سرہ کا تخلص عینی تھا۔ آپ کا قصیدہ غوثیہ ”غوث اعظم بمن بے سرو ساماں

مددے“ مشہور ہے۔

(۵) فنا فی الغوث سیدنا ال احمد اچھے میاں قدس سرہ قطب مارہرہ۔

(۶) سیدنا شاہ آل رسول ابن حضرت شاہ آل برکات سترے میاں صاحب قدس سرہما

(۷) گروہ وہابیہ دیوبندیہ پر حرمین شریفین کے دو سوعلماء کرام کا فتویٰ کفر۔

(۸) سیدنا شاہ ابوالحسن نوری میاں صاحب قدس سرہ۔

(۹) سید العلماء سرکار سید شاہ آل مصطفیٰ سید میاں مارہروی قدس سرہ۔

برکاتی ترانہ

پیہی جی ہم کو مارہرہ بلوایئے
 برکاتی گنبد ہم کو بھی دکھلایئے
 طیبہ کاجو عکس کہائے ولیوں کا مرکز مانا جائے
 اپنے روضے کے درشن ہم کو کروایئے
 پیہی جی ہم کو مارہرہ بلوایئے
 آل محمد پیر جہاں ہیں شاہ حمزہ سے میر جہاں ہیں
 اچھے ستھرے سے ہم کو بھی ملوایئے
 پیہی جی ہم کو مارہرہ بلوایئے
 آل رسول کا لنگر کھائیں نوری ندی سے پیاس بجھائیں
 مہدی کی صہبا ہم کو بھی پلوایئے
 پیہی جی ہم کو مارہرہ بلوایئے
 سید میاں کا فیض اٹھائیں اور حسن کی برکت پائیں
 اتنا تو کرم ہم پر بھی فرمایئے
 پیہی جی ہم کو مارہرہ بلوایئے
 گھر ہے جو اللہ کے نبی کا مارہرہ ہے مولیٰ علی کا
 ہم کو بھی اپنے نزدیک لے آئیے
 پیہی جی ہم کو مارہرہ بلوایئے
 پریم دھام برکات نگر ہے مارہرہ ولیوں کا گھر ہے
 قدموں کی دھول ہم کو بھی چٹوایئے

پیہی جی ہم کو مارہرہ بلوایئے
 قادری چشتی مدھوشالہ ہے طیبہ نور کا یہ ہالہ ہے
 ہم کو بھی نور نانا کا دلوایئے
 پیہی جی ہم کو مارہرہ بلوایئے
 بیٹی کی سنتان ہے نظمی نانا کی پہچان ہے نظمی
 اس پہ شفقت کی برسات برسائیے
 پیہی جی ہم کو مارہرہ بلوایئے

میم مدینہ

میم مدینہ مارہرہ کی قسمت ہے اس گنبد کو اُس گنبد سے نسبت ہے
 گردشِ دوراں ہٹ جا میرے رستے سے میرے سر پر دستِ شاہِ برکت ہے
 چشتی پیمانے میں ہے بغداد کی مئے برکت والے ساقی کی یہ برکت ہے
 شاہِ برکت میرے نانا دادا ہیں ان سے مجھ کو دوہری نسبت ہے
 ان کے مرشد ان کے اوپر ناز کریں ہاں ہاں یہ بھی شانِ اعلیٰ حضرت ہے
 شہرِ بریلی تجھ پر فضل ہے نوری کا آج بنا تو مرکزِ اہل سنت ہے
 خالی جھولی لے کر منگتا آئے ہیں حضرت قاسم کی جانب سے دعوت ہے
 دستِ کرم داتا کا لو اب اٹھتا ہے مانگو مانگو دل میں جو بھی حسرت ہے
 مرشد دامن بھر بھر کر لوٹائیں گے یہی تو ان کی پیاری پیاری عادت ہے
 دیکھو یہ کیسا نورانی چہرہ ہے مرشد کی زیارت بھی ایک عبادت ہے
 نظمیں تم بھی پاؤں پکڑ لو مرشد کے
 ان قدموں کے نیچے ہی تو جنت ہے

بزمِ نور

یہ جشنِ عرسِ قاسمی نعتِ خدا کی ہے یہ بزمِ نورِ ظِلِّ الہِ مصطفیٰ کی ہے
 مارہرہ پر نہ کیوں شہِ جیلاں کا رنگ ہو جاگیر یہ ہمیشہ سے غوثِ الوریٰ کی ہے
 مارہرہ منسلک ہے مدینہ کی میم سے نورانیت یہاں اسی نورِ خدا کی ہے
 صہبائے چشتیت سے ہے مارہرہ مست مست اس پر نظر ہمیشہ سے خواجہ پیا کی ہے
 مارہرہ پر یہ فضل ہے آلِ رسول کا تقریب کوئی سی بھی ہو احمد رضا کی ہے
 مسند نشیں ہے پیر سخاوت ہے جوش پر برکاتِ یو بڑھو کہ یہ ساعتِ عطا کی ہے

نظمیں تمہیں نسب پہ نہ کیوں اپنے ناز ہو
 خوشبو تمہارے خوں میں اسی کربلا کی ہے

قاسمی جلسہ

نوریو آؤ ذرا قاسمی جلسہ دیکھو
شاہ قاسم کا یہ دربار سجا شاہانہ
نسبتیں اپنی یہاں آکے کرو مستحکم
اچھے ستھرے کی تب و تاب پہ واری جاؤ
قادری میکدہ پھر سچ گیا مارہرہ میں
قطب کا کی کے توسط سے ملی چشتیت
ارض مارہرہ پہ اجیر کے نوری سائے
آؤ برکاتو مرشد کے قریب آجاؤ
پیر کا چہرہ سجائے رکھو دل کے اندر
پیر بے پیر کو تم پیر نہ کرنا اپنا
عرس سید ہو کہ ہو عرس شہ قاسم کا
پرتو کلک رضا ہے میاں نظمی کا قلم
اس کی تحریر میں بس رنگ رضا کا دیکھو

میرا مارہرہ

خوشبوؤں کا نگر، نکھوں کی ڈگر
شاہ برکت کا گھر، اچھے ستھرے کا در
نوری شام و سحر، فیض طیبہ نگر
ذره ذرہ یہاں ضو فشاں
مارہرہ مارہرہ، میرا مارہرہ
روح کی راحتیں، ہر قدم فرحتیں
دم بدم رحمتیں، طلعتیں نزہتیں
برکتی ساعتیں، نوری آسائشیں
ہر طرف چار سو نور افشائیاں
مارہرہ مارہرہ، میرا مارہرہ
عکس بغداد ہے، فیض اجیر ہے
معرفت کی یہاں سیر ہی سیر ہے
مہرباں سرزمین شہر صد خیر ہے
قادری چشتی سنگم یہاں
مارہرہ مارہرہ، میرا مارہرہ
ہے شریعت یہاں، اور طریقت یہاں
خاندان نبی کی نجات یہاں
مصطفیٰ کے گھرانے کی نسبت یہاں
جس طرف دیکھیے نور پیشانیاں
مارہرہ مارہرہ، میرا مارہرہ
عرس سید ہو یا عرس نوری میاں

نعت کی بزم ہو یا ہو وعظ و بیاں
ذکر احمد رضا ہر زباں پر رواں

بن گیا بن گیا مرکز سنیاں
مارہرہ مارہرہ، میرا مارہرہ
علم اور فضل کا مرکز عالیہ
قادری نوریہ چشتی برکاتیہ
ہے ولایت کا یہ چشمہ جاریہ

زہد و تقویٰ کی نہر رواں
مارہرہ مارہرہ، میرا مارہرہ
اپنی دھرتی کے گن نظمی گاتا رہے
رنگ اپنے قلم کا دکھاتا رہے
نعت کی محفلیں بھی سجاتا رہے
ساری دنیا کو بس یہ بتاتا رہے
ارض مارہرہ ہے فخر ہندوستان
مارہرہ مارہرہ، میرا مارہرہ

ایک لمبی داستان تھے

قادری گھر کے نشاں تھے حضرت آلِ عبا ☆
شخصیت ان کی تھی گویا آئینہ در آئینہ
کتنے ہی ادوار کی تاریخ ازبر تھی انھیں
وہ ادیب منفرد جن کا قلم جادو رقم
لیلی اردو کی زلفوں کو سنوارا آپ نے
ان کی اک بات میں اپنا الگ انداز تھا
علم ظاہر علم باطن میں مہارت تھی انھیں
سنیت دادا میاں کی دور تک مشہور تھی
خاندان برکت للہی کے وہ داماد تھے
حضرت نوری میاں نے جن کو نوری کر دیا
حیدر آباد اور دلی کی وہ اک تاریخ تھے
رحلت سید میاں نے کر دیا ان کو نڈھال
اک صدی پوری کی پوری ان کی شخصیت میں تھی
ہندوؤں نے بھی کیا ان کے جنازے کا ادب ☆☆☆
دیوبندیت وہابیت سے نفرت تھی انھیں
پکے سنی سچے حنفی اور حقیقی قادری
شکر کر نظمی کہ تو نے ان کو برتا ہوش میں
نظمی لکھ دو ضیغم احمد کے آگے سیدی ☆☆☆☆
چشتیت کے پاسباں تھے حضرت آلِ عبا
کچھ عیاں تھے کچھ نہاں تھے حضرت آلِ عبا
مستند تاریخ داں تھے حضرت آلِ عبا
اردو والوں کی زباں تھے حضرت آلِ عبا
صاحب فن و زباں تھے حضرت آلِ عبا
نکتہ سنخ و نکتہ داں تھے حضرت آلِ عبا
علیت کی ایک کاں تھے حضرت آلِ عبا
رافضی پر نوحہ خواں تھے حضرت آلِ عبا
نازش قاسم میاں ☆☆ تھے حضرت آلِ عبا
ہاں انھی نوری کی جاں تھے حضرت آلِ عبا
ایک لمبی داستان تھے حضرت آلِ عبا
عاشق سید میاں تھے حضرت آلِ عبا
ایک دور عالی شاں تھے حضرت آلِ عبا
وجہ رشک مشرکاں تھے حضرت آلِ عبا
ذوالفقار سبیاں تھے حضرت آلِ عبا
بے گماں تھے بے گماں تھے حضرت آلِ عبا
ہاں ترے دادا میاں تھے حضرت آلِ عبا
شیر دل شیریں زباں تھے حضرت آلِ عبا

کتبہ لوح مزار حضور سید العلماء رحمۃ اللہ علیہ

سنیوں کے مقتدا و پیشوا سید میاں
مسک مخدوم شاہ برکت اللہ کے نقیب
نکتہ سنج و نکتہ جو و نکتہ دان و نکتہ رس
حافظ و قاری خطیب و مفتی و شاعر طبیب
فیض نوری جذب مہدی فضل اولاد رسول
تھی زباں بے خوف ان کی اور قلم بے باک تھا
مفتی اعظم سے پوچھا آپ کا پیارا ہے کون؟
نام سے ان کے وہابی لرزہ بر اندام تھے
تیرہ سو تینتیس ہجری میں ولادت آپ کی
رفت در چار و نود سوئے خدا سید میاں

نظمی عاصی نے لکھا کتبہ لوح مزار
مغفرت کی اس کو بھی دے دیں دعا سید میاں

☆ حضرت سید شاہ بشیر حیدر آلِ عبا عرف نھو بھائی قبلہ رحمۃ اللہ علیہ میرے والد گرامی حضور سید العلماء علیہ
الرحمۃ، سجادہ نشین و متولی درگاہ برکاتیہ، مارہرہ مطہرہ کے والد ماجد تھے۔

☆☆ قاسم میاں یعنی حضرت سید شاہ محمد اسماعیل حسن ملقب بہ ابوالقاسم شاہ جی میاں رحمۃ اللہ علیہ، میرے دادا
پیر۔ آپ کی دختر سیدہ شہر بانو بیگم سے حضور آلِ عبا کا عقد ہوا۔

☆☆☆ دادا حضرت کے وصال پر قصبہ مارہرہ شریف کے ہندوؤں نے اصرار کیا کہ جلوس جنازہ ان کے محلوں
سے بھی گزارا جائے۔ جنازہ جہاں جہاں جاتا، ہندو لوگ اپنے اپنے بچوں کو جنازے کے نیچے سے گذارتے اس
عقیدے کے ساتھ کہ سو برس کی عمر پانے والے بزرگ کے جنازے کے نیچے سے گذرنے والے کی عمر لمبی ہوتی
ہے۔

☆☆☆☆ ضیغم احمد کے اعداد ۱۹۰۳ ہوتے ہیں اور سیدی کے ۸۴، دونوں کے جوڑ سے دادا حضرت کا سن
وصال ۱۹۸۷ عیسوی نکلتا ہے۔

منقبت در شان حضور سید العلماء رحمۃ اللہ علیہ

جاذب نور شریعت حضرت سید میاں
آفتاب علم و حکمت حضرت سید میاں
جن کی سیرت آئینہ دار حدیث مصطفیٰ
شارح شرع میں ان کا قلم ان کی زباں
صاحب سبع سنابل کی عبارت کے امیں
خاندان برک اللہی کے تھے چشم و چراغ
کاشف الاستار تھے وہ شاہ حمزہ کے طفیل
تھے سراپا حضرت اچھے میاں کے جانشین
حضرت نوری میاں کے نور کے پرتو تھے وہ
حضرت مہدی میاں سے جذب ورثے میں ملا
پیرو مرشد نے نوازا جن دعاؤں سے انھیں
مسلک احمد رضا کے وہ علم بردار تھے
حضرت صدر الشریعہ نے جنھیں تعلیم دی
مفتی اعظم جنھیں خط میں لکھیں یا سیدی
سنیوں کو دے گئے سنی جماعت کا علم
حافظ و قاری خطیب و مفتی شاعر ادیب
نام سن کر دیو بندی کا پتہ ہیں آج بھی
جن کے فتوؤں نے مچائی دھوم ہندوپاک میں

سالمک راہ طریقت حضرت سید میاں
مخزن نور ولایت حضرت سید میاں
عامل قرآن و سنت حضرت سید میاں
ترجمان دین فطرت حضرت سید میاں
عبد واحد کی وراثت حضرت سید میاں
نور عین شاہ برکت حضرت سید میاں
صاحب نورانی نسبت حضرت سید میاں
افتخار قادریہ حضرت سید میاں
نور احمد کی لطافت حضرت سید میاں
صاحب پاکیزہ فطرت حضرت سید میاں
ان دعاؤں کی کرامت حضرت سید میاں
جاں نثار اعلیٰ حضرت حضرت سید میاں
نائب صدر الشریعہ حضرت سید میاں
ہاں وہی فخر سیادت حضرت سید میاں
مرحبا صدر جماعت حضرت سید میاں
صاحب کشف و کرامت حضرت سید میاں
قاطع کفر و ضلالت حضرت سید میاں
صاحب علم و فضیلت حضرت سید میاں

چشتیت اور قادریہ کا حسین سنگم تھے وہ
کتنے ہی گمراہ ان کے ہات پر تائب ہوئے
جن کے دم سے ارض مارہرہ کو پہچانا گیا
اپنے وعظوں میں سراسر علم کرتے تھے بیاباں
رب نے اپنے فضل سے بخشا انھیں دست شفا
مسند ارشاد پر وہ عمر بھر فائز رہے
حق کی خاطر دولت دنیا کو ٹھوکر مار دی
بے خطر بے خوف ہو کر حق کہا حق ہی لکھا
جن کے لب پر ہر گھڑی تھا ذکر اللہ الصمد
باپ ماں دونوں ہی جانب سے حسینی خون تھا
حیدری نسبت حسینی خون مشرب قادری
ذکر اثبات و نفی تھا جن کی عادت میں شمار
فارسی عربی و اردو ہندی انگریزی میں طاق
رافضیوں کے لیے تھے ذوالفقار حیدری
دین کی خاطر حکومت تک سے وہ ٹکرا گئے
جشن میلاد النبی ہو یا جلوس غوثیہ
ان کی نظروں میں نہ تھا چھوٹے بڑے کا امتیاز

جامع زہد و ریاضت حضرت سید میاں
غوث و خواجہ کی کرامت حضرت سید میاں
نازش مارہریت حضرت سید میاں
شاہ اقلیم خطابت حضرت سید میاں
طب یونانی کی عزت حضرت سید میاں
مرشد و پیر طریقت حضرت سید میاں
پاس دار فقر و غربت حضرت سید میاں
مرد حق فرد حقیقت حضرت سید میاں
ذاکر توحید و وحدت حضرت سید میاں
صاحب نورانی نسبت حضرت سید میاں
حامل پاکیزہ نسبت حضرت سید میاں
نکتہ دان سر وحدت حضرت سید میاں
ماہر ہر فن و صنعت حضرت سید میاں
سرگروہ اہل سنت حضرت سید میاں
فرد میدان سیاست حضرت سید میاں
صاحب عالی قیادت حضرت سید میاں
تھے علم دار اخوت حضرت سید میاں

نظمی عاصی نے یہ کہہ کر رکھا اپنا قلم
ہم پہ تھے اللہ کی رحمت حضرت سید میاں

سیدمیاں کا روضہ

کیسا چمک رہا ہے سیدمیاں کا روضہ
جس پھول کو ہے نسبت اللہ کے نبی سے
نانا کے پاس لیٹا ہے شان سے نواسا
دروازہ ہے نہ تالا سیدمیاں کے در پر
درگاہ شاہ برکت کے مغربی سرے پر
برکاتیت کی خوشبو پھیلائی زندگی بھر

نظمی سے پوچھتے ہیں برکاتی بھائی سارے

بیٹا بتائے کیا ہے سیدمیاں کا روضہ

سیدمیاں کی دین

ہم سنیوں کو عزت سیدمیاں نے دی ہے
اعدائے دیں سے نفرت سیدمیاں نے دی ہے
اچھے میاں کی نسبت سیدمیاں نے دی ہے
احمد رضا سے الفت سیدمیاں نے دی ہے
مانگیں گے مصطفیٰ کو ہم آلِ مصطفیٰ سے
پھیکا پڑا ہے جب بھی کچھ رنگ سنیت کا
چوبیس نمبری سے رشتہ نہ کوئی رکھنا
شرع محمدی کے ہر ضابطے میں رہ کر
ساقی کی حیثیت سے رندان معرفت کو
باطل کے آگے جھکنا سیکھا نہ تھا انھوں نے
کتنا حسین پرچم ہم کو عطا کیا ہے
دل میں ہمارے بھر کر عشق شہ مدینہ
مارہرہ سے عقیدت کی ہم کو بھیک دے کر
ہاں وقف زندگی ہو اذکارِ مصطفیٰ میں
علمائے اہل سنت فاتح رہے ہمیشہ
سچائی کی ڈگر پر ہم کو چلائے رکھا

علماء کی محفلوں میں کیونکر ہو لب کشائی

نظمی کو یہ جسارت سیدمیاں نے دی ہے

ناز و فخر سنیاں

قادریت کے نشاں تھے حضرت سید میاں ناز و فخر سنیاں تھے حضرت سید میاں منبر برکاتیت سے درس حق دیتے رہے قول و فعل و حال سب میں اچھے اور ستھرے تھے وہ دل کے سچے قول کے پکے زباں کے تھے دھنی صبر و تسلیم و رضا کا درس ہم کو دے گئے علم میں اعلم تھے وہ اور فضل میں افضل تھے وہ چاشنی تھی ان کی باتوں میں شہد کی سی مٹھاس ان کے دل کی دھڑکنوں میں مسلک احمد رضا جذب کامل اور درویشی تھی ان کی ذات میں

نظمی کرتے ہی رہو تعریف اپنے پیر کی

اک مسلسل داستاں تھے حضرت سید میاں

مناقب مفتی اعظم ہند رحمہ اللہ علیہ

رضویت ماتم کناں ہے، مضطرب برکاتیت کس کے دامن میں چھپیں اور کس سے اب پتا کہیں کون دے پرسا کسے، اور کون کس کو تعزیت ایک سناٹا ہے گرد کاروان سنیت

حق نے بخشا تھا ہمیں ایسا محلّی آئینہ شاہ برکت شاہ حمزہ پیشوا کا آئینہ زندگی ان کی تھی شرع مصطفیٰ کا آئینہ حق نما، حق بین و حق گو، حق پرست و حق پسند جس کا نصب العین تھا اعلان حق، تبلیغ حق اپنے مرشد حضرت نوری سے جو نوری بنا قوم نے جس کو دیا تھا مفتی اعظم لقب جس کی آنکھوں میں جھلکتی تھی حیا عثمان کی ذوالفقار حیدری کا جانشین جس کا قلم دل کا اچھا تن کا ستھرا مرد کامل با صفا تازگی ایمان میں آتی تھی جس کو دیکھ کر جس کی ہیبت اہل باطل کے دلوں پر ثبت تھی جلوہ صدیق و فاروق و غنی مشکل کشا مسلک برکاتیت کا وہ علم بردار تھا

یہ مناقب نظمی نے لکھے قلم برداشتہ

ہے قلم نظمی کا نوری کی عطا کا آئینہ

محرم الحرام ۱۴۰۲ھ

نذرفقی اعظم ہند

(یہ اشعار شارح بخاری فقیہ اعظم ہند مفتی محمد شریف الحق صاحب کی رحلت پر کہے گئے۔)

مفتی اعظم کے نائب، نازش برکاتیت
حق کی جانب حضرت مفتی شریف الحق چلے
خدمت دین میں کرتے رہے وہ تاحیات
سُرخ و جنت کو بے شک وہ حنیف الحق چلے

شارح متن بخاری، ماہر قرآنیات
فضل طیبہ ہر گھڑی ہر لمحہ ان کے ساتھ تھا
سیکڑوں علما پہ بھاری تھی شریف الحق کی ذات
سینوں کے سر پہ علم و فضل والا ہاتھ تھا

جب سنی مفتی شریف الحق کی رحلت کی خبر
سب پکار اٹھے، الہی خیر! یہ کیا ہو گیا
اک مفسر، اک محدث، ایک عالم، ایک فقیہ
جاگنے کا وقت باقی تھا، تو پھر کیوں سو گیا

لو جدا ہوتا ہے اب اک اور میر قافلہ
کاروانِ سنیت، اللہ والی ہے ترا
حافظِ ملت گئے اور مفتی اعظم گئے
اب شریف الحق چلے، پُر ہوگا کیونکر یہ خلا

ایک عالم، ایک عاشق، ایک عامل اٹھ گیا
علمِ ظاہر، علمِ باطن کا وہ حامل اٹھ گیا
شعبہ افتا کا وہ کوہ گراں، بحر العلوم
شاہباز چرخِ حکمت، مرد کامل اٹھ گیا

چلی پیاس کے دیس

(یہ نظم مفتی شریف الحق صاحب کی ۱۱ مئی ۲۰۰۰ء کو تدفین کے فوراً بعد ایصالِ ثواب کی مجلس میں پڑھی گئی۔)

چلی پیاس کے دیس دولہنیا بھیس بدل کے
عشقِ محمد کا غازہ چہرے پہ مل کے

قرآن اور حدیث کا ٹیکا جھومر پہنا
خدمت دیں کی خوشبو ہر بُنِ موسے جھلکے

حنا شریعت اور طریقت کی لگوائی
جُھٹنے کے ڈر سے چلتی ہے ہلکے ہلکے

جھل مل کرتی اوڑھنی اوڑھی حنفیت کی
قادری چشتی چوڑیاں پہنیں بدل بدل کے

نتھنی رضوی مسلک کی زیبائش اس کی
سرمہ بریلی کا آنکھوں سے جھلکے جھلکے

امجدی ہار گلے میں ڈالا ہیروں والا
اور برکاتی نسبت سر سے پا تک ڈھلکے

نظمی نے کی چہرہ نمائی اٹھا کے گھونگھٹ
دُشمن کے دل کالے پڑ گئے حسد میں جل کے

نور کی تفسیر

ان کی صورت نور کی تفسیر تھی
 خلق ان کا خلق میں مشہور تھا
 نام سید مصطفیٰ حیدر حسن
 مصطفیٰ کا صبر اور ایثار تھا
 انکساری تھی حسن کی بے گماں
 چہرہ تھا عکس رخ غوث الوریٰ
 میزبانی کا وہ عالم سال بھر
 آسمان علم کے شہباز تھے
 آپ کی تحریر تھی جادو رقم
 قول و فعل و حال میں سچے تھے وہ
 اچھے ستھرے دونوں جس کا عکس ہوں
 احتشام ارض مارہرہ تھے وہ
 مومنوں پر ذات والا مہرباں
 تھیں مریدوں پر ہمیشہ شفقتیں
 ختم تھیں ان پر قربت داریاں
 نظمیں عاصی نے لکھی منقبت
 اس کی ہی قسمت میں یہ تحریر تھی

حسن میاں کی بات کرو

چھوڑو اس دنیا کی سیاست، حسن میاں کی بات کرو
 روح میں آجائے گی بشارت حسن میاں کی بات کرو
 جب بھی کبھی تم سچے دل سے ان کا تصور باندھو گے
 خواب میں ہو جائے گی زیارت حسن میاں کی بات کرو
 شیطان جب بھی دل کے قلعے پر قبضہ کرنے آئے گا
 پیر کی پڑ جائے گی ضرورت حسن میاں کی بات کرو
 حافظ قاری مفتی عالم اپنی ذات میں سب کچھ تھے
 ذات مقدس والا برکت حسن میاں کی بات کرو
 چٹن سال اسی منبر سے درس دیا دین حق کا
 ان کی فصاحت ان کی بلاغت حسن میاں کی بات کرو
 جن کے وجود نے دشمن کو بھی دی ہے تحفظ کی چادر
 صبر اور ضبط میں احسن خلقت حسن میاں کی بات کرو
 کیسے نانا کے ہیں پوتے کیسے باپ کے بیٹے ہیں
 ہاں ہاں کروائیں گے شفاعت حسن میاں کی بات کرو
 نیت باندھی سیدھے لیٹے اپنے رب کا نام لیا
 بالکل ولیوں کی سی رحلت حسن میاں کی بات کرو
 شاہ حمزہ کے شیدائی اچھے ستھرے کے عاشق
 ہاں ہاں نائب شاہ برکت حسن میاں کی بات کرو

ہر ایک آج یہی کہتا ہے میری چاہت زیادہ تھی
اپنوں غیروں میں یہ شہرت حسن میاں کی بات کرو

نظمی پر ایک خاص عنایت خاص ہی شفقت رکھتے تھے
والد کی چاہت کی روایت حسن میاں کی بات کرو

نام ہے کتنا مبارک مصطفیٰ حیدر حسن
خوبیوں کے چاند ہیں اوصاف کے خاور حسن
اچھے سترے صورت و سیرت میں وہ دیکھے گئے
ہم غلاموں کے لیے ہیں نعمت داور حسن

خدائے پاک کی رحمت

خدائے پاک کی رحمت تھے احسن العلماء
وہ نور چہرہ جسے دیکھ کر خدا یاد آئے
وہ اچھے سترے کی نسبت سے اچھے سترے تھے
تھے قول و فعل میں تفسیر اسوہ احمد
حسن کے نام سے وہ اسم بامسمیٰ تھے
تھی ان کے دم سے ہی آباد ارض مارہرہ
نشان سجدہ جبیں پر تھا بدر کی صورت
وہ گورا رنگ وہ مسحور چشم خندہ لبی
ہر ایک فرد و بشر ان پہ جاں چھڑکتا تھا
وہ اپنے علم میں بحر العلوم کے مصدر
وہ مصطفیٰ بھی تھے حیدر بھی تھے حسن بھی تھے
نہ جانے کتنے ہی پلتے تھے ان کے ٹکڑوں پر
حسب نسب میں وہ یکتائے روزگار رہے
مرے چچا بھی تھے اور مرشد اجازت بھی

نقیب مسلک احمد رضا تھے وہ نظمی
رضا کے نام کی عزت تھے احسن العلماء

وہ ایک فرد (درشان حضور احسن العلماء علیہ الرحمۃ)

وہ ایک فرد جو محور تھا سارے رشتوں کا قرابتوں کا امیں اور شفقتوں کا شرف
 خدا کا فضل تھا اس پر کہ وہ نجیب بھی تھا
 وہ مصطفیٰ بھی تھا حیدر بھی تھا حسن بھی تھا وہ اپنی ذات میں تنظیم تھا، جماعت تھا
 قبولیت میں دعاؤں کی وہ مجیب بھی تھا
 سبھی کو پیار دیا اور سبھی سے پیار لیا خلوص اس کا اجارہ، صفا تھی بلک اس کی
 وہ اچھے سترے کے گلشن کا عندلیب بھی تھا
 دلوں کو جوڑنا اس کا مشن تھا ساری عمر نفاق سے اسے نفرت، وفا شعار اس کا
 محب تھا اور تھا محبوب اور حبیب بھی تھا
 وہ ذات غوث میں پہنچا فنا کے درجے تک وہ اپنے گھر کی بزرگی کا بھاری پتھر تھا
 علاج آنکھوں سے کرتا تھا، وہ طبیب بھی تھا
 قرآنی علم کا حامل، حدیث کا عامل وہ قول میں متوازن، عمل میں محکم تھا
 فصاحتوں کا مدبر، بڑا ادیب بھی تھا
 چلا گیا ہے بظاہر ہماری دنیا سے پر اس کی روح کا فیضان اب بھی جاری ہے
 مقدروں کے افق پر وہ بانصیب بھی تھا
 وہ علم بانٹنے والا، عمل کا مرد قوی وہ خانقاہ منش، اور مزاج شاہانہ
 رضا کے مسلک محکم کا وہ نقیب بھی تھا
 تمہیں ہو نظمی نہ کیوں ناز دوہرے رشتے پر تمہارے بچوں کا دادا تھا اور نانا بھی
 وہ دور رہتا تھا لیکن بہت قریب بھی تھا

ذکرِ سید (منقبت در شان حضور سید العلماء علیہ الرحمۃ)

یہ کس نے دہن گنہ میں لگام ڈالی ہے
 یہ کون برزخی سکھ چلانے آیا ہے
 یہ کس کے ہونٹوں پہ فکر رسا کی لالی ہے
 یہ کون ہم کو نبی سے ملانے آیا ہے
 جو بیٹھتا ہے مبلغ کی اونچی کرسی پر
 وہی تو پیر خرابات میکدہ بھی ہے
 دعائیں دیتا ہے جو دشمنوں کی گالی پر
 وہی تو ان کی مصیبت پہ غم زدہ بھی ہے
 وہ جس نے تیرہ دلوں کو اجالے بخشے ہیں
 عقیدتوں کو قدم بوسیوں سے روکا ہے
 مروتوں کے سنہریے قبائے بخشے ہیں
 بدی کے دیو کو ہر ہر قدم پہ ٹوکا ہے
 امیر شہر کو دھتکارے وہ فقیر ہے یہ
 غریب و مفلس و بے کس سے پیار کرتا ہے
 نبی کے در پہ جو پہنچائے وہ لکیر ہے یہ
 نبی کے عشق کو ایمان شمار کرتا ہے

وہ اپنی خُلق میں ہے منفرد، یگانہ ہے
کرم کا جود و سخا کا وہ بھاری پتھر ہے
فقیر خو ہے پر انداز خسروانہ ہے
وہ اپنے سارے محاسن میں خوش سے خوش تر ہے

وہ مصطفیٰ کی نیابت کا فرد احسن ہے
وہ نوری شکل میں نوری شعار رکھتا ہے
قربتوں کا امیں قربتوں کا مامن ہے
وہ اپنے آپ میں ہر فن ہزار رکھتا ہے

سلام اس پہ کہ جو پیر با کرامت ہے
ارادتوں کے سفینے کا ناخدا ہے وہ
وہ اچھا ستھرا ہے سالار علم و حکمت ہے
عنایتوں کے دفینے کا رہ نما ہے وہ

خدا کی بارگہ رحمت و کرم میں ہم
دعا کو ہاتھ اٹھائیں کہ بخش دے مولا
بلائیں دور ہوں، ہوں ختم سارے دکھ اور غم
برائے مصطفیٰ نظم کی بھی سنے مولا

شانِ مارہرہ

خدا کے فضل سے برکاتیت ہے شانِ مارہرہ
حضور اچھے میاں کے نام سے جو جانا جاتا ہے
یہاں پر نائبِ غوثِ الوریٰ کی حکمرانی ہے
جھکا جب دل تو سر کا ہوش کیا ہم کو رہے نا صح
ملے ہیں میزباںِ قاسم، سخی فیاض اور حاتم
نہ اپنے پیر کو چھوڑو نہ دو بے پیر کو چھیڑو
بریلی ہو بدایوں یا کچھوچھ، سب ہی اپنے ہیں
ارے ہم قورمہ بریانی اپنے گھر بھی کھا لیتے
سدا تم مسلک احمد رضا پر گامزن رہنا
تحفظ کی ضمانت دی ہے ہم کو غوثِ اعظم نے
رضا سا راہبر آلِ رسول پاک نے بخشا
سخی کا ہات جب اٹھا، کمی کیا ہوتی دینے میں

بڑھے ہی جا رہا ہے دن بدن فیضانِ مارہرہ
یہی ہے ہاں یہی، رشکِ ارمِ بستانِ مارہرہ
بنا ہے ثانیِ بغداد اب بستانِ مارہرہ
خبر کیا تجھ کو کیا ہے جلوہ جانانِ مارہرہ
نہیں لوٹیں گے خالی ہات ہم مہمانِ مارہرہ
یہی پیغامِ مارہرہ، یہی اعلانِ مارہرہ
رضا کہلائے جگ میں خاصہ خاصانِ مارہرہ
ملا ہے خوش نصیبی سے ہی دسترخوانِ مارہرہ
وصیت کر گئے سید حسن فرمانِ مارہرہ
ملا ہے یہ بھی ہم کو صدقہ سلطانِ مارہرہ
بھلا پائیں گے کیا سنی یہ اک احسانِ مارہرہ
ملا ہے دستِ قاسم سے ہمیں فیضانِ مارہرہ

کسی کی بے وجہ تم کیوں پکارو کیا غرض تم کو
یہی کافی ہے نظمی تم رہو حستانِ مارہرہ

ہم برکاتی زندہ باد

مارہرہ سے ناتا ہے، اور مدینہ بھاتا ہے ہم بغداد کے عاشق ہیں، اور اجیر سہاتا ہے
قادری چشتی رضوی نوری، سب ہی رہیں دل شاد

ہم برکاتی زندہ باد

ہم نے پیر ایسا پایا، جس نے حق پہنچوایا مارہرہ سے مدینہ تک سب سے ہم کو ملوایا
عشقی پیہی عینی نوری، سنتے ہیں فریاد

ہم برکاتی زندہ باد

روحانی یہ گھرانہ ہے، سب نے اس کو مانا ہے اس کے فضل و کرامت کو، دنیا نے پہچانا ہے
بدایوں بریلی یا کہ کچھوچھ، یا کہ ہو خیر آباد

ہم برکاتی زندہ باد

برکاتی اعلیٰ حضرت، کرتے رہے دیں کی خدمت کس میں تھی اتنی ہمت، کرے رضا سے جو جنت
کلک رضا کی گرمی سے پگھلا نجدی فولاد

ہم برکاتی زندہ باد

آؤ دعا کریں مل کر، مارہرہ آباد رہے اچھے ستھرے کا یہ نگر، شاد کرے اور شاد رہے
جو بھی اس کا برا چاہے، وہ سدا رہے ناشاد

ہم برکاتی زندہ باد

نظمی کا انداز نیا، قلم کا سوز و ساز نیا۔ نعت نبی کے صدقے میں، اثر نیا اعجاز نیا
نعت کہے اور جنت لوٹے، سب کہیں نظمیں زندہ باد

ہم برکاتی زندہ باد

خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ کی جلسہ گاہ کے افتتاح کے موقع پر

کیا بیاں ہو شان نظمی گلشن برکات کی کون آنکے قدر و قیمت اس حسین سوغات کی
ارض مارہرہ کی رونق میں لگے ہیں چار چاند دیکھئے تو نکلتیں اس افتتاحی رات کی

منبر نور کا ہر زاویہ نورانی ہے نور و نکہت کی ہر اک سمت فراوانی ہے
آپ جب پہنچیں یہاں باب حسن سے ہو کر یوں لگے سایہ فگن رشتہ روحانی ہے

آج ہر گام پہ یہ نور سا کیسا بکھرا سارا ماحول نظر آتا ہے ستھرا ستھرا
تاج علما سے جو منسوب ہوا منبر نور نوری کے فیض سے ہر گوشہ ہے نکھرا نکھرا

پنجتن کا روضہ

(سلطنت اودھ کا ایک ضلع سلطان پور اپنے عالموں اور شاعروں کے لیے کافی مشہور رہا ہے۔ اسی ضلع کا ایک چھوٹا سا گاؤں ہے علی آباد یا علیا باد جو مہاجرین سادات کی ایک بستی ہے۔ یہاں ایک ذی اثر اور متقی سید زادہ تھے ڈاکٹر سید ریاست حسین صاحب علیہ الرحمۃ جنہوں نے اس پورے علاقے کو سنیت سے روشناس کرایا۔ ان کی اولاد میں ایک کو چھوڑ کر سبھی بیٹے ہونہار اور دین کے خادم ہوئے بڑے فرزند سید دلشاد حسین صاحب میرے مربی میرے استاد رہے ہیں۔ میرے والد کے بہت چہیتے مرید بھی ہیں اور میں نے ان کے تقویٰ اور جذبہ خدمت دین کے صلہ میں اپنے خاندان عالی کی اجازت و خلافت سے بھی سرفراز کیا ہے۔ علیا باد میں سلطان مسعود سالار غازی رحمۃ اللہ علیہ کے لشکریوں میں کے پانچ جانباز اپنے مرقدوں میں آرام فرما ہیں۔ آس پاس کے علاقے میں آج بھی یہ بات مشہور ہے کہ پانچ پیروں کے گاؤں میں کوئی چور چوری کر کے باہر نہیں جاسکتا۔ لوگوں کو اپنے بزرگوں سے اتنی عقیدت ہے کہ چوں کہ ان کے مزارات پر قبہ نہیں بنا تھا اس لیے وہ بھی اپنے مکانوں پر چھت نہیں بنواتے تھے اور نہ دمنزلہ عمارت کھڑی کرتے تھے۔ مجھ فقیر پر ہمیشہ سے ہی ان بزرگوں کا خاص کرم رہا۔ جتنے دن میں علیا باد میں رہتا ہوں مجھے ایسا لگتا ہے کہ پانچوں پیر ہمیشہ میرے ساتھ چل پھر رہے ہیں۔ میں نے سید دلشاد حسین صاحب اور علاقے کے دوسرے دین دار لوگوں کو اعتماد میں لے کر یہ تجویز رکھی کہ ہم سب مل کر پانچ پیروں کا ایک روضہ بنوادیں تاکہ ان کے مزارات برسات وغیرہ کے اثرات سے محفوظ رہیں۔ سید صاحب موصوف پہلے تو بہت ہچکچائے مگر جب میں نے سب کے کہنے سے اور خود انھی بزرگوں کی ارواح سے استفادہ کیا تو حکم ملا ”ٹھیک ہے چھت بنوادو مگر دروازہ نہیں لگے گا۔“ بزرگوں کا حکم سر آنکھوں پر۔ سید صاحب نے اپنا کام شروع کر دیا اور چند ماہ کی محنت کے بعد روضہ بن کر تیار ہو گیا۔ الحمد للہ علی احسانہ۔ ہر سال اسی روضہ پر ہم برکاتی احباب علیا باد اور اطراف کے سنی حضرات کے ساتھ مل کر شاندار عرس خالص شرعی انداز سے مناتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب

کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم کے صدقے میں یہ روایتیں برقرار رکھے۔ آمین، بجاہ النبی الامین الکریم علیہ وعلی آلہ افضل الصلاۃ والتسلیم۔

روضہ کی تعمیر نو کے افتتاح کے موقع پر نظمیں نے چند اشعار کے ذریعہ ان شہدائے کرام کو خراج عقیدت پیش کیا تھا۔ اس دیوان میں تبرک کے طور پر اسے شامل کر رہا ہوں۔)

کیسا چمک رہا ہے یہ پنجتن کا روضہ
آباد علی کے دم سے جو گاؤں ہے ہمارا
مشہور پانچ پیروں کا نام ہر طرف ہے
شہدا کی برکتوں سے حصہ تمہیں ملے گا
اے گاؤں والو تم بھی اپنی چھتیں بنا لو
عطر نبی کی اس میں خوشبو بسی ہوئی ہے
دل شاد کی یہ محنت رنگ لائی آج کے دن
حسنی حسینی رنگت دیوار و در سے ظاہر
پیران پنجتن کو بغداد سے ہے نسبت
ہم کیوں نہ ان کو سمجھیں مولیٰ علی کا پنجہ
ہے پنج تن کے دم سے محفوظ یہ علاقہ

نظمی کا دل لگا ہے پیران پنج تن سے

دل سے لگا ہوا ہے یہ پنجتن کا روضہ

پانچ پیروں کی شان

پانچ پیروں کی جس پر نظر پڑ گئی اس کا رشتہ مدینہ سے جڑ سا گیا
 اس کے ایماں پہ اک تازگی چھا گئی اس کی روحانیت کو سکوں آ گیا
 جن شہیدوں نے اپنا اس گاؤں کو ان کا رشتہ ہے مسعود سالار سے
 غازیوں جاں نثاروں کا یہ قافلہ اس علاقے کی تقدیر پلٹا گیا
 کیسی عظمت ٹپکتی ہے اس روضہ سے کیسی برکات ان پانچ پیروں کی ہیں
 ان سے جو پھر گیا لغنتی ہو گیا جو بھی ان کا ہوا زندگی پا گیا
 یہ خدا کے وہ مقبول بندے ہیں جو دیں کی خاطر مرے اور امر ہو گئے
 رب کا اتنا کرم ان کے اوپر رہا ان سے اسلام اطراف میں چھا گیا
 عالیہ باد کی شان کیا پوچھیے سیدوں کی ریاست اسے مل گئی
 ارض مارہرہ سے اس کا رشتہ جڑا پرچم قادری یاں بھی لہرا گیا
 یا الہی یہ برکاتی جلسے سدا بس اسی شان سے یوں ہی سجتے رہیں
 سارے برکاتی سرسبز و شاداب ہوں میرے ہونٹوں پہ لفظ دعا آ گیا
 عالیہ باد پر فیض دلشاد ہے خاندان نبی سے یہ آباد ہے
 ان کا دشمن زمانے میں برباد ہے، دوست اس کا ہے جو وہ خوشی پا گیا
 نظمی پر پنجتن کی نظر ہو گئی دین و دنیا کی عزت اسے مل گئی
 سب سے بڑھ کر تو یہ فضل اس پر ہوا اس کو بھی نعت کہنے کا فن آ گیا

اللہ ہو، اللہ ہو

ذوالفقار نبی جب علی کو ملی دست شبیر کی زیب و زینت بنی
 راہ اسلام میں کربلا میں چلی دین کو بخش دی اک نئی زندگی
 گونج اٹھا جگ میں پھر نعرہ حیدری کہہ اٹھی ساری دنیا، علی یا علی
 رائیگاں کیسے جاتا نبی کا لہو
 اللہ ہو، اللہ ہو، اللہ ہو

زیدی سادات واسط میں آ کر رکے اور واسط سے ہندوستان کو چلے
 ہند میں شمس دیں آتش سے ملے بلگرام اور اودھ کے وہ حاکم بنے
 جانشین ان کے مارہرہ آ کے بسے قادریت کے ساغر پھلکنے لگے
 خوشبو بغداد کی رنج گئی چار سو
 اللہ ہو، اللہ ہو، اللہ ہو

شاہ برکت کا جب جگ میں چرچا ہوا عالم سنیت کہہ اٹھا مرحبا
 شاہ آل محمد کی پھیلی ضیا اچھے سترے نے دیں کو محلی کیا
 نام آل رسول احمدی کا بڑھا اعلیٰ حضرت نے پھر جھوم کر یہ کہا
 نام مارہرہ کا لیجیے با وضو
 اللہ ہو، اللہ ہو، اللہ ہو

مرکز سنیت ہے بریلی شہر اور بریلی کا قبلہ ہے برکت نگر
 جس کو کرنا ہو طیبہ نگر کا سفر مارہرہ سے ہی جاتی ہے سیدھی ڈگر
 شاہ نوری کی جس پر پڑی اک نظر فضل حق سے بنا وہ ولی سر بسر

میرے نوری کی نورانیت کو بہ گو

اللہ ہو، اللہ ہو، اللہ ہو

مسلک اعلیٰ حضرت کے نعرے لگیں نام کے پیر زادوں کے سینے جلیں
وقت پڑنے پہ ان کے ہی فتوے پڑھیں اور حوالے ان ہی کی کتابوں سے دیں
لے کے نام رضا دشمنوں سے لڑیں پھر بھی نام رضا پر وہ جل بھن مریں
نظمی ایسوں کے منہ پر کرو آخ تھو

پھر لگاؤ وہی نعرہ اللہ ہو

اللہ ہو، اللہ ہو، اللہ ہو

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

سَاعَةٌ مِّنْ عَالِمٍ مَُّتَكِيٍّ عَلَىٰ فِرَاشِهِ يَنْظُرُ فِي عِلْمِهِ خَيْرٌ مِّنْ عِبَادَةِ الْعَابِدِ
سَبْعِينَ عَامًا (رواہ الدیلمی) یعنی ایسا عالم جو بستر پر ٹیک لگا کر علم کے بارے میں غورو
فکر کرے اس کی ایک ساعت عابد کی ستر سالہ عبادت سے بہتر ہے۔

قلم نامہ

ایک رات طبیعت کچھ علیل تھی، حرارت کی سی کیفیت تھی۔ دیر رات گئے طبیعت بہت زیادہ خراب
ہو گئی اور ایسا لگا جیسے بس اب جان نکلی۔ توبہ استغفار سے فارغ ہو لیا۔ کچھ مزاج ہلکا ہوا تو سوچا اگر اللہ تعالیٰ نے
آج ہی میری زندگی کا خاتمہ لکھا ہے تو کون روک سکتا ہے۔ ایسا کروں کہ قلم کا غزلے کر بیٹھ جاؤں اور نعت کی
طرف طبیعت مائل کر دوں۔ موت آئی بھی تو کم از کم کاغذ قلم یہ گواہی ضرور دیں گے کہ نظمی اپنے آقا ﷺ
کی نعت کہتا ہوا اس دنیا سے رخصت ہوا۔ بس یہ خیال آتے ہی قلم قرطاس سنبھال لیا اور پھر جو کچھ اس رات
نظمی کو ملا وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہے۔

میں ایک رات گرفتار تھا حرارت میں ہر ایک پل تھا اضافہ مرض کی شدت میں
تبھی خیال یہ آیا کہ مر رہا ہوں میں تو کیوں مروں نہ میں فکر سخن کی حالت میں
یہ سوچتے ہی قلم میں نے ہات میں پکڑا اور اٹھ کے بیٹھ گیا بستر علالت میں
قلم کو میرے زباں مل گئی بحکم خدا وہ مجھ سے گویا ہوا احسن فصاحت میں
کہا قلم نے یہ مجھ سے ارے او نظمی سن ہوں آدھوں آدھ کا حق دار تیری شہرت میں
تو سوچتا تھا، میں لکھتا تھا نعتیں آقا کی دماغ تیرا تھا، میری زباں تھی حرکت میں
میں بولا اے مرے محسن، مرے قلم سچ ہے کلیدی ہے ترا کردار میری شہرت میں
مگر تو بھول گیا اپنے زعم میں اک بات کہ تجھ کو کون چلاتا تھا نعت کی گت میں
قلم تو تُو ہی ہے رشدی کے پاس بھی لیکن تو کیسے بھول جاتا ہے
قلم تُو نظمی کا ہے کیسے بھول جاتا ہے تو میرے ہات سے آگے تو جا نہیں سکتا
تو میری مرضی بنا کچھ بھی لکھ نہیں سکتا کہ میری انگلیاں حاوی ہیں تجھ پہ سبقت میں
ہے میرا ہات مرے دل کے قبضے میں پورا اور ہے رضا میری نعت شہ رسالت میں
یہ دل ہے نظمی کا رشدی لعین کا تو نہیں ہے میرا دل شہ جن و بشر کی خدمت میں
تجھے تو چلنا سدا حق کی ہی حمایت میں تجھے تو چلنا سدا حق کی ہی حمایت میں

قلم قلم ہی رہے گا مگر یہ بھی حق ہے
 قلم نے خندہ لبی سے کہا یہ پھر مجھ سے
 ترے چلائے سے چلتا ہوں میں اور آئندہ
 قلم بنوں کبھی رشدی کا میں خدا نہ کرے
 تو نعتیں سوچ میں لکھوں لکھے ہی جاؤں میں
 تو آج تک مجھے لکھنے کا حکم دیتا تھا
 کوئی ادا کرے کیسے نبی کی نعت کا حق
 خدا کے بندے ہیں پر دو جہاں کے آقا ہیں
 انھیں کو زیبا ہے سرتاج، راج اور معراج
 عبادتوں کے علاوہ بہت سے نیک اعمال
 انھیں کی ذات ہے سرچشمہ حیات جہاں
 رموز ذات محمد نہاں کیے رب نے
 یہ بات طے ہے کہ ان کے سوا شفیع نہیں
 انھیں پہ باب ارم سب سے پہلے وا ہوگا
 نظر نہ آقا کے رخ سے ہٹے گی بھولے سے
 بس ایک بات میں آخر میں کہہ دوں اے نظمی
 میں آدھوں آدھ کا حق دار کیسے ہو جاتا
 میں اس قلم سے بھی بے زار ہوں یقین جانو
 زباں زباں ہے قلم ہے وہی قلم نظمی
 ہے رب کا شکر کہ تم کو بنایا رب میرا
 چلاؤ خوب چلاؤ مجھے تمھیں حق ہے

چلے گا راج دھنی کا ہر ایک حرکت میں
 یہ سچ ہے تو ہے دھنی میرا رب کی خلقت میں
 ترے چلائے سے چلتا رہوں گا مدحت میں
 ہو زندگی مری پوری نبی کی خدمت میں
 نہ تیری سوچ رکے، میں رکوں نہ حرکت میں
 یہ میرا حکم ہے لکھ اب مری ہدایت میں
 مثال شمع زباں صرف ہو گو مدحت میں
 وہی ہیں احمد مختار رب کی حکمت میں
 انھیں کے قدموں کی برکت جہاں رنگت میں
 خدا نے بخشے انھیں ایک شب کی دعوت میں
 ہیں تاجداروں کے سرخم انھیں کی خدمت میں
 عیاں وہ خلق پہ ہوں عرصہ قیامت میں
 فرید ہوں گے وہ اس رتبہ شفاعت میں
 انھیں کے امتی جائیں گے پہلے جنت میں
 رہیں گے ہم تو بڑے مست مست جنت میں
 بڑا مزہ آیا مجھ کو تمھاری حجت میں
 اگر چلاتے نہ تم دین کی حمایت میں
 پھنسا ہوا ہے جو رشدی لعین کی لعنت میں
 جو جب چلے تو چلے رب کی ہی اطاعت میں
 یہ ناز میرا رہے گا خدا کی نعمت میں
 میں کام دین کے آؤں تمھاری معیت میں

تمھیں دماغ چلاؤ گے اور مجھ کو بھی
 ثواب کرنے پہ طرفین اجر پائیں گے
 تمھارے صدقے میں مجھ کو بھی بھیک مل جائے
 اٹھا کے چوم لیا میں نے پھر قلم اپنا
 تو میرے بات میں جب سے ہے جب میں بچہ تھا
 کھلونا جان کے میں پھینکتا پھرا تجھ کو
 پھر ایک دن مرے استاد نے پکڑ کر بات
 جو پہلا لفظ لکھا میں نے تھا وہ اللہ
 پھر اس کے بعد لکھا نام جان رحمت کا
 الف لکھا، لکھی حا اور پھر بنائی میم
 الف ہے مثل قیام، حا رکوع، سجدہ میم
 ہے نام کتنا حسین کتنی برکتوں والا
 قلم اے میرے قلم، مجھ سے روٹھنا نہ کبھی
 میں شعر سوچوں تو قرطاس پر اتار اسے
 مجھے ثواب ملے اس میں تیرا آدھا ہو
 الہی میرے ارادوں کو دے عمل کا لباس

تو دوہرا حصہ ملے گا خدا کی سنت میں
 ثواب کا ہے یہی فلسفہ شریعت میں
 تو میں بھی سمجھوں کہ ہوں بادشاہ قسمت میں
 مرے رفیق مرے رازدار ہر مت میں
 مجھے پتہ نہ تھا کیا سر ہے تیری خلقت میں
 کبھی رکھا تجھے بتیس کی امانت میں
 دیا تجھے مری انگشت کی امانت میں
 مرے قلم کا بھی ایماں خدا کی وحدت میں
 کہ جن کے نور سے آیا ہے نور خلقت میں
 بنائی دال پھر اس اولیں عبارت میں
 ہے دال قعدہ کی صورت ہر ایک رکعت میں
 حروف جس کے ہیں سر نہاں عبادت میں
 کبھی کمی نہ ہو میری تری محبت میں
 کہ کاروبار رہے مشترک معیشت میں
 ترا ثواب ملے مجھ کو نصف قیمت میں
 مرے قلم کو چلا نعت ہی کی صنعت میں

سانحہ منی

(۱۹۹۷ء کے سفر حج کے دوران منی میں زبردست آگ لگی تھی۔ نظمیں بھی اپنی والدہ اور اہلیہ کے ہمراہ وہاں موجود تھا۔ موت کو رو برو دیکھا۔ آگ نے دس فی صدی بدن جھلسا دیا۔ یہ تاثرات اسی حادثے کے زیر اثر ہیں۔)

کاش ہم منی کے ان شعلوں کو نگل جاتے کتنے لوگ بچ جاتے، زندگی میں پل جاتے
کوہ طور، ہم نے بھی ایک شعلہ دیکھا ہے نعت خوان احمد تھے ورنہ ہم بھی جل جاتے
وہ منی کا منظر کیا کوئی بھول پائے گا ماں کی فکر تھی ورنہ بچ کے ہم نکل جاتے
رب نے ہم کو بخشا تھا ایک موقع خدمت کا اپنی جاں بچانے کو کیوں بھلا پھسل جاتے
رب کا شکر کرتے ہیں والدہ رہیں محفوظ وہ ضرور جل جاتیں ہم اگر نہ جل جاتے
ہاں حواس پر ہم نے جلد پا لیا قابو ورنہ آگ سے تن کے زاویے بدل جاتے
ایک سانحہ کہیے یا کہ پھر سزا کہیے کاش ہم کو عبرت ہو کاش ہم سنبھل جاتے

دائمی سند نظمیں تم کو مل گئی حج کی
مہر تم پہ کیا لگتی بچ کے گر نکل جاتے

آزمائش

مجھے چنا گیا لاکھوں میں آزمائش کو
یہ میرا اپنا مقدر ہے خوش نصیب ہوں میں
تھے یوں تو لاکھوں ہی آزمائش کے میدان میں
پر آگ نے مجھے تاکا، یہ حکم ربی تھا
میں بچ نکلتا، یہ میرے لیے نہ تھا مشکل
میں ماں کو چھوڑتا کیسے اس آگ کے اندر
گھسیٹا انھیں میں لے گیا پہاڑی پر
پہنچنے والے تھے اوپر مگر تھی امی
نڈھال ہو کے گریں اور ہو گئیں بے ہوش
یہ وقت وہ تھا کہ آگ آگئی ہمارے قریب
بدن سے میں نے چھپایا پھر اپنی امی کو
اور آگ مجھ کو جھلکتی ہوئی نکلتی گئی
وہ ایک لمحہ کہ مرنے کا جب ہوا احساس
دھوئیں نے روک دیں سانسیں اس ایک پل کے لیے
زباں پہ جاری ہوا کلمہ اور درود شریف
خدا یا تیرے نبی کا میں ایک نواسہ ہوں
اگر میں جل گیا کیا ہوگا میرے بچوں کا
ابھی ہے مجھ کو بہت کام دین کا کرنا
ابھی تو لکھنی ہیں مجھ کو بہت سی نعتیں بھی

امی کی یاد میں

ہر فرد پوچھتا ہے، قیصر جہاں کہاں ہیں؟
 اچھے میاں کے گھر کی جو تھیں شمع فروزاں
 چھوٹوں پہ دست شفقت اور ہر بڑے کی عزت
 پانی نمک شکر پر قرآن پڑھ کے دینا
 محبوب اور محب (۱) میں تھی دوستی مثالی
 آل حبیب (۲) خوش ہیں گھر آگئی ہے بیٹی
 نوری میاں کے گھر کی رونق تھی جس کے دم سے
 جن کے خلوص و خدمت کا تذکرہ ہے جگ میں
 برکاتوں کے سر پر شفقت کی تھیں وہ چھتری
 سید میاں کے گھر سے رخصت ہوئی ہیں دولہن
 نوری درخشاں (۳) بی بی رخصت ہوئیں جہاں سے
 نور جبین خلعت (۴)، نوری کے گھر کی طلعت
 دیوار و در سے نظمیں آوازیں آ رہی ہیں

ہر دل یہ کہہ رہا ہے، قیصر جہاں کہاں ہیں؟
 اندھیرا ہو گیا ہے، قیصر جہاں کہاں ہیں؟
 جب ہی تو غل مچا ہے، قیصر جہاں کہاں ہیں؟
 ہر کوئی ڈھونڈتا ہے، قیصر جہاں کہاں ہیں؟
 سب گم سا ہو گیا ہے، قیصر جہاں کہاں ہیں؟
 اب کس سے پوچھنا ہے، قیصر جہاں کہاں ہیں؟
 وہ دیپ بجھ گیا ہے، قیصر جہاں کہاں ہیں؟
 ایک شور سا اٹھا ہے، قیصر جہاں کہاں ہیں؟
 سایہ وہ اٹھ گیا ہے، قیصر جہاں کہاں ہیں؟
 ہر لب پہ یہ صدا ہے، قیصر جہاں کہاں ہیں؟
 چو طرفہ یہ صدا ہے، قیصر جہاں کہاں ہیں؟
 دل دھک سے ہو گیا ہے، قیصر جہاں کہاں ہیں؟
 سنسان گھر پڑا ہے، قیصر جہاں کہاں ہیں؟

(۱) سیدہ محبوبہ فاطمہ، حضور احسن العلماء علیہ الرحمۃ کی اہلیہ محترمہ۔ محب فاطمہ میری والدہ ماجدہ کا لقب تھا۔

(۲) سید شاہ آل حبیب زیدی علیہ الرحمۃ، والدہ ماجدہ کے والد محترم۔

(۳) نوری درخشاں سے سال وفات ۱۴۲۱ھ نکلتا ہے۔

(۴) نور جبین خلعت سے سال وفات ۱۴۲۱ھ برآمد ہوتا ہے۔

ترے حبیب مکرم کا میں ثنا خواں ہوں
 مجھے حوالے نہ کر آگ کے مرے مولیٰ
 گناہ گار ہوں عصیاں شعار ہوں پھر بھی
 گلے میں پٹے ہے بغداد والے آقا کا
 رگوں میں خون ہے مارہرہ والے سید کا

تبھی نظر پڑی ایک خالی بس کھڑی مجھ کو
 میں اس میں بیٹھا سلگتے ہوئے وہ زخم لیے
 پھر اسپتال میں داخل کیا گیا مجھ کو
 اٹھارہ دن رہا مکہ کے اسپتالوں میں
 خدا کا شکر کہ ارکان حج ہوئے پورے
 سماں وہ آج بھی آنکھوں میں گھوم جاتا ہے
 نہ جانے کتنے نفر آگ میں شہید ہوئے
 بہت سے ہو گئے معذور زندگی بھر کو
 خدا نہ ایسی مصیبت دوبارہ لائے کبھی
 سلامتی میں ہوں سارے کے سارے حج پورے
 عبادتوں میں نہ رخنہ پڑے کبھی کوئی
 منی کے سارے شہید و تمہیں ہمارا سلام
 تمہیں توجج سے بھی بڑھ کر کہیں ملا انعام۔

رشدی کے رد میں

جو محمد ہیں مذم ان کو کیا کر پائے گا
جن کو بخشا رحمۃ للعالمین رب نے لقب
آپ اپنی موت رشدی ایک دن مرجائے گا
ان شاء اللہ ان کا ہر گستاخ منہ کی کھائے گا

رشدی تجھ پر ہو گیا ہے مغربی جن کا اثر
باعث تخلیق عالم جن کی ذات پاک ہے
ہاں مگر تیرے گلے میں طوق لعنت پڑ گیا
تیری ہاں میں ہاں ملانے والے سارے بدنصیب
اے مسلمانو نہ یوں ہو مشتعل اور مضحل
علم ایسا علم نافع ہو نہیں سکتا کبھی
وہ محمد مصطفیٰ جن کے سبھی مداح ہیں
جلوہ نور ازل ہیں رب کے وہ محبوب ہیں
ہے نجس رشدی تو اس کے سر کی کیوں قیمت لگے

لب پہ ہو صل علی کا ذکر نظمی دم بہ دم
اور پڑھو لاحول تم سلمان رشدی نام پر

مرثیہ بر شہادت مولوی بشیر احمد قادری برکاتی

قربانیوں کا درس دیا ہے بشیر نے
مرشد کی سنتوں کو نبھایا ہے عمر بھر
حقانیت کو اونچا کیا ہے بشیر نے
سید میاں کا روپ لیا ہے بشیر نے

کسی کا بس نہیں چلتا ہے حکم یزداں میں
وہ روزہ دار، نمازی، وہ قاری قرآن
قصور اس کا بس اتنا کہ حق پرست تھا وہ
وہ میرا دوست بھی تھا اور پیر بھائی بھی
وہ سنیت کا مجاہد، وہ غازی دوراں
نہ جانے کتنوں کو عزت کی زندگی بخشی
یزیدیوں نے گلے پر چلائیں جب چھریاں
بشیر احمد برکاتی، زندہ جاوید
بشیر تم کو زمانہ رکھے گا یاد سدا

پڑھا ہے مرثیہ نظمی نے اپنے بھائی کا
وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ

دسویں محرم

محرم تیری دسویں کو بڑے اونچوں سے نسبت ہے
یہی دن تھا کہ جب آدم نے اِذْنِ عَفْو پایا تھا
سلیقہ اُن کو توبہ کا خدا نے خود سکھایا تھا
وہ ایک لمحہ کہ جب نام محمد لب پہ آیا تھا
کہ جس نے ان کا منصب اور بھی آگے بڑھایا تھا

محرم تیری دسویں کو بڑے اونچوں سے نسبت ہے
یہی دن تھا جناب نوح کو طوفان نے گھیرا تھا
خدائے پاک نے پانی کا رخ شہروں کو پھیرا تھا
جو تھے ایمان والے ان کا ایک کشتی میں ڈیرا تھا
خدا کے فضل سے یہ قافلہ جودی پہ ٹھہرا تھا

محرم تیری دسویں کو بڑے اونچوں سے نسبت ہے
یہی دن تھا بنی گلزار جب نمرود کی آتش
کرم سے رب کے الٹی ہو گئی شیطان کی سازش
خلیل اللہ پر ہونے لگی اکرام کی بارش
ملی روحانیت کی سلطنت، فکر رساء، دانش

محرم تیری دسویں کو بڑے اونچوں سے نسبت ہے
یہی دن تھا کہ اسماعیل کو اعلیٰ ملا رتبہ
بطور فدیہ بھیجا رب نے ان کو جنتی دنبہ

انہی کا خاندان ختم الرسل کا بن گیا کنبہ
بنایا باپ اور بیٹے نے رب کے حکم سے کعبہ
محرم تیری دسویں کو بڑے اونچوں سے نسبت ہے
یہی دن تھا کلیم اللہ قلم پار اترے تھے
خدا کے حکم سے فرعون سب دریا میں ڈوبے تھے
جو تھے توحید والے سب کے سب نورانی چہرے تھے
جو مشرک تھے تو ان کے منہ بھی کالے دل بھی میلے تھے

محرم تیری دسویں کو بڑے اونچوں سے نسبت ہے
یہی دن تھا کہ روح اللہ پہنچے آسمانوں پر
خدا کا قہر ٹوٹا تھا یہودی بے ایمانوں پر
عذاب آیا خدا کا ان صلیبی حکمرانوں پر
سور کی شکل میں پھرتے تھے وہ اپنے ٹھکانوں پر

محرم تیری دسویں کو بڑے اونچوں سے نسبت ہے
یہی دن تھا حسین ابن علی جب رن میں اترے تھے
یزیدی فوج کے چاروں طرف سے ان پہ پہرے تھے
نبی کے دیں کی خاطر جنگ کے میدان میں ٹھہرے تھے
جہاد فی سبیل اللہ سے روشن ان کے چہرے تھے

محرم تیری دسویں کو بڑے اونچوں سے نسبت ہے

رمضان کا قصیدہ

رمضان کا مہینہ ہے ایماں سے منسلک
 اللہ کے حبیب سے ، قرآن سے منسلک
 رزق خدا جو اترا ہے شعبان ماہ میں
 اس کا ہی شکر کرتے ہیں رمضان ماہ میں
 دن میں خدا کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں
 یعنی سحر سے شام تک روزہ رکھتے ہیں
 مغرب کے وقت کھلتا ہے روزہ کھجور سے
 ملتا ہے نعمتوں کا خزانہ حضور سے
 جو ہے ہزار ماہ سے افضل وہ ایک رات
 اتریں فرشتے جس میں مسلسل وہ ایک رات
 قرآن پاک کا ہوا اس رات میں نزول
 رب نے عطا کیے ہمیں اسلام کے اصول
 روزے میں رب کا خوف ہے پاکی ہے ، خیر ہے
 روزے کے رکھنے والے کو جنت کی سیر ہے
 روزے کا اجر اور جزا کردگار خود
 ملتا ہے روزہ دار سے پروردگار خود
 راتوں کو روزہ دار تراویح جب پڑھیں
 ہر ہر رکعت کے ساتھ کئی مرتبے بڑھیں
 سحری کے وقت ساری دعائیں قبول ہوں

افطار میں جو کھائیں غذائیں قبول ہوں
 خوشبو جو روزہ دار کے منہ سے نکلتی ہے
 رب کو وہ مشک سے بھی کہیں اچھی لگتی ہے
 نعمت زمیں پہ آتی ہے شعبان جاتے ہی
 ابلیس قید ہوتا ہے رمضان آتے ہی
 روزے میں روزہ دار جو کرتا ہے نیکیاں
 ان کے عوض اسے ملے اللہ کی اماں
 روزہ ہو منہ میں لب پہ ہوں قرآن کی آیتیں
 پھر کیوں نہ ایسے شخص کو خوش خبریاں ملیں
 خوش خبری سب سے بڑھ کے ہے جنت کی دوستو
 رب کی رضا، نبی کی شفاعت کی دوستو
 مزدوری ماہ بھر جو کی پروردگار کی
 اجرت میں عید مل گئی صد انتظار کی
 فطرے کے حکم میں ہے مساوات کا سبق
 مفلس کا بھی خیال ہو ، اس بات کا سبق
 پیسہ جو ہو غریب بھی کپڑے بنائیں گے
 سب ایک ساتھ عید کی خوشیاں منائیں گے
 یارب ہمیں بھی روزوں کی برکات ہوں عطا
 سارے گناہ معاف ہوں ، اور بخش دے خطا
 رمضان میں ہم عبادتیں بھرپور کر سکیں
 تیری رضا سے جھولیاں ہم اپنی بھر سکیں

منقبت در شان حضرت سید منیر الدین جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

قطب ارشاد علاقہ فیروز آباد، اتر پردیش

سارے جگ میں ہو گیا چرچا منیر الدین کا
دستک ان کے نام سے دو گشتہ واپس ملے
زندگی میں آپ چودہ مرتبہ حج کو گئے
خاندان غوث اعظم کے تھے وہ چشم و چراغ
حافظ قرآن بھی تھے اور عامل قرآن بھی
ہند میں آئے مراقب سے، یہیں پر بس گئے
آپ کے کنبے میں تھے دلی کے خواجہ میر درد
قادری مرکز بنا ہے چوڑیوں کے شہر میں
سالمک مجذوب تھے اور زہد و تقویٰ کے امیں
ان کی زیارت کے لیے مشتاق رہتے تھے سبھی
صاحب سجادہ جو سید جمال الدین ہے
صاحب نسبت ہے وہ پوتا منیر الدین کا

نظمی تجھ کو خاص نسبت ہے محی الدین سے

تیرے کنبے پر ہے سایہ منیر الدین کا

مارہرہ، ۵ جمادی الاول ۱۴۲۸ھ

روزہ رکھیں قرآن سنیں نفل بھی پڑھیں

تقویٰ پرہیزگاری کے زینوں پہ ہم چڑھیں

صدقہ میں مصطفیٰ کے ہمیں شاد کام رکھ

اپنے حبیب پاک کا ہم کو غلام رکھ

نظمی نے یہ قصیدہ جو رمضان کا لکھا

عمرے کا اجر قدرت رحمان سے ملا

حضور اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: نَوْمُ الْعَالِمِ عِبَادَةٌ وَمَذَا كَرَاتُهُ تَسْبِيحٌ وَنَفْسُهُ صَدَقَةٌ وَكُلُّ قَطْرَةٍ نَزَلَتْ مِنْ عَيْنِهِ تُطْفِئُ بَحْرًا مِنْ جَهَنَّمَ۔ (تفسیر کبیر، جلد اول، ص ۲۸۱) یعنی عالم کا سونا عبادت ہے اور اس کا علمی مذاکرہ تسبیح ہے اور اس کی سانس صدقہ ہے اور آنسو کا ہر وہ قطرہ جو اس کی آنکھ سے بہے وہ جہنم کے ایک سمندر کو بجھا دیتا ہے۔

واہ کیا جود و کرم ہے

فضل ہے شاہ و گدا سب پہ ہی یکساں تیرا جھولی خالی نہ کبھی لے گیا مگلتا تیرا
رو میں رہتا ہے سخاوت کا یہ دریا تیرا واہ کیا جود و کرم ہے شہ بطحا تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

قمر و شمس ہوں قربان وہ چہرہ تیرا نور ہی نور ہے وہ جلوہ زیبا تیرا
دونوں عالم پہ ہے چھایا ہوا سایہ تیرا دھارے چلتے ہیں عطا کے وہ ہے قطرہ تیرا
تارے کھلتے ہیں سخا کے وہ ہے ذرہ تیرا

مرتبہ نبیوں میں ہے افضل و اعلیٰ تیرا نور مسجود ملائک ہے نرالا تیرا
بادشہ سر پہ رکھیں پاک وہ جوتا تیرا اغنیا پلتے ہیں در سے وہ ہے باڑا تیرا
اصفیا چلتے ہیں سر سے وہ ہے رستہ تیرا

کور دل عظمت و برکت تری کیا پہچانیں جو ہیں شیطان کے پیرو وہ تجھے کیا مانیں
رفعتیں تیرے لیے تیرے لیے سب شانیں فرش والے تری شوکت کا علو کیا جانیں
خسروا عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا

رب ہے معطیٰ میں ہوں قاسم یہ ہے تیرا فرمان جس کا کوئی نہیں اس کو بھی ملے تیری امان
انبیا جس سے مدد لیں وہ رسول ذی شان آسماں خوان، زمیں خوان، زمانہ مہمان
صاحب خانہ لقب کس کا ہے تیرا تیرا

آئے ہیں در پہ ترے دل میں لیے حزن و ملال دشمنوں سے ہیں ترے چاہنے والے بے حال
ڈگمگاتے ہوئے قدموں کو شہ دین سنبھال تیرے ٹکڑوں پہ پلے غیر کی ٹھوکر پہ نہ ڈال
جھڑکیاں کھائیں کہاں چھوڑ کے صدقہ تیرا

تضامین برکلام الامام

پاؤں سب ولیوں کی گردن پہ، وہ ہے شان رفیع قدرت حق سے ملا رتبہ عالی و وسیع
بندہ مقتدر و قادر و قیوم و سمیع تیری سرکار میں لاتا ہے رضا اس کو شفیع
جو مرا غوث ہے اور لاڈلا بیٹا تیرا

سرور کہوں کہ۔۔۔

اعلیٰ کہوں کہ اذکی و اتقی کہوں تجھے اسنی کہوں کہ اجلی و اصفی کہوں تجھے
بالا کہوں کہ والا و اعلیٰ کہوں تجھے سرور کہوں کہ مالک و مولیٰ کہوں تجھے
باغ خلیل کا گل زیبا کہوں تجھے

گم گشتہ راہ ہوں میں تجھے خضر رہ کہوں ایماں کی جان تجھ کو کہوں دیں پنہ کہوں
نور خدائے پاک کا اک آئینہ کہوں حرماں نصیب ہوں تجھے امید گہ کہوں
جان مراد کان تمنا کہوں تجھے

سرور کہوں کہ مالک ہر دوسرا کہوں رافع کہوں کہ شافع روز جزا کہوں
ظن الہ کہوں تجھے نور خدا کہوں گلزار قدس کا گل رنگیں ادا کہوں
درمان درد بلبل شیدا کہوں تجھے

کیا کہنے تیرے جلوہ زیبا کی برکتیں افسردہ و ملول کو ملتی ہیں راحتیں
نور خدا کی ہر سو برستی ہیں نعتیں اللہ رے تیرے جسم منور کی تابشیں
اے جان جاں میں جان تجھلا کہوں تجھے

شایاں ہے تجھ کو نبیوں رسولوں کی افسری تیرے قدم سے عرش کو ملتی ہے برتری
تیری ہی ذات باعث تخلیق گل بنی تیرے تو وصف عیب تنہا ہی سے ہیں بری
حیراں ہوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے

جس کو خدا نے خود کہا محبوب و مصطفیٰ جس کے نسب میں گذرے ہیں اقطاب و ادلیا
شان اس کی کیا گھٹائے گا کم بخت عجب دیا لیکن رضا نے ختم سخن اس پہ کر دیا
خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

- ☆ مجھ پر درود بھیجنا تمہارے لیے رب کی رضا کا سبب ہے۔
- ☆ مجھ پر درود بھیجنا کرو اس لیے کہ یہ تمہارے گناہوں کا کفارہ ہے۔
- ☆ مجھ پر درود بھیجنا کرو اس لیے کہ یہ درود تمہارے لیے زکوٰۃ کے حکم میں یعنی صدقہ ہے۔

☆☆☆

نبی رازدار مع اللہ لی ہے

نبی رازدار جلی و خفی ہے نبی جس کو مل جائے جنت ملی ہے
یہ بات ہم نے قرآن سے بھی سنی ہے نبی سرور ہر رسول و ولی ہے
نبی رازدار مع اللہ لی ہے

حبیب خدا وہ رسول معظم کہ جس کی ثنا کر رہے ہیں دو عالم
وجود خدا کا نشان مکرم ہے بے تاب جس کے لیے عرش اعظم
وہ اس رہرو لامکاں کی گلی ہے

ہے ایماں کی کشتی کا تو ہی تو ساحل ہے راہ ہدیٰ کی تو ہی عین منزل
ہے تو ہی دو عالم کی رونق میں شامل ترے چاروں ہم دم ہیں یک جان و یک دل
ابو بکر و فاروق و عثمان علی ہے

تجھے رب نے اوصاف اتنے ہیں بخشے شمار ان کا ممکن نہیں ہے کسی سے
ہیں تجھ سے عیاں نور یزداں کے جلوے خدا نے کیا تجھ کو آگاہ سب سے
دو عالم میں جو کچھ خفی و جلی ہے

مدد کے لیے آئیے میرے سرور پلا دیجیے مجھ کو بھی جام کوثر
گناہوں سے ہیں میرے حالات ابتر تمنا ہے فرمائیے روز محشر
یہ تیری رہائی کی چٹھی ملی ہے

ترے نام سے ہر مصیبت ٹلا کی تصور سے چھٹتی ہے بدلی بلا کی
تری یاد ہے یاد رب غلا کی شفاعت کرے حشر میں جو رضا کی
سوا تیرے کس کو یہ قدرت ملی ہے

عظمت رسول اللہ کی

ہے کلام پاک میں مدحت رسول اللہ کی انبیا پر ہے عیاں عظمت رسول اللہ کی
ہے دل شیطان پر ہیبت رسول اللہ کی عرش حق ہے مسند رفعت رسول اللہ کی
دیکھنی ہے حشر میں عزت رسول اللہ کی

وہ شہ عالی وقار عالی شرف عالی نسب نور اطہر جس کا تھا تخلیق آدم کا سبب
اک اشارے سے مٹایا جس نے باطل سب کا سب کافروں پر تیغ والا سے گری برق غضب
ابر آسا چھا گئی ہیبت رسول اللہ کی

مل گیا اس کو خدا جو مصطفیٰ سے مل گیا واصل نار جہنم آپ کا منکر ہوا
سب خزانوں کا خدا نے آپ کو مالک کیا لا ورب العرش جس کو جو ملا ان سے ملا
بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی

رب نے اپنے علم سے محبوب کو حصہ دیا آپ کی امت میں ہیں سارے رسول و انبیا
شافع روز جزا کا مرتبہ ان کو ملا وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا
ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی

انگلیوں سے چشمے جاری ہوں وہ ان کا دست پاک بادشاہی جس پہ ہو قرباں وہ ان قدموں کی خاک
معجزات مصطفیٰ کی سارے عالم میں ہے دھاک سورج لٹے پاؤں پلٹے چاند اشارے سے ہو چاک
اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی

ذکر سب پھیکے پڑیں جب تک نہ وہ مذکور ہو جس کی مدحت میں کلام پاک سا منشور ہو
ایسی ذات پاک کی عزت سے جو معذور ہو تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب وہابی دور ہو
ہم رسول اللہ کے جنت رسول اللہ کی

انداز وحدت کا

ملا جس کو شرف معراج کی شب حق کی دعوت کا پتہ چلتا ہے جس کی شخصیت سے رب کی عظمت کا ہوا ہے نور جس کا باعث ایجاد خلقت کا محمد مظهر کامل ہے حق کی شان عزت کا نظر آتا ہے اس کثرت سے کچھ انداز وحدت کا

خدا نے جس کو فرمایا ہے اپنے نور سے پیدا نہ تھا پہلے نہ ہوگا اب جہاں میں کوئی اس جیسا وہ جس کی جوت سے روشن ہوا ہر طبقہ دنیا گنہ مغفور، دل روشن، خنک آنکھیں، جگر ٹھنڈا

تعالی اللہ ماہ طیبہ عالم تیری طلعت کا

محمد جس سے راضی ہوں خدا بھی اس سے ہو راضی بیاں توصیف کیا ہو ہم سے اس رحمت سراپا کی ہے ذات مصطفیٰ لاریب نعمت حق تعالیٰ کی نہ رکھی گل کے جوش حسن نے گلشن میں جا باقی

چمکتا پھر کہاں غنچہ کوئی باغ رسالت کا

وہ جس کے در سے عاصی شاد کام و شاد ماں لوٹیں گنہ گار اس کا نام پاک لے کے نار سے چھوٹیں وہ جس کے فضل کی دھو میں مچی ہیں ہر دو عالم میں صف ماتم اٹھے خالی ہو زنداں ٹوٹیں زنجیریں

گنہ گار و چلو مولیٰ نے در کھولا ہے جنت کا

خدا کے حکم سے جبریل جن کی ایڑیاں چو میں کہ جن کا نام سنتے ہی تمامی انبیا جھو میں فرشتے عرش پر دیدار کی حسرت لیے گھو میں خم زلف نبی ساجد ہے محراب دو ابرو میں

کہ یارب تو ہی والی ہے سیہ کاران امت کا

گنہ گاروں خطاواروں کو آقا تم سنبھالو گے بدوں کو اپنی کالی کالی چادر میں چھپالو گے جنہیں تم آتش دوزخ میں جلنے سے بچالو گے جنہیں محشر میں تا حشر امتی کہہ کر پکارو گے

ہمیں بھی یاد کر لو ان میں صدقہ اپنی رحمت کا

مجھے جس دم مرے احباب تنہا چھوڑ کر جائیں تو میری قبر میں یارب محمد مصطفیٰ آئیں مرے آقا مجھے بس اپنا ہی دیدار کروائیں الہی منتظر ہوں وہ خرام ناز فرمائیں بچھا رکھا ہے فرش آنکھوں نے کم خواب بصارت کا

کہیں نظمی تم ان کے گیت گانے سے نہ رک جانا رسولوں کی یہ سنت ہے محمد ہی کے گن گانا ہمیشہ یاد رکھنا اعلیٰ حضرت کا یہ فرمانا رضائے خستہ جوش بحر عصیاں سے نہ گھبرانا کبھی تو ہات آجائے گا دامن ان کی رحمت کا

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: مَنْ أَهَانَ الْعَالِمَ فَقَدْ أَهَانَ الْعِلْمَ وَمَنْ أَهَانَ الْعِلْمَ فَقَدْ أَهَانَ النَّبِيَّ وَمَنْ أَهَانَ النَّبِيَّ فَقَدْ أَهَانَ جِبْرِيلَ وَمَنْ أَهَانَ جِبْرِيلَ فَقَدْ أَهَانَ اللَّهُ وَمَنْ أَهَانَ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ جس نے عالم کی توہین کی تحقیق اس نے علم دین کی توہین کی اور جس نے علم دین کی توہین کی اس نے نبی کی توہین کی اور جس نے نبی کی توہین کی اس نے جبریل کی توہین کی اور جس نے جبریل کی توہین کی اس نے اللہ کی توہین کی اور جس نے اللہ کی توہین کی قیامت کے دن اللہ اسے ذلیل و رسوا کرے گا۔ (تفسیر کبیر ج ۱ ص ۲۸۱)

مژدہ باداے عاصیو

نام ہے جس کا بڑا جس کی بڑی سرکار ہے وہ محمد مصطفیٰ ہے احمد مختار ہے
سب رسولوں اور نبیوں کا وہی سردار ہے مژدہ باداے عاصیو شافع شہ ابرار ہے
تہنیت اے مجرمو ذات خدا غفار ہے

رفعتیں سارے جہاں کی جس کے ہیں زیرنگیں کالی کملی والا آقا ارض طیبہ کا مکیں
لاکھ گھومو لاکھ ڈھونڈو اس کا ثانی ہی نہیں عرش سافرش زمیں ہے فرش پا عرش بریں
کیا نرالی طرز کی نام خدا رفتار ہے

ان کی ذات پاک میں اللہ کی ہیں نعمتیں ذکر میں ان کے چھپی ہیں برکتیں ہی برکتیں
سنگریزے ان کے نام پاک کا کلمہ پڑھیں چاند شق ہو پیڑ بولیں ناجور سجدہ کریں
بارک اللہ مرجع عالم یہی سرکار ہے

ہو گیا دشوار مولیٰ اب تو دنیا میں گذر منزلیں گم ہو گئی ہیں راستے ہیں پُر خطر
منتظر ہوں میرے آقا اب تو اپنا فضل کر تیرے ہی دامن پہ ہر عاصی کی پڑتی ہے نظر
ایک جان بے خطا پر دو جہاں کا بار ہے

اعلیٰ حضرت سا کوئی پیدا نہ ہوگا مدح خواں نعت گوئی جن کو بخشش ہے خدا کی بے گماں
ایک ایک مصرع ہے نعت سرور کون و مکاں گونج گونج اٹھے ہیں نعمات رضا سے بوستاں
کیوں نہ ہو کس پھول کی مدحت میں وامنقار ہے

نعت نبی کی بخشش

تمہارے در پہ عقیدت سے سر جھکائے فلک تمہارے کوچے کی گلیاں ہیں پارہائے فلک
قدم تمہارے پڑیں جھوم جھوم جائے فلک تمہارے ذرے کے پرتو ستارہائے فلک
تمہارے لال کی ناقص مثل ضیائے فلک

ورائے عرش وہ سردار انس و جاں پہنچا خدا کے پاس خدا کا وہ رازداں پہنچا
بلندیوں کو نہ اس کی کوئی گماں پہنچا سر فلک نہ کبھی تا بہ آستاں پہنچا
کہ ابتدائے بلندی تھی انتہائے فلک

سفر حرم سے ہوا تا بہ مسجد اقصیٰ بہ جسم و روح یہ کون عرش سے پرے پہنچا
یہ معجزہ مرے آقا کا تھا بحکم خدا یہ ان کے جلوے نے کیں گرمیاں شب اسری
کہ جب سے چرخ میں ہیں نقرہ و طلائے فلک

خزانے رکھتے ہیں دونوں جہاں کے شاہ زمن مہکتے ہیں عرق مصطفیٰ سے سارے چمن
وہ رحمتوں کا خزانہ وہ نعمتوں کی بھرن مرے غنی نے جواہر سے بھر دیا دامن
گیا جو کاسہ مہ لے کے شب گدائے فلک

وفور حب نبی نے کرامتیں بھر دیں حسان ثانی رضا سا کوئی کہیں بھی نہیں
ہر ایک شعر ہے لاریب شہد سے شیریں رضا یہ نعت نبی نے بلندیاں بخشیں
لقب زمین فلک کا ہوا سمائے فلک

وقتار عارض

حسن خود ہووے دل و جاں سے نثار عارض مصحف پاک ہے خود مدح نگار عارض
مرحبا صل علی شان و وقار عارض نار دوزخ کو چمن کر دے بہار عارض
ظلمت حشر کو دن کر دے نہار عارض

تیری زلفوں کو خود اللہ نے واللیل کہا نجم ثاقب تجھے رب نے لقب پاک دیا
تیرے چہرے کی قسم یاد کرے رب علا میں تو کیا چیز ہوں خود صاحب قرآن کو شہا
لاکھ مصحف سے پسند آئی بہار عارض

صبح امید ہے امت کے لیے زلف دوتا عطر سے بڑھ کے معطر ہے پسینہ ان کا
جسم وہ جسم کہ جس کا کوئی سایہ ہی نہ تھا جیسے قرآن ہے ورد اس گل محبوبی کا
یوہیں قرآن کا وظیفہ ہے بہار عارض

ان کو بخشے ہیں خدا نے وہ کمالات و صفات جن کی تعریف میں اتری ہیں قرآنی آیات
ذات پر ان کے ہے موقوف دو عالم کی نجات ترجمہ ہے یہ صفت کا وہ خود آئینہ ذات
کیوں نہ مصحف سے زیادہ ہو وقار عارض

آپ مل جائیں جسے اس کو خدائی مل جائے اک نظر ہو تو گھٹا غم کی یہ ساری چھٹ جائے
حکم ہو جائے تو عصیاں کا اندھیرا دھل جائے جلوہ فرمائیں رخ دل کی سیاہی مٹ جائے
صبح ہو جائے الہی شب تار عارض

جن کے اوصاف و محاسن ہوئے قرآن میں بیاں جن کی عظمت کے تعارف کو بنے کون و مکاں
جن کے اخلاق کا شاہد ہے مقدس قرآن نام حق پر کرے محبوب دل و جاں قرباں
حق کرے عرش سے تا فرش بہار عارض

پیارے کے پیارے گیسو

جان رحمت کے انوکھے وہ نیارے گیسو کھائی قرآن نے قسم جن کی وہ پیارے گیسو
بھائے اللہ کو بھی ان کے دلارے گیسو چمن طیبہ میں سنبل جو سنوارے گیسو
حور بڑھ کر شکن ناز پہ وارے گیسو

دل مومن سے جہنم کی بڑی فکر مٹی ہو گئی حسرت دیدار مدینہ پوری
دیکھ کر گنبد خضریٰ کو نئی روح ملی کی جو بالوں سے ترے روضے کی جاروب کشی
شب کے شبنم نے تبرک کو ہیں دھارے گیسو

دیو بندی پر گرز آگ کے ہر دم برسیں منکر عظمت احمد ہیں جو، دوزخ میں جلیں
اے خدا گور وہابی میں تو کیڑے ہی پڑیں ہم سیہ کاروں پہ یارب تپش محشر میں
سایہ افکن ہوں ترے پیارے کے پیارے گیسو

نعمت رب ترا جلوہ برے حالوں کے لیے ہوئی تخلیق جہاں تیرے اجالوں کے لیے
پھرتا ہے شمس اجالے ترے گالوں کے لیے شانہ ہے پنچہ قدرت ترے بالوں کے لیے
کیسے ہاتوں نے شہا تیرے سنوارے گیسو

نور اس نور مجسم سے زمانے کو ملا ثانی حسن محمد نہیں کوئی بخدا
زلف محبوب کو واللیل ہے قرآن نے کہا تیل کی بوندیں ٹپکتی نہیں بالوں سے رضا
صبح عارض پہ لٹاتے ہیں ستارے گیسو

جمالِ گل

عالم ہے مشک بیز بہ عطر جمال گل اس طور سے ہے عام وہ جود و نوال گل
محشر کے روز سب پہ عیاں ہوگا حال گل کیا ٹھیک ہو رخ نبوی پر مثال گل
پامال جلوہ کف پا ہے جمال گل

موسیٰ کو جن کا امتی ہونے کی آرزو مانگیں جنہیں خدا سے براہیم نیک خو
عیسیٰ کا مژدہ، جان سلیمان خوب رو جنت ہے ان کے جلوہ سے جو یائے رنگ و بو
اے گل ہمارے گل سے ہے گل کو سوال گل

سرتاج انبیا ہیں وہ سردار انس و جاں ہیں آبروئے باغ رسالت وہ بے گماں
ان کو خدا نے دی ہیں خزانوں کی کنجیاں ان کے کرم سے سلعہ غالی ہوئی جناں
واللہ میرے گل سے ہے جاہ جلال گل

ان پر سلام بھیجیں شب و روز قدسیاں ان سے شروع ہوئی ہے دو عالم کی داستاں
قرآن میں بیان ہوئیں ان کی خوبیاں سنتا ہوں عشق شاہ میں دل ہوگا خوں فشاں
یارب یہ مژدہ سچ ہو مبارک ہو فال گل

حسن رسول کا کوئی کیا کر سکے بیاں شمس و قمر ہیں چہرہ انور کی جھلکیاں
ریشک ہزار عرش ہیں وہ پیاری ایڑیاں ہیں عکس چہرہ سے لب گلگوں میں سرخیاں
ڈوبا ہے بدر گل سے شفق میں ہلال گل

سُنی کے دل میں نور وہابی کے دل میں داغ سُنی کو لذتیں ملیں نجدی کو زاغ زاغ
روشن رہے مناقب احمد کا یہ چراغ یارب ہرا بھرا رہے داغ جگر کا باغ
ہر مہ بہار ہو ہر سال سال گل

صبحِ دل آرا دیکھو

ریشک صد عرش ہے جو، آج وہ قبہ دیکھو مصطفیٰ پیارے کی تربت کا یہ جلوہ دیکھو
رات دن اتریں فرشتے یہ کرشمہ دیکھو حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبہ کا کعبہ دیکھو

دل مومن کو ملے دیکھے سے جس کے راحت ہوگی کیا روضہ اقدس سے بھی بڑھ کے جنت
دیکھو تو گنبد خضریٰ کی وہ شان و شوکت رکن شامی سے مٹی وحشت شام غربت
اب مدینے کو چلو صبحِ دل آرا دیکھو

کرلی جی بھر کے وہاں سعی صفا و مروہ سنگ اسود کا بھی تم نے لیا صدہا بوسہ
مولد حضرت احمد کا لیا ہر تحفہ خوب آنکھوں سے لگایا ہے غلاف کعبہ
قصر محبوب کے پردے کا بھی جلوہ دیکھو

نورِ یزداں کی حرم پر وہ چھٹائیں دیکھیں رب تعالیٰ کی جلالت کی شعاعیں دیکھیں
ہیبت و عزت و عظمت کی گھٹائیں دیکھیں اولیس خانہ حق کی تو ضیائیں دیکھیں
آخریں بیت نبی کا بھی تجلا دیکھو

حرم مکہ سے ظاہر ہے خدا کی ہیبت سلب ہوتی ہے وہاں شاہوں کی ساری طاقت
ہر قدم پر نظر آتی ہے خدا کی قدرت بے نیازی سے وہاں کاپیتی پائی طاعت
جوشِ رحمت پہ یہاں ناز گنہ کا دیکھو

اے ملیح عربی

سونے دیتی نہیں فرقت کی یہ ریناں ہم کو مضطرب رکھتی ہے اک آتش پنہاں ہم کو
زندگی جس کے بنا ہے تپ ہجراں ہم کو یاد میں جس کی نہیں ہوش تن و جاں ہم کو
پھر دکھا دے وہ رخ اے مہر فروزاں ہم کو

جس کو اللہ نے دی عظمت لا متناہی جس کے کوچہ پہ ہو قربان گلی جنت کی
جس کی نکہت سے ہیں سرشار رسول اور ولی جس تبسم نے گلستاں پہ گرائی بجلی
پھر دکھا دے وہ ادائے گل خنداں ہم کو

عرق جسم مطہر سے کھلیں صد گل زار رخ گلگوں سے شفق مانگ کے لایا ہے نکھار
جس کے رخسار کی تابش سے زمانے میں بہار پردہ اس چہرہ انور سے اٹھا کر اک بار
اپنا آئینہ بنا اے مہ تاباں ہم کو

جس لطافت سے ہے مخلوق دو عالم سرشار جس تبسم سے ہویدا ہیں خدا کے انوار
لب محبوب پہ یاقوت کرے جان نثار پردہ اس چہرہ انور سے اٹھا کر اک بار
اپنا آئینہ بنا اے مہ تاباں ہم کو

کور دل صاحب کشف اور کرامت ہو جائے نامہ بخت سیہ کے لیے برکت ہو جائے
ان کی بس ایک نظر باعث رحمت ہو جائے گرب پاک سے اقرار شفاعت ہو جائے
یوں نہ بے چین رکھے جوش عصیاں ہم کو

دید بستان نبی ہے فقط ارماں میرا یعنی ان آنکھوں سے دیکھوں در پاک آقا کا
ہے یہ عالم غم ہجراں میں دل مضطرب کا میرے ہر زخم جگر سے یہ نکلتی ہے صدا
اے ملیح عربی کر دے نمک داں ہم کو

غازہ گرد مدینہ

جنت سے بھی بڑھ کر ہے ہمیں ارض مدینہ آقا جو نظر کر دیں تو مل جائے خزینہ
نام ان کا زباں پر ہو تو تر جائے سفینہ واللہ جو مل جائے مرے گل کا پسینہ
مانگے نہ کبھی عطر نہ پھر چاہے دولہن پھول

خود حسن بھی نازاں ہو وہ ایسی ہے ملاحت بے سایہ بدن ہے مرے مولیٰ کی کرامت
صدقہ میں ملی ان کے چمن زار کو نکہت دل بستہ و خوں گشتہ نہ خوشبو نہ ملاحت
کیوں غنچہ کہوں ہے مرے آقا کا دہن پھول

وہ پاؤں کہ جن کی ہے سر عرش رسائی وہ بات کہ جن پر ہے فدا ساری خدائی
رخسار کی سرخی تو شفق نے بھی نہ پائی دندان و لب و زلف و رخ شہ کے فدائی
ہیں درّ عدن لعل یمن مشک ختن پھول

واللیل ہے قرآں میں لقب زلف دوتا کا والفجر بھی انداز ہے محبوب خدا کا
والشمس ہے عنوان رخ اقدس کی ضیا کا دل اپنا بھی شیدائی ہے اس ناخن پا کا
اتنا بھی مہ نو پہ نہ اے چرخ کہن پھول

آرام سے لیٹے ہیں جہاں صاحب معراج وہ گنبد خضریٰ کہ دو عالم کا ہے سرتاج
وہ آبرو جنت کی وہ فردوس کی ہے لاج کیا غازہ ملا گرد مدینہ کا جو ہے آج
نکھرے ہوئے جو بن پہ قیامت کی پھبن پھول

شہ عرش آستان

اے جلوہ رب کے نشان نور خدائے دو جہاں اے چارہ ساز عاصیاں اے حاصل کون و مکاں
اے بادشاہ انس و جاں اے مالک باغ جناں اے شافع تر دامنوں وے چارہ درد نہاں
جان دل و روح رواں یعنی شہ عرش آستان

اے صاحب دین مبین اے زائر عرش بریں تجھ سانہیں کوئی حسیں تیرا کوئی ثانی نہیں
تجھ پر ہوئے سب مشکف راز ہائے ہمہ وہمیں اے مسند عرش بریں وے خادمہ روح امیں
مہر فلک ماہ زمیں شاہ جہاں زیب جناں

اے رحمۃ للعالمیں، اے سید جن و بشر ہر دو جہاں میں ہے تمھاری ذات اقدس مفتخر
اے چارہ ساز انبیاء، اے بادشاہ بحر و بر اے مرہم زخم جگر یا قوت لب والا گھر
غیرت دہ شمس و قمر رشک گل و جان جہاں

اے مصطفیٰ اے مجتبیٰ اے شافع روز جزا اے دافع جملہ بلا اے مالک ہر دوسرا
اے جلوہ حق کی ضیا محبوب رب ظن خدا اے مقتدی شمع ہدی نور خدا ظلمت زدا
مہرت فدا ماہت گدا نورت جدا از این و آں

ہے روضہ انور ترا صد رشک فردوس ارم ہے نام نامی دافع جملہ بلیات و الم
اے باعث ایجاد کل ہم پر بھی ہو نظر کرم عین کرم زین حرم ماہ قدم انجم خدم
والا حشم عالی ہم زیر قدم صد لا مکاں

ذوقہ، ذو حرمتہ اے شاہ دیں عالی حشم بدر الدجی نور الہدیٰ اے منبع جود و کرم
اے صاحب تاج و علم عز العرب فخر العجم مولیٰ ز پا افتادہ ام دارم شہا چشم کرم
مہر عرب ماہ عجم رحے بحال بندگاں

شرح والشمس وضحیٰ

شجر و برگ و حجر شمس و قمر، دم یہ ان کا ہی بھرا کرتے ہیں
دیو بندی و وہابی نجدی ذکر سے ان کے جلا کرتے ہیں
سنیوں پر ہے خدا کا یہ کرم نعت سرور ہی پڑھا کرتے ہیں
وصف رخ ان کا کیا کرتے ہیں شرح والشمس وضحیٰ کرتے ہیں

ان کی ہم مدح و ثنا کرتے ہیں جنہیں محمود کہا کرتے ہیں

ماہ طیبہ کی یہ طلعت دیکھو، میرے آقا کی کرامت دیکھو
عرش پر وہ ہوئے جلوہ فرما، ان کے نعلین کی رفعت دیکھو
حق نے پیدا کیا سب سے پہلے، نور احمد کی یہ عظمت دیکھو
ماہ شق گشتہ کی صورت دیکھو، کانپ کر مہر کی رجعت دیکھو

مصطفیٰ پیارے کی قدرت دیکھو کیسے اعجاز ہوا کرتے ہیں

ملک و جن و بشر ارض و سما، ان کی امت میں ہے ساری اقلیم
نعمتیں حق سے ملی ہیں ان کو رب نے بخشی ہے انھیں شان کریم
رافع و دافع و نافع شافع، شاہد جلوہ رحمن و رحیم
اپنے مولیٰ کی ہے بس شان عظیم جانور بھی کریں جن کی تعظیم

سنگ کرتے ہیں ادب سے تسلیم، پیڑ سجدے میں گرا کرتے ہیں

تجھ کو حق سے ملا اعلیٰ رتبہ، تجھ سے بہتر نہیں کوئی دیکھا
ہے شفاعت کا ترے سر سہرا، امتی امتی تیرا نعرہ

ساقی کوثر و شاہ بطحا، جامِ رحمت کا ہمیں بھی آقا
رفعت ذکر ہے تیرا حصہ دونوں عالم میں ہے تیرا چرچا

مرغِ فردوس پس از حمدِ خدا تیری ہی مدح و ثنا کرتے ہیں

بدنِ پاک پہ کملی پہننے، اور شفاعت کی وہ چادر اوڑھے
ان کی رحمت کا وہ پرچم پھہرے، انبیا بھی ہیں کھڑے جس کے تلے
عاصیوں کے لیے سجدے میں گرے، امتی امتی منہ سے نکلے
آستینِ رحمت عالم اٹھے، کمرِ پاک پہ دامن باندھے

گرنے والوں کو چہ دوزخ سے صاف الگ کھینچ لیا کرتے ہیں

شجر و برگ و حجر شمس و قمر ہیں فدا ان کے رخِ انور پر
آئے دنیا میں کروڑوں رہبر نہ ہوا کوئی بھی ان سے بڑھ کر
امتی گزریں جو پل سے ہو کر بڑھ کے جبریل بچھائیں شہ پر
ٹوٹ پڑتی ہیں بلائیں جن پر، جن کو ملتا نہیں کوئی یا اور

ہر طرف سے وہ پرار ماں پھر کرانگے دامن میں چھپا کرتے ہیں

تیری الفت ہی ہے اصلِ ایماں، ہے رضا تیری رضائے یزداں
عرش پر ذکر ہے تیرا ہر آں، تجھ پہ نازل کیا رب نے قرآن
تو ہی ہے روحِ گلستانِ جنان، تو ہی محبوبِ خدائے دو جہاں
تو ہے وہ بادشہ کون و مکاں کہ ملک ہفت فلک کے ہر آں

تیرے مولیٰ سے شہِ عرش ایواں تیری دولت کی دعا کرتے ہیں

جس کے دل میں تری الفت نہ رہی، اس کی تقدیر میں جنت نہ رہی
مصحفِ پاک میں توصیفِ تری، تیرے مداحِ رسول اور نبی

تیرا حق ہے دو جہاں کی شاہی، رتبہ حق نے دیا لا متناہی
کیوں نہ زیبا ہو تجھے تاجوری تیرے ہی دم کی ہے سب جلوہ گری

ملک و جن و بشر حورو پری جان سب تجھ پہ فدا کرتے ہیں

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: وَيَلُّ لَأُمَّتِي
مِنْ عُلَمَاءِ السُّوءِ يَتَّخِذُونَ هَذَا الْعِلْمَ تِجَارَةً يَبْعُونَهَا مِنْ أُمَرَاءِ زَمَانِهِمْ
رُبْعًا لَا نَفْسِهِمْ لِأَرْبَحِ اللَّهُ تِجَارَتَهُمْ۔ یعنی خرابی ہے میری امت کے علمائے سوء کے
لیے جو اس علمِ دین کو تجارت بنائیں گے، اس کو اپنے زمانے کے امیروں سے اپنی ذات
کے نفع کے لیے بیچیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کی تجارت میں نفع نہ دے۔

(کنز العمال جلد اول ص ۱۱۷)

شانِ جمالی و جلالی

دونوں عالم ملک جن کی اور غذا نان جویں کیا جواب ایسی قناعت کا ملے گا پھر کہیں
ان کے ہیں زیرنگیں لوح و قلم عرش بریں مالک کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں
دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہات میں

محرم راز خدا محبوب رب کبریا اُذُنْ يَا خَيْرَ الْبَرِيَّةِ جن سے خالق نے کہا
سرّ وحدت کا خدا نے رازدار ان کو کیا کیا لکھتے ہیں میں ید اللہ خطِ سرد آسا لکھا
راہ یوں اس راز لکھنے کی نکالی ہات میں

ڈوبا سورج لوٹ آئے اور شق ہو وے قمر انگلیوں سے چشمے پھوٹیں سر بسجود جانور
جس گلی سے ہو کے گذریں ہو معطر رہ گزر ابر نیساں مومنوں کو، تیغ عریاں کفر پر
جمع ہیں شانِ جمالی و جلالی ہات میں

جب فرشتے مجھ کو کر دیں گے سر میزاں کھڑا نعت پاک اس وقت بھی تیری پڑھوں گا اے شہا
ہے یقین تقصیر میری معاف کر دے گا خدا حشر میں کیا کیا مزے دارفتگی کے لوں رضا
لوٹ جاؤں پا کے وہ دامن عالی ہات میں

لاکھوں سلام

صاحب علم و حکمت پہ لاکھوں سلام ان کی ہر شان و شوکت پہ لاکھوں سلام
نور احمد کی طلعت پہ لاکھوں سلام مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

عرش اعظم کی زینت ہیں جس کے قدم جس کے قبضے میں ہے علم لوح و قلم
جس کے باعث عیاں ہیں حدوث و قدم شہر یار ارم تاجدار حرم
نو بہار شفاعت پہ لاکھوں سلام

جو ہے محبوب رب العلیٰ بالیقین جس کا چہرہ ہے شمس و قمر سے حسین
جس کا رتبہ کسی کو ملا ہی نہیں عرش تا فرش ہے جس کے زیرنگیں
اس کی قاہر ریاست پہ لاکھوں سلام

جس کے تلووں سے جبریل ماتھا ملے حکم پر جس کے چاند اور سورج چلے
جس کے دنیا میں مشہور ہیں معجزے جس کے آگے سر سرواں خم رہے
اس سرتاج رفعت پہ لاکھوں سلام

قاب قوسین کا جس کو رتبہ ملا جو نبی اور رسولوں کا سرور ہوا
جس کا چہرہ ہے آئینہ حق نما جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا
اس جبین سعادت پہ لاکھوں سلام

مدح کرتے ہیں جن کی زمین و زماں حسن کا ان کے ہم سے ہو کیونکر بیاں
جن کا ہر بول وحی خدا بے گماں پتلی پتلی گلِ قدس کی پتیاں
ان لبوں کی نزاکت پہ لاکھوں سلام

دونوں عالم میں پھیلی ہے جس کی ضیا جس کے اصحاب ہیں اہل صدق و صفا
منع رحمت و فضل و جود و سخا وہ دہن جس کی ہر بات وحی خدا
چشمہ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام
اس کے اوصاف گنتی میں کب آسکیں جس کے کوچے پہ قربان سب جنتیں
بادشاہ جس کے در پر کریں منتیں وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام
جس کو محبوب اپنا خدا نے چنا درج قرآں میں ہے جس کی مدح و ثنا
احمد و حامد و مصطفیٰ مجتبیٰ کل جہاں ملک اور جو کی روٹی غذا
اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام
یوں تو معراج ہر ہر نبی کو ہوئی دید خالق کی حسرت سبھی کو رہی
رب ارنی کی درخواست سب نے ہی کی کس کو دیکھا یہ موسیٰ سے پوچھے کوئی
آنکھ والوں کی ہمت پہ لاکھوں سلام
جس کے صرف اک اشارے سے ہو چاند شق جس کی تعریف میں سوکھیں سب کے حلق
حسن کا جس کے چرچا افق تا افق لیلۃ القدر میں مطلع الفجر حق
مانگ کی استقامت پہ لاکھوں سلام
جس نے سب کی شفاعت پہ باندھی کمر انبیا کی بھی اس پر لگی ہے نظر
رشک صد عرش ہے جس کی خاک گزر صاحب رجعت شمس و شق القمر
نائب دست قدرت پہ لاکھوں سلام
زینت عرش جس کی بنی ایڑیاں جس کی رہ میں فرشتوں کی پیشانیاں
جس کا کوچہ ہے رشک ارم گلستاں طائران قدس جس کی ہیں قمریاں
اس سہی سرو قامت پہ لاکھوں سلام

عرش پر جس کو احمد پکارا گیا فرش پر جو محمد ہے صل علی
فرش کے نیچے محمود اسم آپ کا وصف جس کا ہے آئینہ حق نما
اس خدا داد طلعت پہ لاکھوں سلام
نور حق ظل رب اور اسم خدا مصطفیٰ مجتبیٰ اور خیر الوری
جن کو قرآن نے نعمۃ اللہ کہا معنی قد رائی، مقصد ما طغی
نرگس باغ قدرت پہ لاکھوں سلام
جس کی عظمت کے چرچے چمن در چمن ذکر سے جس کے کافور رنج و محن
وہ منور، مطہر، معطر بدن اللہ اللہ وہ بچنے کی بھین
اس خدا بھاتی صورت پہ لاکھوں سلام
عرش و کرسی و لوح و قلم اور زمیں نور اول کے صدقہ میں پیدا ہوئیں
وہ کہ تاج نبوت کا روشن نکلیں جس کے آگے کھنچی گردنیں جھک گئیں
اس خداداد شوکت پہ لاکھوں سلام
ذات احمد نشان وجود خدا وہ رسول الملاحم شہ دوسرا
جو ہے ان کی رضا وہ خدا کی رضا شمع بزم دنیٰ ہو میں گم کن انا
شرح متن ہویت پہ لاکھوں سلام
ہر نفس ہر گھڑی ذکر ان کا کروں ہر طرف ہر گلی ان کا چرچا سنوں
ہو مبارک وہابی کو کیا اور کیوں دل سمجھ سے ورا ہے مگر یوں کہوں
غنجہ راز وحدت پہ لاکھوں سلام
جن کے در کے غلام اغنیا اصفیا جن کی راہوں کے ذرے ہیں غوث اولیا
جن کی امت پہ نازاں ہیں سب انبیا مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضا
مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام

نظمی کا سہرا بقلم خود

نوٹ: والدہ ماجدہ کا حکمنامہ بمبئی پہنچا کہ اپنا سہرا خود لکھ کر لاؤ۔ حکم کی تعمیل میں یہ سہرا لکھا جو ہمیشہ عزیزہ سیدہ رعنا قادری نے پڑھا اور خوب داد و وصول کی۔

ماہ و انجم کو پرو کر جو بنایا سہرا
ہر لڑی سہرے کی دیتی ہے مسرت کا پیام
فصل گل سے کہو جا کر کہ ترانے چھیڑے
کتنے مسرور نظر آتے ہیں وہ آل عبا
نانی حسنین کی لیتی ہیں بلائیں ہر دم
امی ابا کی خوشی کا تو ٹھکانہ ہی نہیں
چچا حسنین کے دونوں یہ دعا مانگتے ہیں
نانا نانی پہ عجب رنگ طرب طاری ہے
ماموں و خالو، پھوپھی اور ممانی خوش ہیں
رعنا، افشاں و حمیدہ کو مبارک ہووے
صدقے میں سید کونین کے آئی یہ گھڑی
بہنیں ہوتی ہیں اس انداز سے بھیا پہ نثار
دور و نزدیک کے احباب دعا کرتے ہیں
اے خدا دولہا دولہن خوش رہیں آباد رہیں
دو سے دو لاکھ بنیں، خوب پھلیں اور پھولیں
نغمہ و نور کی تسبیح بنا لائی ہوں

عرش پہ قدسی پکارے لو وہ آیا سہرا
ہر کلی کرتی ہے نوشاہ کو جھک جھک کے سلام
پیارے حسنین کے سہرے کے فسانے چھیڑے
سہرا پہنے ہوئے بیٹھا ہے جو ان کا پوتا
خالہ نے چھیڑ دیے آج خوشی کے سرگم
بڑھ کے اکلوتے کے سہرے سے خزانہ ہی نہیں
صحت و عمر بدرگاہ خدا مانگتے ہیں
آج نوشاہ پہ ہر ایک نے جاں داری ہے
لاڈلا دولہا بنا آج تو نانی خوش ہیں
مجتبیٰ، عذرا رقیہ کو مبارک ہووے
سہرا نینوں کا مبارک ہو تمہیں سید بی
جیسے گل کھلنے سے آ جاتا ہے گلشن پہ نکھار
دوست سارے بصد آداب دعا کرتے ہیں
عشق باہم سے زن و شو کے دل آباد رہیں
ان کے اقبال کو تارے بھی فلک کے چومیں
اپنے بھیا کے لیے سہرا سجا لائی ہوں

پھول سہرے کے

سہرا ہو یا رخصتی، اردو شاعری میں اس صنف سخن کا بھی ایک الگ مقام ہے۔ آج کل کے شاعر سہرے کے روپ میں محض تک بندی تک محدود رہتے ہیں غالباً یہی وجہ ہے کہ اس صنف سخن کو مستقل فن کی حیثیت حاصل نہیں ہو پائی اور سہرے نظم کرنے والے شاعر تک بند سے آگے کچھ نہ کہلا پائے۔ نظمی نے نظم کے اس پیکر کو روحانیت کے نئے قالب میں ڈھالنے کی کوشش کی ہے اور چونکہ ان منظومات میں نعت و منقبت کا رنگ ہے اس لیے انھیں اس دیوان میں جگہ دی جا رہی ہے۔

فرزند دلبد نور چشم سبطین حیدر برکاتی کا سہرا

(نکاح: لکھنؤ، ۲۸ اگست ۱۹۲۰ء)

فرزند ارجمند نور العین سید صفی حیدر برکاتی کا سہرا

(مؤرخہ ۳۱ دسمبر ۱۹۲۰ء بمقام ممبئی)

بنا ہے سبطین آج دولہا سجائے سہرا نجابتوں کا
یہ شاہ برکت کا ہے گھرانہ حضور اچھے میاں کا کنبہ
حضور نوری میاں کی نوری روایتوں کے امین ہم ہیں
حضور سید میاں کا پوتا بنا ہے سبطین آج دولہا
حضور آلِ عبا کی روحانی شفقتیں اس پہ سایہ افکن
حضور سید حسن میاں نے اسے دیا رنگ خانقاہی
حسین زیدی ہیں اس کے دادا، جو رنگ میں اپنے منفرد ہیں
امین اشرف نجیب افضل چچا بھی ہیں اور ماموں بھی ہیں
یہ اپنی انا کا ہے دلارا، ہے لئی دادی کا آنکھ تارا
امان عثمان اور ایمین شفا نیل آج کتنے خوش ہیں
حمیر کی عذر رقیہ رعنا حمیدہ اس کی سگی ہیں پھوپیاں
نزا کتیں اس میں نانہالی، نفاستیں اس میں داد ہالی
یہ خوش نصیبی دولہن کی دیکھو کہ ایسا عالم ملا ہے دولہا
یہ کیسی بارات ہے کہ ہر سو لگائے ہیں برکتوں نے ڈیرے
لکھی سبطین اور ثنا کو علی وزہرا کی بھیک دے دے

لکھا ہے نظمی نے ایسا سہرا کہ سارے باراتی بول اٹھے

ہے رنگ سید میاں کا اس میں، انھی کی شعری لطافتوں کا

رخ صفی پہ یہ سہرا سجا سبحان اللہ
حسینی اور حسنی خون کا یہ سنگم ہے
یہ خانوادہ برکات کا ہے چشم و چراغ
حضور سید العلماء سے اس کو نسبت ہے
حضور احسن العلماء سے اس کو بیعت ہے
کرم ہے غوث کا اپنے مرید پر اتنا
بہت ہی خوش ہیں جناب غلام وحدانی
جناب نظمی کو بیٹی کی آرزو تھی بہت
بہو کے آنے پہ بشری یہ کہتی ہیں سب سے
شریک ہونے کو ماموں بھی آئے اردن سے
چچا نجیب نے دی ہے دعا بھیجتے کو
رشید بھائی یہ بولے کہ باوزیر ہوں میں
خوشی میں جھومتی پھوپھیاں صفی کی کہتی ہیں
کہا یہ زلفی نے سبطین سے، مبارک ہو
وہ بیٹھے کونے میں احمد میاں یہ کہتے ہیں
لکھی میرے صفی پر سدا کرم رکھنا

لکھا جو نظمی نے سہرا یہ اپنے بیٹے کا

پکار اٹھے سبھی بر ملا سبحان اللہ

ہر ایک پھول خوشی سے کھلا سبحان اللہ
اور اس میں رنگ مدینہ کھلا سبحان اللہ
یہ ایک شیر ہے مارہرہ کا سبحان اللہ
یہ ان کے بیٹے کا ہے لاڈلا سبحان اللہ
انھیں کے فضل کے سائے پلا سبحان اللہ
کہ پیر زادوں میں رشتہ ہوا سبحان اللہ
پلا پلایا یہ بیٹا ملا سبحان اللہ
بہو نے بیٹی کا رتبہ لیا سبحان اللہ
ہے عالیہ میرے گھر کی ضیاء سبحان اللہ
بڑا چہیتا ہے یہ بھانجا سبحان اللہ
میں ہوں صفی کا صفی ہے مرا سبحان اللہ
وزیر مجھ کو صفی سا ملا سبحان اللہ
کرم ہو رب کا صفی پر سدا سبحان اللہ
کہ سر پہ بھائی کے سہرا سجا سبحان اللہ
کہ بازی لے گیا چھوٹا مرا سبحان اللہ
ہزار نعمتیں کرنا عطا سبحان اللہ

نور چشم سید ذوالفقار حیدر برکاتی کا سہرا

بمقام راجکوٹ، ۲۷ مئی ۲۰۰۷ء

عرفان العلوم

(یہ نظم ایک دینی ادارے کے سالانہ جلسے کے موقع پر فی البدیہہ کہی تھی)

ذوالفقار حیدر کے سر جو چھا گیا سہرا
کتنی برکتیں پنہاں ہیں نبی کی سنت میں
خاندان نوری سے پایا نسبتوں کا رنگ
غوث و خواجہ کا صدقہ جھولی بھر ملا اس کو
دادا اور دادی نے دیں دعائیں جنت سے
روح مفتی اعظم آئی ہے بریلی سے
جو چچا ہے وہ ماموں، جو پھوپھی ہے وہ خالہ
باپ سے گلے مل کر ماں کے قدموں کو چوما
سبطین و صفی اُس دم خوشیوں سے مچل اٹھے
برکت شاہ باپو پر برکتوں کی بارش ہے
آئے ہیں بڑودہ سے حضرت معین الدین
نزہت اور امیر الدین، فرحت اور مدحت کا
ذوالفقار حیدر کے سارے دوست جھوم اٹھے
ذوالفقار حیدر کو زلفی زلفی کہتے ہیں
ہم تو خوشبو والے ہیں، خوشبوؤں کے عاشق ہیں
یا الہی برکت دے زلفی اور نکھت کو
سینے سے لگایا ہے نظمی جی نے نکھت کو
لوگ جھوم جھوم اٹھے نظمی کی مہارت پر

خود بہاریں کہہ اٹھیں لویہ آ گیا سہرا
آج اس گھڑی اس دن یہ دکھا گیا سہرا
زہرا اور حیدر کی خوشبو پا گیا سہرا
نور شاہ برکت میں پھر نہا گیا سہرا
حوروں اور فرشتوں کے دل کو بھا گیا سہرا
نوری پیر کا بیٹا باندھے آ گیا سہرا
راز دوہرے رشتوں کے سب بتا گیا سہرا
اس کے بعد زلفی کا سر سجا گیا سہرا
چھوٹے بھائی کو دولہا جب بنا گیا سہرا
پوتا شاہ برکت کا، لے کے آ گیا سہرا
اُن کی شفقتوں کا بھی لطف اٹھا گیا سہرا
اور دادا باپو کا پیار پا گیا سہرا
یار تیرے ماتھے پر رنگ جما گیا سہرا
آج صورت نکھت جوڑا پا گیا سہرا
اتنا کہہ کے نکھت کو گدگدا گیا سہرا
یہ دعائے خوش آئند گنگنا گیا سہرا
یہ بھی رسم الفت تھی جو نبھا گیا سہرا
راجکوٹ میں جس دم یہ پڑھا گیا سہرا

مرکز رشد و ہدایت ہے یہ عرفان العلوم
مظہر صدق و سیادت ہے یہ عرفان العلوم
روح پاک سید عالم کا یہ فیضان ہے
خاندان مصطفیٰ کا یہ چہیتا لاڈلا
قادریت کا علم لہرا رہا ہے شان سے
دیکھیے سنگم شریعت اور طریقت کا یہاں
اہتمام ہوتا ہے یاں پاکیزگی قلب کا
چند ہی برسوں میں اس کو عزت و شہرت ملی
حق تو یہ ہے سنیوں کے بچے بچے کے لیے
اس سے ہم بے زار ہیں جو دشمنی اس سے کرے
اپنے بیٹے بیٹیوں کو اس میں پڑھنے بھیجے
آئیے اس کی ترقی میں لگائیں چار چاند

درس گاہ علم و حکمت ہے یہ عرفان العلوم
فیض عام شاہ برکت ہے یہ عرفان العلوم
منبع نور شریعت ہے یہ عرفان العلوم
گویا جنت کی بشارت ہے یہ عرفان العلوم
غوث اعظم کی ولایت ہے یہ عرفان العلوم
حافظ قرآن و سنت ہے یہ عرفان العلوم
روح کی روحانی راحت ہے یہ عرفان العلوم
سنیوں کے دگی راحت ہے یہ عرفان العلوم
رحمت عالم کی رحمت ہے یہ عرفان العلوم
عین معیار قرابت ہے یہ عرفان العلوم
شرم و عصمت کی ضمانت ہے یہ عرفان العلوم
مستحق استعانت ہے یہ عرفان العلوم

مینارِ رضا

یہ اشعار ممبئی کے بوہری محلے میں بوہرہ سادھی کے بالمقابل واقع مسجدِ رضا کے ایک اونچے مینار کی تعمیر پر کہے گئے۔

مینارِ نور بن کے جو تیار ہو گیا
مینار کیا ہے اصل میں نیزہ رضا کا ہے
سینہ مخالفین کا اک غار ہو گیا
دشمن کے دل کو چیر کے اُس پار ہو گیا

لوگ مینار بناتے ہیں دکھانے کے لیے
اسکی اونچائی سے ظاہر ہے رضا کی عظمت
ہم نے مینار بنایا ہے جتانے کے لیے
یعنی مینار ہدایت ہے زمانے کے لیے

یہ جو مینار دیکھتے ہیں آپ
جس کو کہتے ہیں کعبہ کا کعبہ
ایک گنبد سے اس کو نسبت ہے
ہاں وہی جس کی سبز رنگت ہے

یہ جو مینار ہے سید کی کرامت کہیے
یہ ہے برکاتی علم، نورِ رضا کا حامل
یعنی اولادِ نبی کی اسے ہمت کہیے
کہیے کہیے اسے نوری کی ولایت کہیے

نظمِ برافتاح مینارِ رضا

استادہ ہے کس شان سے مینارِ رضا کا
اللہ نے فرمایا ہے اظہارِ رضا کا
ہو خوفِ خدا، عشقِ نبی زیست کا مقصد
تا عمر رہا بس یہی کردارِ رضا کا
احمد کا جو دشمن ہے وہ دشمن ہے احد کا
تھا درسِ یہی اور یہی معیارِ رضا کا
ہر سانس میں دم بھرتے رہے آلِ نبی کا
دل حبِ نبی سے رہا سرشارِ رضا کا
نیزے کی طرح کام لیا اپنے قلم سے
دشمن کے لیے موت تھا ہر وارِ رضا کا
مرشد بھی کریں ناز وہ ایسی تھی ارادت
مارہرہ ہی مارہرہ تھا سنسارِ رضا کا
آجاتی ہے جب بھی کوئی مشکل مرے آگے
پڑھ لیتا ہوں میں نامِ کئی بارِ رضا کا
نکھت جسے حاصل ہوئی طیبہ کے چمن سے
پھولے پھلے تا حشر یہ گلزارِ رضا کا
نظمی کو رضا سے ہے کئی طور سے نسبت
دنیا اسے کہتی ہے علم دارِ رضا کا

کوٹی کوٹی پرنام نت مستک سکال پراجانم

کوٹی کوٹی پرنام نت مستک سکال پراجانم

ہے دین بندھو دیا ندھی ابھی نندنم سو سواگتم

شاہے امم، شاہے امم ۱۱۱۱

شاہے امم، شاہے امم

(کروڑوں درود و سلام، سارے جہان والوں کا سر تسلیم خم ہے۔ اے غریبوں کے غمگسار،
گنجینہ رحمت و کرم، تشریف لائیں، آپ کا خیر مقدم ہے، استقبال ہے)

.....

جمنم تیثی دواش رخیول اویولم شوبھ منگالم

جمنم تیثی دواش رخیول اویولم شوبھ منگالم

پرتیما اذبھت الوکک، پرتیما اتی سندر

پرتیما اذبھت الوکک، پرتیما اتی سندر

شاہے امم، شاہے امم ۱۱۲۱

شاہے امم، شاہے امم

(تاریخ ولادت بارہ ربیع الاول باسعادت، آپ کی عظمت نادر روزگار، لاہوتی انداز

لیے اور آپ کا سراپا انتہائی دلکش اور حسین)

.....

ہندی کلام

चक्रवर्ती, कर्म-योगी, युग पुरुष अभिनन्दनम्
चक्रवर्ती, कर्म योगी, युग पुरुष अभिनन्दनम्
चक्रवर्ती, कर्म योगी, युग पुरुष अभिनन्दनम्

शाहे उमम, शाहे उमम ॥५॥

شاہ اُمم، شاہ اُمم

(آپ قانون ساز، محافظ مذہب، انصاف کو بڑھانے والے، حق جو، حق نگر، دبدبے والے، مردمیدان
عمل، زمانہ ساز، آپ کا خیر مقدم)

तीर्थ-रूपम, स्वर्गसम, मक्कानगर अति पावनम्
तीर्थ-रूपम, स्वर्गसम, मक्कानगर अति पावनम्
तीर्थ-रूपम, स्वर्गसम, मक्कानगर अति पावनम्

पुण्य बिन्दु सुशोभितम् अरु आदि ज्योति जन्मस्थलम्
पुण्य बिन्दु सुशोभितम् अरु आदि ज्योति जन्मस्थलम्
पुण्य बिन्दु सुशोभितम् अरु आदि ज्योति जन्मस्थलम्

पुण्य बिन्दु सुशोभितम् अरु आदि ज्योति जन्मस्थलम्
पुण्य बिन्दु सुशोभितम् अरु आदि ज्योति जन्मस्थलम्
पुण्य बिन्दु सुशोभितम् अरु आदि ज्योति जन्मस्थलम्

शाहे उमम, शाहे उमम ॥३॥

شاہ اُمم، شاہ اُمم

(زیارت گاہ خلاق، جنت نظیر، شہر مکہ، انتہائی مبارک و مسعود، نیکیوں کا مرکز، شان و شوکت والا اور نور
مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کا مولد پاک)

आमिना अति पावनी, जननी अहो सौभाग्यम्
आमिना अति पावनी, जननी अहो सौभाग्यम्
आमिना अति पावनी, जननी अहो सौभाग्यम्

पितृ अब्दुल्लाह प्रतापी, गुणी, महा महोपाध्यम्
पितृ अब्दुल्लाह प्रतापी, गुणी, महा महोपाध्यम्
पितृ अब्दुल्लाह प्रतापी, गुणी, महा महोपाध्यम्

पितृ अब्दुल्लाह प्रतापी, गुणी, महा महोपाध्यम्
पितृ अब्दुल्लाह प्रतापी, गुणी, महा महोपाध्यम्
पितृ अब्दुल्लाह प्रतापी, गुणी, महा महोपाध्यम्

शाहे उमम, शाहे उमम ॥६॥

شاہ اُمم، شاہ اُمم

(بی بی آمنہ نہایت مبارک خاتون، جنہیں سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ہونے کا شرف حاصل ہوا۔
والد حضرت عبداللہ بڑے دبدبے والے، اعلیٰ خصوصیات کے حامل، عظیم مراتب والے۔)

सर्वजन आराध्य प्रिय तयबा नगर सुवसाहतम्
सर्वजन आराध्य प्रिय तयबा नगर सुवसाहतम्
सर्वजन आराध्य प्रिय तयबा नगर सुवसाहतम्

सूर्य जिम कण कण प्रकाशित चिर मनोहर मंगलम्
सूर्य जिम कण कण प्रकाशित चिर मनोहर मंगलम्
सूर्य जिम कण कण प्रकाशित चिर मनोहर मंगलम्

सूर्य जिम कण कण प्रकाशित चिर मनोहर मंगलम्
सूर्य जिम कण कण प्रकाशित चिर मनोहर मंगलम्
सूर्य जिम कण कण प्रकाशित चिर मनोहर मंगलम्

सूर्य जिम कण कण प्रकाशित चिर मनोहर मंगलम्
सूर्य जिम कण कण प्रकाशित चिर मनोहर मंगलम्
सूर्य जिम कण कण प्रकाशित चिर मनोहर मंगलम्

शाहे उमम, शाहे उमम ॥४॥

شاہ اُمم، شاہ اُمم

(ایمان والوں کا قبلہ شہر طیبہ کتنی مبارک بستی ہے جہاں کا ذرہ ذرہ سورج کی طرح چمکتا ہے۔
اس کا چپہ چپہ دلاویز و دلکش ہے)

विश्वव्यापी, जग प्रतापी, सकल जन मनमोहनम्
विश्वव्यापी, जग प्रतापी, सकल जन मनमोहनम्
विश्वव्यापी, जग प्रतापी, सकल जन मनमोहनम्

विश्वव्यापी, जग प्रतापी, सकल जन मनमोहनम्
विश्वव्यापी, जग प्रतापी, सकल जन मनमोहनम्
विश्वव्यापी, जग प्रतापी, सकल जन मनमोहनम्

विश्वव्यापी, जग प्रतापी, सकल जन मनमोहनम्
विश्वव्यापी, जग प्रतापी, सकल जन मनमोहनम्
विश्वव्यापी, जग प्रतापी, सकल जन मनमोहनम्

विश्वव्यापी, जग प्रतापी, सकल जन मनमोहनम्
विश्वव्यापी, जग प्रतापी, सकल जन मनमोहनम्
विश्वव्यापी, जग प्रतापी, सकल जन मनमोहनम्

शाहे उमम, शाहे उमम ॥७॥

شاہ اُمم، شاہ اُمم

नीति सर्जक, धर्म रक्षक, न्याय-वर्धक सत्यम्
नीति सर्जक, धर्म रक्षक, न्याय-वर्धक सत्यम्
नीति सर्जक, धर्म रक्षक, न्याय-वर्धक सत्यम्

नीति सर्जक, धर्म रक्षक, न्याय-वर्धक सत्यम्
नीति सर्जक, धर्म रक्षक, न्याय-वर्धक सत्यम्
नीति सर्जक, धर्म रक्षक, न्याय-वर्धक सत्यम्

नीति सर्जक, धर्म रक्षक, न्याय-वर्धक सत्यम्
नीति सर्जक, धर्म रक्षक, न्याय-वर्धक सत्यम्
नीति सर्जक, धर्म रक्षक, न्याय-वर्धक सत्यम्

رخ پر نور رشک قمر، جواہرات کوثر مانے والی چشمان مبارک، کنول سے زیادہ خوبصورت
اور نازک قدم مبارک)

.....

स्वर मनोहर शीतलम, छवि मोहनी, प्रिय दर्शनम
सुर मनोहर शीतलम चहूँ मोहनी, प्रिय दर्शनम
दानी, परम महावीर अरु करुणानिधि, पुरुषोत्तम
दानी परम महावीर अरु करुणा नंदी प्रशुत्तम
शाहे उमम, शाहे उमम ॥१०॥

شاہ اُمم، شاہ اُمم
(دل کو جیت لینے والی فرحت بخش آواز، دل کش شخصیت، جو دیکھتے ہی دل کی گہرائیوں میں اتر
جائے، بحر سخاوت، شجاعت میں یکتا، منبع رحم و کرم، سید البشر)

.....

चतुर्भुज सिद्धीको फारूको गनी अरु हैदरम
चتر बज्ज صدیق و فاروق و غنی ارو حیدرم
फ़ातिमा प्रिय दर्शनी, हस्नैन सत्य कुटुम्बकम
فاطمہ پریم درشنی حسنین ستیہ کمٹب کم
शाहे उमम, शाहे उमम ॥११॥

شاہ اُمم، شاہ اُمم
(چار یار نبی ﷺ حضرت صدیق اکبر، سیدنا فاروق اعظم، سیدنا عثمان غنی اور سیدنا مولیٰ علی شیر خدا
رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ بی بی فاطمہ جن کا حسن بے نظیر تھا، اور سیدنا امام حسن اور سیدنا امام حسین رضی
اللہ عنہما جو اس مبارک خاندان کے افراد تھے۔)

(اللہ تبارک و تعالیٰ کی عطا سے حضور ﷺ بھی حاضر و ناظر ہیں۔ سارے جہاں میں آپ کی شان و
شوکت کی دھون مچی ہوئی ہے۔ سارے جہاں والوں کے دلوں کو لبھانے والے ہیں۔ رنج و غم دور
کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وسعت نظر عطا فرمائی ہے اور آپ جب گفتگو کرتے ہیں تو
یوں محسوس ہوتا ہے جیسے کانوں میں شہد گھل رہا ہے۔)

.....

उच्चभल नभज्योति सम, सिर मुकुट शशि आभूषणम
अँच बहल नभ जीवोत्तम, सर मकुट शशी आभूषणम
श्रेष्ठ कुल जगराज निःसंदेह प्रिय प्राणेश्वरम
श्रीशुक्ल, जग रज तन्दीप प्रिय प्राणेश्वरम
शाहे उमम, शाहे उमम ॥८॥

شاہ اُمم، شاہ اُمم
(اوپر کی پیشانی شفق کی طرح روشن ایسا لگتا ہے سر پر تاج کی جگہ خورشید درخشاں سجا ہوا ہے۔ عالی نسب
سرکارِ دو عالم اور بلاشبہ محبوب کبریا)

.....

आत्मा निर्मल, अधर मधु, देह कुन्दन कन्चनम
आत्मा निर्मल, अधर मधु, देह कुन्दन कन्चनम
चन्द्र-मुख, रत्नार मणि, मानिक नयन, पद पंकजम
चन्द्र मुख, रत्नार मणि, मानिक नयन, पद पंकजम
शाहे उमम, शाहे उमम ॥९॥

شاہ اُمم، شاہ اُمم
(اجلی روح، شہد سے زیادہ شیریں لب ہائے مبارک، کندن جیسا چمکتا نوری بدن،

پہچان

کبر میں پل भर को वह आए हर सू फैला नूर
 قبر میں پل بھر کو وہ آئے ہر سو پھیلا نور
 नज़्मी ने पहचान ही ली स्वामी की छवि मशहूर
 نظمی نے پہچان ہی لی سوامی کی چھبی مشہور
 छवि मशहूर जो अंकित सदा रही थी मन दर्पण में
 چھبی مشہور جو انکت سدا رہی تھی من درپن میں
 जिसकी खुशबू बसी हुई थी तन मन के कणकण में
 جس کی خوشبو بسی ہوئی تھی تن من کے کن کن میں
 स्वामी की छवि देखके नज़्मी खड़ा हुआ आदर से
 سوامی کی چھبی دیکھ کے نظمی کھڑا ہوا آدر سے
 दरूद के पाठ के साथ ही उसकी आँख से आँसू बरसे
 درود کے پاٹ کے ساتھ ہی اس کی آنکھ سے آنسو برسے
 सारा जीवन तरसा था सेवक जिनके दर्शन को
 سارا جیون ترسا تھا سیوک جن کے درشن کو
 उनको अपनी आँखों देख आनन्द मिला था मनको
 انکو اپنی آنکھوں دیکھ آئند ملا تھا من کو
 ये स्वामी मैं सेवक इनका, यही मेरा अभिमान
 یہ سوامی میں سیوک ان کا یہی میرا ابھیمان

भूमि वन शशि चन्द्र जल वायु गगन गिरि सुन्दरम
 بھومی ون ششی چندر جل وایو گگن گیری سندر م
 सकल जगतहिं भजत, भज नज़्मी तू भी शाहे उमम
 سکل جگت ہیں بھجت بھیج نظمی تو بھی شاہ اُمم
 शाहे उमम, शाहे उमम ॥१२॥

شاہ اُمم، شاہ اُمم

(زمین، جنگل، چاند سورج آب و ہوا آسمان پہاڑ تمام نگارستان قدرت دونوں عالم کی زبان پرورد
 ہے۔ تو بھی نظمی پڑھتا رہ شاہ اُمم، شاہ اُمم، شاہ اُمم، شاہ اُمم۔)

سُمرن کی بدھی نہ جانوں उसुमिरन की बिधि ना जानूँ

सुमिरन की बिधि ना जानूँ ना जानूँ महाराज
 سُमरन की بدھی نہ جانوں، نہ جانوں महाराज
 मन ही मन रूप निहारूँ, निहारूँ महाराज ॥१॥

मन ही मन रूप निहारूँ, निहारूँ महाराज
 (آپ کا ذکر کس طرح کروں میرے سرکار، میں یہ نہیں جانتی۔ میرے آقا میں تو بس اپنے دل
 کے اندر آپ کا سراپا بسائے ہوئے ہوں۔)

मैं तुम्हरे दर्शन की भिखारी
 میں تمہارے दर्शन کی بھکاری
 बिरहन तुम्हरे बियोग की मारी
 برہن تمہارے بیوگ کی ماری
 तन मन धन सब तुम पे वारी
 تن من دھن سب تم پہ واری

बस तुम्हरी बाट बुहारूँ, बुहारूँ महाराज
 بس تمہری باٹ بُہاروں، بہاروں महाराज
 उसुमिरन की बिधि ना जानूँ, ना जानूँ महाराज ॥२॥

सुमिरन की बिधि ना जानूँ, ना जानूँ महाराज
 سُमरन की بدھی نہ جانوں، نہ جانوں महाराज
 (میں آپ کی دید کی طلب گار، آپ کے فراق کے غم میں گرفتار، آپ کے اوپر میرا سب کچھ نثار، بس
 آپ کی راہ دیکھتی رہتی ہوں۔)

एक सेवक से पूछ रहे हो स्वामी की पहचान
 ایک سیوک سے پوچھ رہے ہو سوامی کی پہچان
 यह कहकर नज़्मी ने फिर से दरूद का दौर चलाया
 یہ کہہ کر نظمی نے پھر سے درود کا دور چلایا
 मेरा यह आनन्द देखकर दूतों ने फरमाया
 میرا یہ آनند دیکھ کر دوتوں نے فرمایا
 सो जा अपनी कब्र में जैसे नई दुल्हन सोती है
 سو جا اپنی کبر میں جیسے نئی دولہن سوتی ہے
 सच्चे सेवक की बेशक पहचान यही होती है.
 سچے سیوک کی بے شک پہچان یہی ہوتی ہے

.....

सुमिरन की बिधि ना जानूँ, ना जानूँ महाराज ॥४॥

سُمرَن کی ہدی نہ جانوں، نہ جانوں مہاراج
(آپ اے میرے سرکار رحم و کرم کا خزانہ ہیں، مہربانی کے سمندر ہیں۔ آپ اے
میرے آقا، اللہ کا نور ہیں جو ہر دو عالم کو روشن کیے ہوئے ہے۔ آپ کے در پر حاضر ہو گئی
ہوں۔ اے سرکار آپ کی بارگاہ میں بھیک کا ہات پھیلائے ہوئے ہوں۔)

नबियन के सरदार तुम्हीं हो
नबिन के सरदार तुम्हीं हो
सृष्टि के दातार तुम्हीं हो
सृष्टी के दातार तुम्हीं हो
जीवन का आधार तुम्हीं हो
जीवों का आधार तुम्हीं हो

किसी और कने मैं न जाऊँ, न जाऊँ महाराज

کسی اور کنے میں نہ جاؤں، نہ جاؤں مہاراج

सुमिरन की बिधि ना जानूँ, ना जानूँ महाराज ॥५॥

سُمرَن کی ہدی نہ جانوں، نہ جانوں مہاراج
(آپ اے میرے مولیٰ سردار انبیا ہیں اے میرے آقا آپ ہی دنیا کو اللہ کی نعمتیں
بانٹنے والے ہیں۔ آپ ہی زندگی کی بنیاد ہیں۔ اے میرے سرکار آپ کا درد دولت چھوڑ کر
میں اور کہیں نہ جاؤں گی۔)

तैबह नगरिया मैं भी आऊँ

طیبہ نگریا میں بھی آؤں

ऐसी जाऊँ कि लौट न पाऊँ

ایسی جاؤں کہ لوٹ نہ پاؤں

तुम्हरे चरनन सीस नवाऊँ

توہرے چرنن سیس نواؤں

मन ही मन सोच बिचारूँ, बिचारूँ महाराज

من ہی من سوچ بچاروں، بچاروں مہاراج

सुमिरन की बिधि ना जानूँ, ना जानूँ महाराज ॥३॥

سُمرَن کی ہدی نہ جانوں، نہ جانوں مہاراج
(میری دلی تمنا ہے کہ میں طیبہ کی سرزمین کی زیارت کروں۔ میری دعا ہے کہ طیبہ جاؤں تو
ایسی جاؤں کہ پھر وہیں کی ہو رہوں۔ دل ہی دل میں سوچتی رہتی ہوں کہ ساری زندگی آپ کے قدموں
میں سر رکھ کے گزار دوں۔)

तुम करुणानिधि कृपा सागर

تم کرونا ندھی، کرپا ساگر

दिव्य ज्योति सर्वस्व उजागर

دویہ جیوتی، سرو سو اجاگر

तुम्हरे द्वार खड़ी हूँ आकर

توہرے دوار کھڑی ہوں آ کر

भिक्षा का हाथ बढ़ाऊँ, बढ़ाऊँ महाराज

بھکشا کا ہات بڑھاؤں، بڑھاؤں مہاراج

ہندی نعت

चाँद की छाती चाक अंगुरियाँ नीर बहाएं,
چاند (۱) کی چھاتی چاک انگوریاں (۲) نیر بہائیں
हाथ छुला दें बांझ बकरियाँ दूध दुहाएं
ہات چھلا دیں (۳) بانجھ بکریاں دودھ دوہائیں

(۱) صحیح بخاری اور صحیح مسلم وغیرہ میں مذکور ہے کہ رات کے وقت کفار قریش نے حضور اقدس ﷺ سے کوئی نشان طلب کیا جو آپ کی نبوت پر شاہد ہو۔ آپ نے انھیں یہ معجزہ دکھایا۔ حضرت علی، حضرت عبداللہ ابن مسعود، حضرت حذیفہ اور حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کچشم خود دیکھا کہ چاند دو ٹکڑے ہو گیا ایک ٹکڑا ایک پہاڑ پر اور دوسرا دوسرے پہاڑ پر تھا۔ یہ وہ معجزہ ہے جو دوسرے پیغمبروں کے لیے وقوع میں نہیں آیا۔ اہل مکہ کے علاوہ اطراف سے آنے والے مسافروں نے بھی شوق القمر کی شہادت دی۔ مسند ابوداؤد طیالسی (متوفی ۲۰۴ھ) میں بروایت حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں چاند کو دو ٹکڑے ہوتا دیکھ کر کفار قریش نے کہا کہ یہ ابوکبشہ کے بیٹے کا جادو ہے۔ پھر وہ کہنے لگے کہ مسافروں سے پوچھیں گے دیکھیں وہ کیا کہتے ہیں کیونکہ محمد ﷺ کا جادو تمام لوگوں پر نہیں چل سکتا چنانچہ مسافر آئے اور انھوں نے بھی کہا کہ ہم نے بھی شوق القمر دیکھا ہے۔

(۲) صحیح بخاری شریف میں ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حدیبیہ کے دن لوگوں کو پیاس لگی۔ نبی ﷺ کے پاس ایک چھاگل تھی آپ نے اس سے وضو فرمایا تو لوگ پانی کے لیے آپ کی طرف دوڑے آپ نے فرمایا تمہیں کیا ہوا؟ انھوں نے عرض کیا کہ آپ کی چھاگل کے پانی کے سوا ہمارے پاس نہ وضو کرنے کو پانی ہے نہ پینے کو۔ آپ نے اپنا دست مبارک چھاگل پر رکھا

तुम जो चाहो, चाहे विधाता
تم جو چاہو, چاہے ودھاتا
मर्म है क्या कोई जान न पाता
मर्म है کیا کوئی जान न पाता
नामे मुहम्मद है जग भाता
نام محمد है जग भूता

मैं भी यह नाम पुकारूँ, पुकारूँ महाराज

میں بھی یہ نام پکاروں، پکاروں مہاراج

सुमिरन की बिधि ना जानूँ ना जानूँ महाराज ॥६॥

سُمرن کی بڈھی نہ جانوں، نہ جانوں مہاراج

(آپ کی مرضی اللہ کی مرضی ہے میرے مولیٰ، یہ ایک ایسا راز ہے جس کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں ہے۔ ساری دنیا میں آپ ہی کے نام پاک کے چرچے ہیں۔ میں بھی اس مقدس نام کا ورد رکھتی ہوں میرے آقا۔)

.....

تو آپ کی انگلیوں سے چشموں کی طرح پانی نکلنے لگا۔ ہم نے لیا اور وضو کیا۔ حضرت جابر فرماتے ہیں اس دن ہم ڈیڑھ ہزار لوگ وہاں موجود تھے اگر ایک لاکھ بھی ہوتے تب بھی وہ پانی ہمیں کافی ہوتا۔ (صحیح بخاری، باب علامات النبوة فی الاسلام)

یہ معجزہ حضور ﷺ سے کئی بار مختلف جگہوں پر بہت سے لوگوں کے سامنے ظہور میں آیا ہے اور اس کے راوی حضرت جابر بن عبد اللہ، انس بن مالک، عبد اللہ بن مسعود، عبد اللہ بن عباس، ابو یعلیٰ انصاری، زید بن الحارث الصدائی اور ابو عمرہ انصاری رضی اللہ عنہم ہیں۔

(۳) مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کے دوسرے روز سرکارِ دو عالم ﷺ کا مقام قدید میں ام معبد عاتکہ بنت خالد خزاعیہ کے ہاں گزر ہوا۔ ام معبد کی قوم قحط زدہ تھی وہ اپنے خیمہ کے صحن میں بیٹھی رہتی اور آنے جانے والوں کو پانی پلاتی اور کھانا کھلاتی۔ آں حضرت ﷺ نے اس سے گوشت اور کھجوریں خریدنے کا قصد کیا مگر اس کے پاس کچھ نہ تھا۔ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے اس کے خیمہ کی ایک جانب ایک بکری دیکھی پوچھا یہ بکری کیسی ہے؟ اس نے جواب دیا کہ لاغری اور کم زوری کی وجہ سے دوسری بکریوں سے پیچھے رہ گئی ہے۔ پھر پوچھا کیا دودھ دیتی ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں تو۔ آپ نے فرمایا کیا تو مجھے اس کی اجازت دیتی ہے کہ اسے دودھ لوں؟ اس نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان، اگر آپ اس کے نیچے دودھ دیکھتے ہیں تو دودھ لیں۔ آپ نے بکری کے تھن پر دست مبارک پھیرا اور بسم اللہ پڑھی اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی۔ بکری نے آپ کے لیے دونوں ٹانگیں چوڑی کر دیں، دودھ اتارا اور جگالی کی۔ آپ نے برتن طلب کیا۔ پھر آپ نے اس میں دو ہایہاں تک کہ اس پر جھاگ آ گیا۔ پھر ام معبد کو پلایا یہاں تک کہ سیری ہو گئی اور اپنے ساتھیوں کو پلایا یہاں تک کہ وہ بھی سیر ہو گئے۔ سب کے بعد آپ نے پیلا۔ بعد ازاں دوسری بار دو ہایہاں تک کہ برتن بھر گیا اور اس کو بطور نشان ام معبد کے پاس چھوڑا اور اس کو اسلام میں بیعت کیا پھر سب وہاں سے چل دیے۔ تھوڑی دیر بعد ام معبد کا شوہر آیا۔ ڈھیر سارا دودھ دیکھ کر حیران ہوا کہنے لگا یہ دودھ کہاں سے آیا حالانکہ گھر میں تو کوئی ایسی بکری نہیں ہے جو دودھ کا ایک قطرہ بھی دے۔ ام معبد نے جواب دیا ایک مبارک شخص آیا تھا جس کا حلیہ ایسا تھا۔ وہ بولا وہی تو قریش کے سردار ہیں جن کا ہر طرف چرچا ہے۔ میں نے قصد کر لیا ہے

کہ ان کی صحبت میں رہوں۔ (مشکوٰۃ، باب فی المعجزات)

डूब गगन की गोदी में सूरज फिर आए,

डوب گگن کی گودی میں سورج پھر آئے (۴)

पत्थर बोले, पेड़ चले, पशु शीष नवाए ।

پتھر بولے (۵) پیڑ چلے (۶) پشو شیش نوائے

(۴) حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک بار عرب میں خیبر سے ایک منزل کے فاصلے پر مقام صہبا میں نبی ﷺ کی طرف وحی آ رہی تھی۔ آپ کا سر مبارک حضرت علی کی گود میں تھا اس وجہ سے علی نے عصر کی نماز نہیں پڑھی تھی یہاں تک کہ سورج ڈوب گیا۔ نبی ﷺ نے حضرت علی سے دریافت کیا کیا تم نے عصر پڑھ لی؟ عرض کیا نہیں۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا اللھم انہ کان طاعتک و طاعت رسولک فاردد علیہ الشمس یعنی اے اللہ، یہ علی تیری اطاعت میں اور تیرے رسول کی اطاعت میں تھا تو اس کے لیے آفتاب کو واپس پھیر دے۔ حضرت اسماء فرماتی ہیں کہ میں نے آفتاب کو دیکھا کہ غروب ہو گیا تھا۔ پھر میں نے دیکھا کہ غروب ہونے کے بعد نکل آیا اور اس کی شعاع پہاڑ اور زمین پر پڑی۔

(۵) حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ مکہ میں تھا۔ ایک روز ہم اس کے بعض نواح میں نکلے جو پہاڑ یا درخت آپ کے سامنے آتا تھا وہ کہتا تھا السلام علیک یا رسول اللہ (ترمذی شریف) ایسی ہی اور کئی روایتیں ہیں۔

(۶) حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک سفر میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ ایک بادیہ نشین عرب آپ کے سامنے آیا۔ جب وہ نزدیک ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا کیا تو خدا کی وحدانیت اور محمد کی رسالت کی گواہی دیتا ہے؟ اس نے کہا آپ جو فرماتے ہیں اس پر کون شہادت دیتا ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا یہ درخت۔ پھر آپ نے اسے بلایا حالانکہ وہ وادی کے کنارے پر تھا۔ وہ زمین کو چیرتا ہوا سامنے آ کھڑا ہوا۔ آپ نے تین بار اس سے

شہادت طلب کی اور اس نے تینوں بار شہادت دی کہ واقعی ایسا ہی ہے جیسا کہ آپ نے فرمایا۔ پھر درخت اپنی جگہ واپس چلا گیا۔ (مشکوٰۃ)

(۷) حضرت حمزہ بن اسید روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک شخص کے جنازے میں نکلے۔ دیکھتے کیا ہیں کہ ایک بھیڑیا راستے میں پاؤں پھیلانے بیٹھا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ تم سے اپنا حصہ طلب کرتا ہے اس کے لیے کچھ مقرر کرو۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کی کیا رائے ہے؟ آپ نے فرمایا ہراونٹ پر ہر سال ایک بکری۔ انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ تو بہت ہے۔ آپ نے بھیڑیے کی طرف اشارہ فرمایا کہ یہاں سے جلدی چل دو۔ بھیڑیا یہ سن کر چلا گیا۔ (خصائص کبریٰ)

جहाँ جहाँ जाएं कण कण धरती होय सुगंधित

جہاں جہاں جائیں کن کن دھرتی ہوئے سگندھت
एक मुस्कान से हों जन साधारण प्रफुल्लित ।

ایک مسکان سے ہوں جن سادھارن پر پھلّت
कौन है यह किसका वर्णन है नज़्मी बोलो,
کون ہے یہ کس کا وزن ہے نظمی بولو
कैसी पहली बुझवाते हो, मर्म तो खोलो ।

کیسی پہلی بجھواتے ہو، مرم تو کھولو
कहें नज़्मी जी ये सब बातें उनकी याद दिलाएं,
کہیں نظمی جی یہ سب باتیں ان کی یاد دلائیں
जो कि सद्पुरुष, करुणानिधि, नबियन सरदार कहाएं

(نبین سردار کہائیں) ۹ کرونا دھی ۸ جو کہ سد پرش)

(۸) مرد حق۔ (۹) منبع رحم و کرم۔

नाम मुहम्मद रखा है रब ने उनका न्यारा
نام محمد رکھا ہے رب نے ان کا نیارا
उन्हीं की महिमा दर्शाने को सृष्ट किया जग सारा
انہی کی مہما (۱۰) درشانے کو سرشت کیا (۱۱) جگ سارا
(۱۰) عظمت، مرتبہ۔ (۱۱) تخلیق کیا۔

रब के प्रिय जगत के रक्षक नबी रसूल इمام,
رب کے پر یہ جگت کے رکھشک نبی رسول امام
स्वामी के चरणन में नज़्मी का शत शत प्रणाम ।
سوامی کے چرن میں نظمی کا شت شت پرنام

.....

عظمت اسم محمد ﷺ

رب کی महिमा बदर भूमि पर गरिमा लाई
 رب کی مہما بدر بھومی پر گرما لائی
 तीन सौ तेरह यौद्धाओं ने नाम कमाया
 تین سو تیرہ یودھاؤں نے نام کمایا
 सच्चाई ने रण से पाप को मार भगाया
 سچائی نے رن سے پاپ کو مار بھگایا
 विजयी सैना जब तयबह में वापस आई
 وئی سینا جب طیبہ میں واپس آئی
 रब का शुक्र किया सब ने और खुशी मनाइ
 رب کا شکر کیا سب نے اور خوشی منائی
 एक बार फिर उहद के रण में हुई लड़ाई
 ایک بار پھر احد کے رن میں ہوئی لڑائی
 एक छोटी सी भूल से जीत बनी पसपार्इ
 ایک چھوٹی سی جیت بنی پسیپائی
 लेकिन फिर सरदार ने एक सिंहनाद लगाया
 لیکن پھر سردار نے ایک سنگھ ناد (۱۰) لگایا
 एक एक वीर ने फिर से अपना रंग जमाया
 ایک ایک ویر نے پھر سے اپنا رنگ جمایا
 विजय पताका इस्लामी फिर से फहराई
 وئی پتا کا اسلامی پھر سے فہرہرائی
 मक्के के असुरों ने फिर से मुंह की खाई
 مکہ کے اَسُورِوں نے پھر سے منہ کی کھائی

جیوتی کلش (۱) ادویت (۲) کا جب فاران پہ چمکا
مूर्تی اُپاسک وچلت (۳) جگ کا ہر دے دھڑکا
ہر دے دھڑکا اسوروں (۴) کا ڈگ ڈگ ڈولا آدھار
اگیا نی مانو نے سوچا گیانیشور (۵) سنہار (۶)
پر میشور نے ستیہ پرش کے پران بچائے
چھوڑا مکہ نگر، مہا مت (۷) طیبہ آئے
ایک نئی آچار سنہتا (۸) ہوئی پرکاشت
شیگھر ہی سارے لوگ ہوئے جس سے پر بھاوت
پریت (۹) کے انویائیوں نے پھر سے رن نیت سبائی

इस यात्रा में मिलीं नमाज़ें और धर्म की नीति
 اس یا ترا میں ملیں نمازیں اور دھرم کی نیت (۲۲)
 तत्पश्चात् मिली नीति के कार्यान्वन की रीति
 त पश्चात् ملی نیت کے کاریانون (۲۳) کی ریت
 कार्यान्वन की रीति बनी जो सत्युग की पहचान
 कारیانون کی ریت بنی جو ست یگ کی پہچان
 बने सभी जन कर्मवीर और धर्म-निष्ठ इन्सान
 بنے سبھی جن کرم ویر اور دھرن نشٹھ (۲۴) انسان
 फिर एक दिन वे कर्मवीर मक्के में आए
 پھر ایک دن وے کرم ویر م (۲۵) مکہ میں آئے
 विजय पराक्रम के परचम फिर से लहराए
 وجے پراکرم کے پرچم پھر سے لہرائے
 शुद्धि हुई काबे की गूंजा ईश्वर नाम अज्ञान
 شدھی (۲۶) ہوئی کعبے کی گونجا ایشور نام اذان
 झूटे देव गिरे मुंह के बल लात और हबल समान
 جھوٹے دیو گرے منہ کے بل لات اور ہبل سامان
 सत्य न्याय का युग जागा फिर धर्म हुआ बलवान
 ستیہ نیاے کا یگ جاگا پھر دھرم ہوا بلوان
 कर्म की महिमा सब ने जानी पढ़ पढ़ कर कुरआन
 کرم (۲۷) کی مہما سب نے جانی پڑھ پڑھ کر قرآن
 फिर ईश्वर ने प्रिय महामत को परलोक बुलाया
 پھر ایشور نے پریہ مہامت کو پرلوق بولا یا

مکہ کے اسوروں نے پھر سے منہ کی کھائی
 مریادا پुरुषोत्तम ने फिर डाली राज की नीव
 مریادا پرشوتم نے پھر ڈالی راج کی نیو
 एक अनोखे सत्य-आधारित सभ्य समाज की नीव
 ایک انوکھے ستیہ آدھارت (۱۱) سمیہ سماج کی نیو
 भाईचारा, प्रेम, सहिष्णुता, सत्यकर्म आधार
 بھائی چارہ، پریم، سہشنواتا (۱۲) ستیہ کرم (۱۳) آدھار
 सदाचार, नैतिकता, समता, श्रद्धा, सदव्यवहार
 سداچار، نیتکتا (۱۴) سمتا (۱۵) شرڈھا (۱۶) سد ویوہار (۱۷)
 यही बने सच्चे लोगों के जीवन व सिद्धान्त
 یہی بنے سچے لوگوں کے جیون کے سدھانت (۱۸)
 किया महामत ने एक अदभुत सतयुग का दीक्षान्त
 کیا مہامت نے ایک ادبھت ست یگ کا دیکھشانت (۱۹)
 सत्यपुरुष का हुआ अलौकिक यात्रा को प्रस्थान
 ستیہ پرش کا ہوا الوکک (۲۰) یا ترا کو پرستھان (۲۱)
 गगन से भी आगे पहुंचे थे अल्लाह के मेहमान
 گگن سے بھی آگے پہنچے تھے اللہ کے مہمان
 विवश हुए जibril अधर में छोड़ा उनका साथ
 ووش ہوئے جبریل ادھر میں چھوڑا ان کا ساتھ
 तब अल्लाह की रहमत ने थामा रसूल का हाथ
 تب اللہ کی رحمت نے تھاما رسول کا ہاتھ

پھر ایشور نے پر یہ مہامت کو پر لوک بلایا
 تہ بھ کی دھرتی نے تہرہستھل کا دہرآ پآ
 طہبہ کی دھرتی نے تہرہستھل کا درجہ پایا
 دہم سہاسن پر بٹھے پھر ابوبکر صدیق
 عمر عثمان علی نے کی سچے دل سے تصدیق
 چاروں مکھیہ خلیفوں نے پریم نیت اپنائی
 سत्य अहिंसा ने हर दिल में अपनी जगह बनाई
 ستیہ اہنسا نے ہر دل میں اپنی جگہ بنائی
 کورآنی سندیش نے توڑا پاپ کا چکر ویوہ
 جڑتے گئے پریم شرکھلا (۲۸) میں لوگوں کے سموہ
 مسلم جگت کی سیماؤں کا ہوا بڑا وستار
 ہر ویستار کے پیچھے تھا بس پریم کا ہی آدھار
 آدی دھرم (۲۹) ادویت کا پرچارک کیول اسلام

نیراکار نیرگن کی پوجا یہی سत्य पैगाम
 نراکار (۳۰) نرگن (۳۱) کی پوجا یہی ستیہ پیغام
 ایشور پر یہ مہامت پر ہم بھجیں لاکھ سلام
 ہم دھکیاروں کے ہیت میں ہیں وہ رب کا انعام
 وہ رب کا انعام انھیں کی کرتا جگت پکار
 ان کی مہا سب سے نیاری گرما (۳۲) اپرم پار
 کہیں نظمی جی ہر پیڑا میں نام محمد لیجے
 نام کی مہما سے دشمن کو اپنے بس میں کیجیے۔

.....

(۱) فانوس نور۔ (۲) توحید۔ (۳) گمراہ۔ (۴) کفار و مشرکین۔ (۵) عالم ماکان و ما
 کیون۔ (۶) خاتمہ۔ (۷) گوتم بدھ نے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی بشارت دیتے ہوئے اسم محمد کو اسی
 طرح ادا کیا تھا۔ مہامت کے معنی ہوتے ہیں سب بڑی عقل۔ (۸) لائحہ عمل و ضابطہ کار۔ (۹)
 شیطان۔ (۱۰) نعرہ شیرانہ۔ (۱۱) حق پرستی۔ (۱۲) رواداری۔ (۱۳) راست بازی۔ (۱۴) خوش
 اخلاقی۔ (۱۵) مساوات۔ (۱۶) عقیدت۔ (۱۷) حسن سلوک۔ (۱۸) ضوابط۔ (۱۹) افتتاح۔
 (۲۰) لاہوتی۔ (۲۱) روانگی۔ (۲۲) طریقہ عمل۔ (۲۳) عمل در آمد۔ (۲۴) راسخ العقیدہ۔ (۲۵)
 مردمیدان عمل۔ (۲۶) صفائی۔ (۲۷) عمل۔ (۲۸) زنجیر، سلسلہ۔ (۲۹) ازل سے چلا آنے والا
 مذہب۔ (۳۰) شکل و صورت سے منزہ۔ (۳۱) ہر مادی تصور سے بے نیاز۔ (۳۲) عظمت۔

رازِ عشق

پریم ریت (۱۰) مانو جیون سکھ کبھی نہ پاوے
 پریم تو دھرم کا مول منتر (۱۱) ہے، یہ اپناؤ
 پاکر دھرم اور کرم کی کونجی खुश हो जाओ
 पा کر दहम और कर्म की कुंजी खुश हो जाओ
 कब्र में भी जो तीन प्रश्न पूछे जाएंगे
 قبر میں بھی جو تین پرشن (۱۲) پوچھے جائیں گے
 वो भी धर्म कर्म और प्रेम पे ही आएंगे
 وہ بھی دھرم کرم اور پریم پہ ہی آئیں گے
 रब है कौन तुम्हारा, क्या है धर्म बखानो
 رب ہے کون تمھارا، کیا ہے دھرم بکھانو (۱۳)
 कौन हैं ये महापुरुष ज़रा इन को पहचानो
 کون ہیں یہ مہا پرش ذرا ان کو پہچانو
 ईश्वर प्रिय महामत की छवि बड़ी सुहानी
 ایشور پریم (۱۴) مہامت (۱۵) کی چھبی (۱۶) بڑی سہانی
 मोक्ष उसे ही मिलेगा जिसने छवि पहचानी
 मोक्ष اسے ہی ملے گا جس نے چھبی پہچانی
 पहले दो प्रश्नों का उत्तर काम न आए
 پہلے دو پرشنوں کا اتر کام نہ آئے
 अन्तिम प्रश्न का उत्तर ही सौभाग्य बनाए
 اتم پرشن کا اتر ہی سوبھاگیہ جگائے

धर्म کرم سے کدے گونا ہے بڈ کر ٲرم کا مرم
 دهرم کرم سے کئی گنا ہے بڈ کر ٲریم کا مرم (۱)
 ٲرم بئنا سب شونیہ (۲) ہے جگ میں نرتھ (۳) دهرم اور کرم
 نیرتھ دهرم اور کرم، امانوष ہے وہ مانو
 نرتھ دهرم اور کرم، امانش (۴) ہے وہ مانو (۵)
 ٲرم بئنا دل دهر کے جس کا وہ ہے دانو (۶)
 ایشور سے جو ٲریم نہیں تو ویرتھ (۷) ہے جیون
 ٲیار رسول کا ہو جس میں وہ ہی سچا من
 ٲرم جو ہوگا دل میں، اچھے کرم کروگے
 ٲرم کی ٲونجی ٲاس ہے دهرمانند (۸) بنوگے
 ٲرم کی سرشٹی (۹) بڑی نرالی سمجھ نہ آوے

(۱) راز، ماہیت - (۲) صفر - (۳) بے معنی - (۴) حیوان - (۵) انسان -
(۶) درندہ - (۷) بے کار - (۸) سچے عقیدے والے - (۹) دنیا - (۱۰) محبت سے خالی -
(۱۱) اصل حقیقت - (۱۲) سوال - (۱۳) بتاؤ - (۱۴) محبوب خدا - (۱۵) محمد ﷺ -
(۱۶) شبیہ - (۱۷) پوشیدہ - (۱۸) ماتحت - (۱۹) تکمیل - (۲۰) جذبہ عشق - (۲۱)
لبریز - (۲۲) دنیا - (۲۳) سرچشمہ تخلیق - (۲۴) عزت - (۲۵) تعریف و توصیف -
(۲۶) راست بازی - (۲۷) مفہوم - (۲۸) صلاحیت، گنجائش - (۲۹) تعریف -

پہلے دو پرشनों में निहित है धर्म कर्म की बात
 پہلے دو پرشنوں میں نہت (۱۷) ہے دھرم کرم کی بات
 अन्तिम प्रश्न के अन्तर्गत है प्रेम मर्म सौगात
 اتم پرشن کے انتر گت (۱۸) ہے پریم مرم سوغات
 कोई अधूरा कलिमा पढ़कर मुस्लिम नहीं कहाए
 کوئی ادھورا کلمہ پڑھ کر مسلم نہیں کہائے
 धर्म को नाम मुहम्मद का नज़्मी परिपूर्ण कराए
 دھرم کو نام محمد کا نظمی پورن (۱۹) کرائے
 नामे मुहम्मद प्रेम भाव से ओत प्रोत है
 نام محمد پریم بھاؤ سے اوت پروت (۲۰) ہے
 सच तो यह है सृष्टि का उत्पत्ति स्रोत है
 سچ تو یہ ہے سرشتی (۲۱) کا اہتتی سروت (۲۲) ہے
 आदर प्रशंसा सत्यकर्म का अर्थ है इसमें
 آدر (۲۳) پرشنسا (۲۵) ستیہ کرم (۲۶) کا ارتھ (۲۷) ہے اس میں
 सारे जग की चाहत का सामर्थ है इसमें
 سارے جگ کی چاہت کا سامرتھ (۲۸) ہے اس میں
 सच्चे मन की परिभाषा नज़्मीजी सुनना
 سچے من کی پریم بھاشا (۲۹) نظمی جی سننا
 धर्म कर्म और प्रेम में तुम बस प्रेम ही चुनना ॥
 دھرم کرم اور پریم میں تم بس پریم ہی چننا

چوپائیاں

چوپاڑیاں

نام۔ (۴) کلام رب۔ (۵) مخلوق۔

رب نے دیا مہامت کو سب اज्ञات کا ج्ञान
رب نے دیا مہامت کو سب اگیاں (۱) کا گیان (۲)
سارے جن مانس میں ان کا سروشریشٹھ (۳) استھان (۴)
سर्वश्रेष्ठ स्थान वो सृष्टि-स्रोत कहाए
सरो श्रिशृष्ट्वा अस्थान वो सरृष्टी सरोत (۵) कहाए
नबियों के परिपूरक रूप वह जग में आए ॥ १॥

نبیوں کے پری پورک روپ (۶) وہ جگ میں آئے
(۱) غیب۔ (۲) علم۔ (۳) اعلیٰ ترین۔ (۴) مقام۔ (۵) سرچشمہ تخلیق۔ (۶) خاتم النبیین۔

अरब की रेतीली धरती को प्राप्त हुआ यह श्रेय
عرب کی ریتیلى دهرتی کو प्राप्त (۱) ہوا یہ شرے (۲)
आमिना बीबी के घर जन्मे महापुरुष कलिकेय
آمنہ بی بی کے گھر جنمے مہا پुरुष कलिकेय (۳)
महापुरुष कलिकेय जो लाए ईश्वर वाणी
महा प्रश कलिकेय जो लाए अश्वर वानी (۴)
उन की शरीअत के अन्तर्गत सारे जगप्राणी ॥ २॥
ان کی شریعت کے अन्तर्गत सारے जगप्राणी (۵)

(۱) حاصل۔ (۲) شرف۔ (۳) پرانوں میں مصطفیٰ ﷺ کی آمد کی بشارت کے سلسلے میں دیا ہوا

बायबिल में हैं फ़ारक़लीत, कुरआन में अहमद
بائبل میں ہیں فارقلیط (۱)، قرآن میں احمد
प्रशंसनीय वे आदिकाल से नाम मुहम्मद
پرشنسنیہ (۲) وے آدی کال (۳) سے نام محمد
नाम मुहम्मद अधरों को मधुस्रोत बनाए
नाम محمد ادहروں (۴) को मधु स्रोत (۵) बनाए
निस दिन नाम जपे जो, ईश्वर कृपा पाए ॥ ३॥

نِس دن (۶) نام جپے جو، ایشور کرپا (۷) پائے
(۱) یہ عبرانی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی عربی میں محمد ﷺ کے ہوتے ہیں۔ (۲) قابل تعریف۔
(۳) ازل۔ (۴) ہونٹ۔ (۵) شیرینی کا سرچشمہ۔ (۶) رات دن۔ (۷) فضل الہی۔

स्वामी के अधरों से निकली जब कुरआन की भाषा
सोामी के ادहरोں से नली जब قرآن की बहशा
अरब के पंडित चकित रह गए धर्म की सुन परिभाषा
عرب के पण्डित चक़त रह गئے धरम की सुन प्री बहशा
अर्थ समझ अद्वैत का सबने अपना शीष नवाया
ارتھ سمجھ اد्वैत का सब ने اپना शीष नोया
एक ईश्वर का कलिमा पढ़ने की जागी अभिलाषा ॥ ४॥

ایک ایشور کا کلمہ پڑھنے کی جاگی ابھیلاشا

(جب سرکارِ دو عالم ﷺ کے لب ہائے مبارک سے قرآنی آیات سنیں تو مذہب اور شریعت کا اصل مفہوم جان کر عرب کے بڑے بڑے علماء ششدر رہ گئے۔ توحید کا مطلب کیا ہے یہ جان کر سب نے سر تسلیم خم کر دیا اور اللہ عزوجل کی وحدانیت کا اقرار کرنے کی تمنا ہر ایک دل میں جاگ اٹھی۔)

.....
کिसी को घृणा से मत देखो यही है सदव्यवहार
किसी को गहरना से मत देखो यही है सद वियहार
घृणा से घृणा पाओगे, प्यार से पाओ प्यार
गहरना से गहरना पाؤगے, प्यार से पाؤ प्यार
प्यार से पाओ प्यार, नबी की सीख पे चलना
प्यार से पाؤ प्यार, नबी کی سیکھ پہ چلنا
दुश्मन से भी मिलो तो ठण्डे दिल से मिलना ۱۶۱
دشمن سے بھی ملو تو ٹھنڈے دل سے ملنا

(اسلام نے خوش اخلاقی کا ایک سبق یہ سکھایا ہے کہ کسی کو نفرت اور حقارت سے مت دیکھو۔ نفرت سے نفرت ملتی ہے، محبت سے محبت۔ ہمارے پیارے نبی ﷺ نے بھی ہمیں محبت کا درس دیا ہے اور دشمن سے بھی اچھی طرح پیش آنے کی ہدایت دی ہے۔)

.....
गुम्बद हरा वह सब से ऊंचा लोक-हृदय की धड़कन
गुम्बद हरा वह सब से اونچا लोक हृदय की धड़कन
जिसकी एक झलक से आए मृत मन में नव जीवन
जिस की ایک جھلک سے آئے مرنے والے دل میں نو جیون
इस गुम्बद के साए में सोए हैं महिमा प्रतीक
اس گنبد کے سائے میں سوئے ہیں مہیما پر تیک

۱۶۱۔ एक महामत, दूजे उमर, तीजे अबू बक्र सिद्दीक

ایک مہامت، دو جے عمر، تیجے ابو بکر صدیق
(وہ سبز گنبد جو سرکارِ دو عالم ﷺ کے روضہ پر انوار کی عظمت کا نشان ہے وہ کائنات کی مخلوق کے دل کی دھڑکن بنا ہوا ہے اس کی ایک جھلک مردہ دلوں میں نئی روح ڈال دیتی ہے۔ اس گنبد کے سائے میں تین عظیم شخصیتیں آرام فرما ہیں۔ ایک محمد رسول اللہ ﷺ، دوسرے سیدنا فاروق اعظم، اور تیسرے حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما۔)

.....
निर्धन और धनवान का भेद मिटाया किसने
نردھن اور دھنوان کا بھید مٹایا کس نے؟
जगत को समता का आभास कराया किसने
جگت کو سماتا کا آभास کرایا کس نے؟
कृपा, करुणा, दया, धर्म, शरीअत वाले
کریا، کرپنا، دیا، دھرم، شریعت والے
क्रपा, करुणा, दया, धर्म, शरीअत वाले
ہاں ہاں وہی مہامت رب کی رحمت والے
ہاں ہاں وہی مہامت، رب کی رحمت والے

.....
(سرکارِ دو عالم ﷺ نے امیر غریب کے امتیاز کو دور فرما کر دنیا کو مساوات اور اخوت کی راہ دکھائی۔ مہربانی، رحم، انسان دوستی، مذہب کے اصول سمجھائے۔ ہاں یہ وہی محمد مصطفیٰ ﷺ تھے جو سراپا اللہ کی رحمت بن کر دنیا میں تشریف لائے تھے۔)

.....
वंश का ऊंचा नीचा होना नहीं मोक्ष-आधार

دش کا اونچا نیچا ہونا نہیں موش آدھار
کرم ہوں جس کے اچھے ہوگا اس کا ہی اُدھار
جو بوؤگے سو کاٹوگے، چلی آ رہی ریت
سداچار ہی سدا رہی ہے विश्व-धर्म کی नीति ۱۷۱

سداچار ہی سدا رہی ہے وشو دھرم کی نیت
(خاندان کے اونچے نیچے ہونے پر نجات کا انحصار نہیں ہے جس کے اعمال اچھے ہوں گے اسی کا بیڑا پار
ہوگا۔ جو آدمی جیسے اعمال کرے گا ویسا ہی اس کو بدلہ ملے گا۔ خوش اخلاقی اور نیک عمل کا درس ہر مذہب
کی بنیادی تعلیم رہی ہے۔)

اورت کی مریاदा کا उल्लंघन मत करना
عورت کی مریاदा का अलنگھन मत करना
उसने तुमको जन्म दिया है यह न विसरना
اس نے تم کو جنم دیا ہے یہ نہ وِسَرنا
نबी نے ماँ का आदर करना हमें सिखाया
نبی نے ماں کا آدر کرنا ہمیں سکھایا
जन्म सफल करने का मूल मंत्र समझाया ۱۹۱
جنم سہل کرنے کا مول منتر سمجھایا

(عورت کا احترام کرنے کا درس اسلام نے دیا ہے کیونکہ انسان کو عورت جنم دیتی ہے۔ ہمارے
پیارے نبی ﷺ نے ماں کا ادب کرنے کا ہمیں حکم دیا ہے اور اس طرح زندگی کامیاب بنانے کا

ایک بہترین نسخہ عطا فرمایا ہے۔)

सत्य पुरुष की परिभाषा कुरआन ने यह बतलाई
ستیه پرش کی پرې بھاشا قرآن نے یہ بتلائی
जिसकी सोच वचन और कर्म में हो हर दम सच्चाई
جس کی سوچ وچن اور کرم میں ہو ہر دم سچائی
दुनिया धर्म के क्षेत्र में जो ईश्वर इच्छा पर चाले
دنیا دھرم کے چھتیر میں جو ایشور اچھا پر چالے
उस मनुष्य के वचन की मर्यादा ईश्वर के हवाले ۱९०।
اس منشیه کے وچن کی مریادا ایشور کے حوالے

(قرآن عظیم نے سچے مومن کی تعریف یہ بیان فرمائی ہے کہ مومن وہ ہے جس کے خیال، اقوال اور
اعمال میں ہر دم صداقت ہی صداقت ہو۔ سچا انسان وہی ہے جو اپنے دنیاوی اور دینی معاملات میں اللہ
تعالیٰ کی مرضی کو سب سے مقدم سمجھتا ہو، ایسے انسان کو وہ رتبہ حاصل ہو جاتا ہے کہ اس کی زبان سے
نکلے ہوئے ایک ایک لفظ کی آبرو اللہ تعالیٰ رکھتا ہے۔)

रब का नाम पुकारके मैंने लिया मुहम्मद नाम
رب کا نام پکار کے میں نے لیا محمد نام
बलिहारी इस नाम के जो सगरे बन गए काम
بلہاری اس نام کے، جو سگرے بن گئے کام
सगरे बन गए काम, हुआ जीवन उजियारा
سگرے بن گئے کام، ہوا جیون اجیارا
सगरे बन गئے काम, हुआ जीवन उजियारा

آتما کے درپن سے نظمی میل دھل گیا سارا ۱۲۱

آتما کے درپن سے نظمی میل دھل گیا سارا

(خالق کائنات کا کلمہ پڑھ کے اسکے محبوب ﷺ کا نام مبارک ورد کیا۔ قربان جاؤں اس نام پاک کے جس کی برکت سے سارے کام بن گئے۔ زندگی میں اجالا ہی اجالا ہو گیا اور روح کے آئینے سے سارا میل صاف ہو گیا۔)

.....

ساتھ، چیت، آنند کا درشن سمجھ جو جائے

ستھی، چٹ، آنند کا درشن سمجھ جو جائے
وہی منشئہ دوئی لوک میں پرمانند کہائے
پرمانند کہا، نیمرمل ہو، آتما

پرمانند کہائے، نزل ہووے آتما

تہ بھ سے جب من لاگو تہ ملے پرماآتما ۱۲۲

طیبہ سے جب من لاگو تہ ملے پرماآتما

(حق پرستی یعنی سچی بات سوچنا، سچی بات کہنا اور سچا کام کرنا یہی صفائی قلب اور پاکیزگی نفس کا راز ہے اور اسی میں سچا سکھ ہے۔ جو شخص اس فلسفے کو سمجھ جائے وہ دونوں عالم میں سب سے خوش قسمت آدمی کہلائے۔ اس کی روح پاک و صاف ہو جائے۔ ان منزلوں کی سیر کرنے کے لیے طیبہ کے تاجدار ﷺ اے محبت اور ان کی اطاعت بہت ضروری ہے۔ جب تک انھیں نہ اپنایا جائے گا رب کائنات تک رسائی نہ ہو سکے گی۔)

.....

شردھا لو جن بیٹھ کے سن لیں نظمی جی کی بات

شردھا لو جن بیٹھ کے سن لیں نظمی جی کی بات

آج کے پاون دن میں لوٹو برکت کی برکات

برکت کی برکات، سفلہ جیون ہو جاوے

برکت کی برکات، سفلہ جیون ہو جاوے

برکت کی برکات، سفلہ جیون ہو جاوے

پڑھے درود سلام جو کوئی، رحمت پاوے ۱۲۳

پڑھے درود سلام جو کوئی، رحمت پاوے

(اشارہ بارہویں شریف کی طرف ہے۔ یہ وہ مبارک دن ہے جب اللہ تعالیٰ کے حبیب کی برکتیں عام ہوتی ہیں۔ جس کسی کو مل گئیں اس کی زندگی سنور گئی۔ سرکارِ دو جہاں ﷺ پر درود اور سلام بھیجتے رہنے کی عادت اللہ کی رحمت کی ضمانت ہوتی ہے۔)

.....

نات کے क्षेत्र میں نژمی جی نے بڑا کما یا نام

نعت کے چھتر میں نظمی جی نے بڑا کما یا نام

نعت کے چھتر میں نظمی جی نے بڑا کما یا نام

نعت کے چھتر میں نظمی جی نے بڑا کما یا نام

نعت کے چھتر میں نظمی جی نے بڑا کما یا نام

نعت کے چھتر میں نظمی جی نے بڑا کما یا نام

نعت کے چھتر میں نظمی جی نے بڑا کما یا نام

نعت کے چھتر میں نظمی جی نے بڑا کما یا نام

(نظمی کو نعت گوئی کے میدان میں جو شہرت اور مقبولیت ملی ہے اس میں زیادہ بات اس بات کا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے خاندان کا ایک فرد ہے اپنے پیارے نانا ﷺ کی جو تعریف اور صفات نواسہ بیان کر سکتا ہے وہ ظاہر ہے کہ خاندان سے باہر والا کیسے کر سکے گا۔ نظمی کی یہ شہرت اس کی عاقبت کی دولت ہے اسے یقین ہے کہ عقی بنی میں نعت رسول ﷺ کی بدولت اس کا معاملہ اچھا ہوگا۔)

क्रसम खुदा की उनके दिल में ग़ौस नहीं बसते हैं । १६।

قسم خدا کی ان کے دل میں غوث نہیں بستے ہیں

.....

ज़ाहिर हो या बातين, थाली का बैंगन मत बनना

ظاهر ہو یا باطن، تھالی کا بینگن مت بنا

रंगना ही है तुम्हें जो तन मन, मेंहदी रंग में रंगना

رنگنا ہی ہے تمھیں جو تن من، مہندی رنگ میں رنگنا

मेंहदी पत्थर पर पिस पिस कर देवे जीवन रंग

مہندی پتھر پر پس پس کر دیوے جیون رنگ

मुरीद वही नवजीवन पावे रहे जो पीर के संग । १७।

مرید وہی نو جیون پائے رہے جو پیر کے سنگ

.....

रंग रंग में सब से चोखा परमेश्वर का रंग

रंग रंग में सब से चोखा परमेश्वर का रंग

ऐसा रंग वही पाता जो रहे महामत संग

ایسا رنگ وہی پاتا جو رہے مہامت سنگ

रहे महामत संग उन्हीं की महिमा गाए

رہے مہا مت سنگ انھی کی مہما گائے

उन्हीं के नाम का जाप करे आनंद कमाए । १८।

انھی کے نام کا جاپ کرے آند کمائے

.....

(راجستھان کے ضلع چتوڑ گڑھ میں ایک قصبہ ہے جیسی جو بچہ تعالیٰ سنی برکاتی بھائیوں کا مرکز ہے۔ کچھ عرصہ سے وہاں ایک نام نہاد پیر صاحب آتے ہیں جو بینگنی رنگ کا عمامہ باندھتے ہیں اور اپنے حلقہ بگوشوں کو اسی رنگ کی ٹوپی پہنواتے ہیں، یہ کہہ کر کہ یہ رنگ سرکار غوث پاک رضی اللہ عنہ کا رنگ ہے۔ ان ہی پیر فرقت کے رد میں یہ چوپائیاں لکھی ہیں)

कुर्ता टोपी रंग लेने से बने न क़ादरी कोय

کرتا ٹوپی رنگ لینے سے بنے نہ قادری کوئے

मुरीद वही है जिसके दिल में रंग पीर का होय

مرید وہی ہے جس کے دل میں رنگ پیر کا ہوئے

अपना अलग समूह बनाना, नहीं ग़ौस की सीख

اپنا الگ سموہ بنانا، نہیں غوث کی سیکھ

बन फ़क़ीर एक साथ बिराजो तभी मिलेगी भीख । १५।

بن فقیر ایک ساتھ براجو تبھی ملے گی بھیکھ

.....

मन को रंग ग़ौस के रंग में तभी है सच्चा रंग

من کو رنگ غوث کے رنگ میں تبھی ہے سچا رنگ

कपड़े वह भी रंगते हैं जो बोलें जय बजरंग

کپڑے وہ بھی رنگتے ہیں جو بولیں جے بجرنگ

सब से अलग नज़र आने का नाटक जो रचते हैं

سب سے الگ نظر آنے کا ناک جو رچتے ہیں

छन्द

बारह रबीउल अव्वल के दिन बना था एक इतिहास
 باره ربیع الاول کے دن بنا تھا اک اتہاس
 पैदा हुए महामत इस दिन बन कर जग की आस
 پیدا ہوئے مہامت اس دن بن کر جگ کی آس
 अल्लाह एक, رسول मुहम्मद, कलिमा हमें पढ़ाया
 اللہ ایک، رسول محمد، کلمہ ہمیں پڑھایا
 सत्य वचन, सदकर्म, सदव्यवहार का चलन सिखाया
 ستیہ وچن، سد کرم، سد ویوہار کا چلن سکھایا
 कहें नज़्मीजी कैसे भूलें स्वामी का एहसान
 کہیں نظمی جی کیسے بھولیں سوامی کا احسان
 हम थे पशु समान, बनाया आका ने इन्सान ११।
 ہم تھے پشو سمان، بنایا آقا نے انسان

(بارہ ربیع الاول کی وہ مبارک تاریخ انسانی تاریخ میں ایک خاص اہمیت کی حامل ہے اس دن دنیا کی
 امید بن کر حضرت محمد ﷺ دنیا میں تشریف لائے اور دنیا والوں کو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، سرکار سیدنا
 محمد ﷺ کی حقانیت کا کلمہ پڑھایا اور ہمیں حق گوئی، سچے عمل، حسن سلوک کا درس دیا۔ ہم ان کا احسان
 کس طرح بھول سکتے ہیں کیونکہ یہ انھی کی ذات اقدس تھی جس نے ہمیں جانور سے انسان بنایا۔)

आदि मानमव से पूर्व उजारा रब ने उनका नूर
 آدی مانو سے پورو اجارا رب نے ان کا نور

नबियन के सरदार मुहम्मद, दिव्य ज्योति मशहूर
 نبیین کے سردار محمد، دویہ جیوتی مشہور
 दिव्य-ज्योति मशहूर वो सब के अन्त में आए
 دویہ جیوتی مشہور وہ سب کے انت میں آئے
 सर्वाधार, व्यापक अमिट शरीअत लाए
 سروادھار ویاپک امٹ شریعت لائے
 कहें नज़्मीजी करो ज्योतेश्वर मर्म बखाना
 کہیں نظمی جی کرو جیوتیشور مرم بکھانا
 जिन हेतु ईश्वर ने लोक परलोक निर्माणा १२।
 جن ہیئتو ایشور نے لوک پرلوک نمانا
 (جن کا نور اللہ تعالیٰ نے دنیا کے سب سے پہلے انسان حضرت آدم علیہ السلام سے قبل پیدا فرمایا۔ وہ
 نبیوں کے سردار محمد ﷺ جو نور الہی کے نام سے مشہور ہیں وہ سب نبیوں رسولوں کے آخر میں تشریف
 لائے اور اپنے ساتھ ایک ایسی وسیع اور کبھی نہ مٹنے والی شریعت لائے جو ساری شریعتوں کی اساس
 ٹھہری۔ نظمی تم اللہ کے اس مبارک نور کا تذکرہ چھیڑو جس کی خاطر رب نے یہ دو جہاں پیدا فرمائے)

तलाक़ समस्या बड़ी जटिल है इसको समझो जानो
 طلاق سمسیا بڑی جٹل ہے اس کو سمجھو جانو
 इस संबन्ध में कुरआनी आदेश को अन्तिम मानो
 اس سمبندھ میں قرآنی آدیش کو اتم مانو
 जो तलाक़ को खेल बनाए, नर्क लोक में जाए
 جو طلاق کو کھیل بنائے، نرک لوک میں جائے

جو رب کے آدیش سے جو جھے، مانو نہیں کھائے
 مانو نہیں کھائے، اس سے رکھو نہ نانا
 کورآں سے جو لڑے وہ مسلم رہ نہیں جاتا

(طلاق کا مسئلہ بڑا ہی پیچیدہ ہے اس کو اچھی طرح سمجھ لو اور اس معاملے میں احکام قرآنی کو
 آخری حجت سمجھو جو شخص طلاق کو کھیل بنالے وہ دوزخ میں جانے والا ہے۔ اللہ کے حکم کی خلاف ورزی
 کرنے والا انسان کھلانے کا مستحق نہیں ایسے آدمی سے کوئی تعلق مت رکھو کیونکہ قرآن سے لڑنے والا
 مسلمان ہی نہیں رہ جاتا۔)

اختتامیہ

مُحَمَّدٌ ضَاءٌ تِ الدُّنْيَا بِطُلْعَتِهِ
 مُحَمَّدٌ طَيْبُ الْأَوْصَافِ وَالشِّيمِ
 مُحَمَّدٌ ظَهَرَتْ أَنْوَارُ مَوْلِدِهِ
 مُحَمَّدٌ عَيْنُ سِرِّ اللَّوَجِ وَالْقَلَمِ
 الْبَيْمُ مُجْدٌ وَحَاءُ الْحُسْنِ الْجَمْعَةِ
 وَالْبَيْمُ مَنْحٌ وَدَالُ الدِّينِ وَالْقِيمِ
 مَوْلَايَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
 عَلَى حَبِيبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ

تعارفِ شاعر

نام: سید آل رسول حسنین میاں برکاتی

خاندانی نام: محمد حیدر۔

تاریخی نام: سید فضل اللہ قادری (۱۳۶۵ھ)

تخلص: نظمی۔

تاریخ ولادت: ۶ رمضان المبارک ۱۳۶۵ھ مطابق ۲۴ اگست ۱۹۴۶ء۔

بیعت و خلافت: والد ماجد حضور سید العلماء سید شاہ آل مصطفیٰ سید میاں علیہ الرحمۃ۔

اجازت و خلافت: عم محترم حضور احسن العلماء سید شاہ مصطفیٰ حیدر حسن میاں علیہ الرحمۃ۔

سید شاہ حبیب احمد صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ، مسولی شریف، ضلع بارہ بنکی۔

☆ ابتدائی تعلیم مارہرہ شریف میں، بعدہ درجہ پنجم تک ممبئی میں۔ انٹر میڈیٹ تک آبائی وطن

مارہرہ شریف میں۔

☆ گریجویشن انگریزی ادب اور اسلامیات کے ساتھ جامعہ ملیہ اسلامیہ دلی سے۔

☆ صحافت کی تربیت انڈین انسٹی ٹیوٹ آف ماس کمیونی کیشن، دلی میں۔

☆ سرکاری مقابلہ جاتی امتحان (منعقدہ یونین پبلک سروس کمیشن) پاس کر کے وزارت

اطلاعات و نشریات کے محکمہ پریس انفرمیشن بیورو (پی آئی بی) سے ملازمت کا آغاز۔

☆ وزارت اطلاعات و نشریات کے ماتحت محکموں فلمز ڈویژن، آل انڈیا ریڈیو، پی آئی بی،

ڈائریکٹوریٹ آف فیلڈ پبلیسیٹی میں مختلف عہدوں پر تقرریاں۔

☆ حکومت ہند کی ڈائریکٹوریٹ آف فیلڈ پبلیسیٹی کے جوائنٹ ڈائریکٹر (سلیکشن گریڈ) کے

عہدے سے ۳۳ سالہ ملازمت کے بعد رضا کارانہ ریٹائرمنٹ۔

☆ سجادگی:

(۱) حضور خاتم الاکابر شاہ آل رسول احمدی اور شاہ ابوالحسنین احمد نوری میاں صاحب قدس سرہما

کی گدی، مارہرہ شریف۔

(۲) حضور سیدنا شاہ غلام محی الدین امیر عالم قدس سرہ کی گدی، مارہرہ شریف۔

☆ اسماء خلفاء: (۱) فقیہ اعظم ہند حضرت علامہ الحاج مفتی محمد شریف الحق صاحب قادری برکاتی

رحمۃ اللہ علیہ گھوسی۔ (۲) محدث کبیر حضرت علامہ الحاج ضیاء المصطفیٰ صاحب قادری برکاتی، گھوسی۔

(۳) الحاج سید دانش حسین صاحب قادری برکاتی، علیاباد، سلطان پور۔

(۴) شہید ملت الحاج بشیر احمد قادری برکاتی رحمۃ اللہ علیہ اورئی۔

(۵) حافظ قاری محمد اختر نسیم صاحب قادری برکاتی، پرنسپل مدرسہ برکاتیہ مؤید الاسلام، منگہر۔

(۶) الحاج محمد شوکت حسین خاں صاحب قادری برکاتی رضوی نوری، کراچی۔

(۷) الحاج محمد سعد اللہ خاں صاحب قادری برکاتی رضوی، کراچی۔

(۸) حافظ وقاری الحاج عبدالقادر صاحب، ناظم اعلیٰ دارالعلوم حنفیہ رضویہ، ممبئی۔

(۹) مولوی سید محبوب احمد رضوی، راجکوٹ۔

(۱۰) قاری سید نظام الدین چشتی، راجکوٹ۔

(۱۱) علامہ مفتی ابوطالب صاحب قادری، راجکوٹ۔

(۱۲) الحاج عبدالرشید رحمانی برکاتی، امام و خطیب مینارہ مسجد، ممبئی۔

(۱۳) مفتی امان الرب صاحب قادری برکاتی، شیخ الحدیث، دارالعلوم بینائیہ، گوندہ۔

(۱۴) الحاج مولوی محمد فاروق کھتری قادری برکاتی، امام و خطیب، مسجد عبدالسلام، ممبئی۔

(۱۵) حضرت علامہ الحاج مفتی انوار احمد صاحب برکاتی نوری، اندور۔

(۱۶) فضیلۃ الشیخ الحاج عبدالہادی صاحب نوری، ساؤتھ افریقہ۔

(۱۷) حضرت الحاج سید محمد نورانی عرف نورانی بابا، رحمۃ اللہ علیہ، پیٹلاد۔

(۱۸) مولوی الحاج سید محمد یوسف نورانی، پریسٹن، برطانیہ۔

(۱۹) مولینا الحاج غلام حسین صاحب شافعی، ممبئی۔

(۲۰) مولینا الحاج محمد یونس ٹیل، پریسٹن، برطانیہ۔

(۲۱) الحاج محمد الیاس قادری برکاتی، رتلام۔

(۲۲) صوفی محمد اسلام میاں، سجادہ نشین، آستانہ صوفی خلیل احمد مانوی، جری مری، کرلا، ممبئی

(۲۳) الحاج صوفی محمد عیسیٰ نوری، خادم آستانہ ٹوپی والے بابا، ماہم شریف۔

(۲۴) الحاج صوفی عبدالوحید قادری نوری، ناگور شریف۔

(۲۵) مفتی محمد زبیر مصباحی برکاتی، حال مدیر سہ ماہی سنی دعوت اسلامی، ممبئی

☆ خلافت و اجازت برائے صاحب زادگان خاندان:

(۱) صاحبزادہ سید شاہ سبطین حیدر میاں برکاتی، ولی عہد و نامزد سجادہ نشین، آستانہ عالیہ مارہرہ مطہرہ

(۲) صاحبزادہ سید شاہ صفی حیدر میاں برکاتی، مارہروی (فرزند اوسط)

(۳) صاحبزادہ سید شاہ ذوالفقار حیدر میاں برکاتی، مارہروی (فرزند اصغر)

(۴) صاحبزادہ سید شاہ محمد امان میاں برکاتی، مارہروی

(۵) صاحبزادہ سید شاہ محمد اویس مصطفیٰ میاں زیدی واسطی، بلگرام شریف

(۶) صاحبزادہ سید شاہ محمد گلزار میاں واسطی، سجادہ نشین، مسولی شریف

☆ زبان دانی: عربی، فارسی، اردو، ہندی، سنسکرت، گجراتی، مراٹھی اور انگریزی۔

☆ ایوارڈ: مہاراشٹر اسٹیٹ اردو اکیڈمی کی جانب سے سال ۱۹۸۰ء میں بہترین اردو صحافی کا ایوارڈ۔

☆ تصنیف و تالیف:

(۱) کلام الرحمن (ہندی ترجمہ کنزالایمان و خزائن العرفان)

(۲) مصطفیٰ جان رحمت ﷺ (مختصر سیرت)

(۳) شانِ نعت مصطفیٰ ﷺ (کلام رضا پر تضامین)

(۴) مداح مصطفیٰ ﷺ (نعتیہ دیوان)

(۵) اسرارِ خاندان مصطفیٰ ﷺ (ترجمہ رسالہ فارسی)

(۶) تنویر مصطفیٰ ﷺ (نعتوں کا مجموعہ)

(۷) عرفان مصطفیٰ ﷺ (مجموعہ کلام)

(۸) نوازش مصطفیٰ ﷺ (نعتیہ دیوان)

(۹) مصطفیٰ سے آلِ مصطفیٰ تک (تذکرہ مرشدانِ سلسلہ برکاتیہ)

(۱۰) مصطفیٰ سے مصطفیٰ رضا تک (تذکرہ)

(۱۱) قرآنی نماز بمقابلہ مانیکرو فونی نماز (اردو میں رسالہ)

(۱۲) قرآنی نماز بمقابلہ مانیکرو فونی نماز (ہندی میں رسالہ)

(۱۳) دی گریٹ بیانڈ (علم غیب رسول ﷺ پر انگریزی رسالہ)

(۱۴) نظم الہی (انگریزی تفسیر سورہ بقرہ)

(۱۵) گستاخی معاف (ہندی انشائیے)

(۱۶) گھر آنگن میلاد (خواتین کے لیے میلاد نامہ مختصر)

(۱۷) گھر آنگن میلاد (برائے خواتین - مفصل)

(۱۸) ذبحِ عظیم (واقعات کربلا)

(۱۹) دی وے ٹو بی (انگریزی ترجمہ بہار شریعت حصہ سولہ)

(۲۰) کیا آپ جانتے ہیں؟ (اسلامی معلومات)

(۲۱) اسلام دی ریلی جن الٹی میٹ (انگریزی)

(۲۲) ڈیسی نیشن پیراڈائز (فضائل صحابہ، انگریزی)

(۲۳) گیٹ وے ٹو ہیون (خواتین کے لیے رسالہ، انگریزی)

(۲۴) ان ڈیفنس آف اعلیٰ حضرت (انگریزی)

(۲۵) فضل ربی (سفر نامہ اردو)

(۲۶) فضل ربی (سفر نامہ ہندی)

(۲۷) سبع سنابل پر اعتراضات کے جوابات

(۲۸) قصیدہ بردہ شریف (اردو، انگریزی اور ہندی میں ترجمہ و تشریح)

(۲۹) کتاب الصلوٰۃ (طریقہ نماز پر انگریزی میں رسالہ)

(۳۰) اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی کتاب ”الامن والعلی“ کا انگریزی ترجمہ (زیر ترتیب)

(۳۱) ہندی ترجمہ نئی روشنی (اصلاحی ناول مصنفہ حضور سید العلماء علیہ الرحمۃ)

(۳۲) مصطفیٰ سے مصطفیٰ حیدر حسن تک (تذکرہ)

(۳۳) بعد از خدا۔۔۔ (مکمل نعتیہ دیوان)

(۳۴) کیا آپ جانتے ہیں؟ (ہندی)

(۳۵) چھوٹے میاں (خانقاہی پس منظر میں ایک ناول)

(۳۶) عمر قید، گجراتی کلاسیکی ناول کا اردو ترجمہ نیشنل بک ٹرسٹ انڈیا کے لیے۔

(۳۷) آگ گاڑی، گجراتی کلاسیکی ڈرامہ کا اردو ترجمہ نیشنل بک ٹرسٹ انڈیا کے لیے۔

(۳۸) لؤلؤ (شیلانگ کے پس منظر میں ایک سماجی ناول)۔

☆ ان کے علاوہ ہند کے ممتاز اردو اخبارات اور جرائد مثلاً نیا دور (لکھنؤ)، آج کل (نئی

دلی)، استقامت ڈائجسٹ (کانپور)، انقلاب، اردو ٹائمز، ہندوستان، سب رس، ہندوستانی زبان، صبح
امید، قومی راج، (ممبئی)، کھلونا، ہما، ہدی، ہدف، ہزار داستان، پیام مشرق، پرچم ہند (نئی دلی)،
ہندی روزنامہ لیٹیسٹ (رائے پور، مدھیہ پردیش)، انگریزی رسالہ دی مرر، پندرہ روزہ ریاض
عقیدت (کوئچ، ضلع جالون) میں کہانیوں، افسانوں، انشائیوں، نظموں اور غزلوں کی اشاعت۔ اس
کے علاوہ سیکڑوں کتابوں پر تبصرے جو برسوں تک ماہنامہ صبح امید ممبئی میں شائع ہوتے رہے۔ ساتھ ہی
ممبئی سے نکلنے والے اردو روزنامہ شامنامہ میں عرصہ دراز تک نظمیں کے ترتیب دیے ہوئے علمی ادبی معے
شائع ہوئے اور کافی مقبول ہوئے۔

☆ ملکی و غیر ملکی اسفار:

اندرون ملک: اتر پردیش، دلی، ہریانہ، بہار، بنگال، آسام، میگھالیہ، میزورم، تریپورہ

اڑیسہ، مدھیہ پردیش، راجستھان، گجرات، مہاراشٹر، آندھرا پردیش، دادرانگر حویلی، گوا۔

بیرون ملک: حجاز مقدس، عراق، دبئی، اسرائیل، شام، انگلینڈ، پاکستان، نیپال۔

☆ پہلا حج سن ۱۹۸۵ عیسوی میں۔

☆ دوسرا حج سن ۱۹۹۴ عیسوی میں۔

☆ تیسرا حج سن ۱۹۹۷ عیسوی میں۔

☆ ۱۹۹۹ء میں بڑا عمرہ اور زیارت مقامات مقدسہ بغداد بیت المقدس، شام، اسرائیل۔

☆ رمضان عمرہ سن ۲۰۰۶ عیسوی۔

☆☆☆☆